اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (الحدیث)

اخلاق و عادات کی تطہیر اور سیرت و کردار کی تعمیر کے لئے
ایک خوبصورت گلدستہ

اخلاق کی پاکیزگی

حسب الارشاد

جانشین حضرت حافظ الحدیث جگر گوشہ قیوم زماں حضرت ثانی صاحب

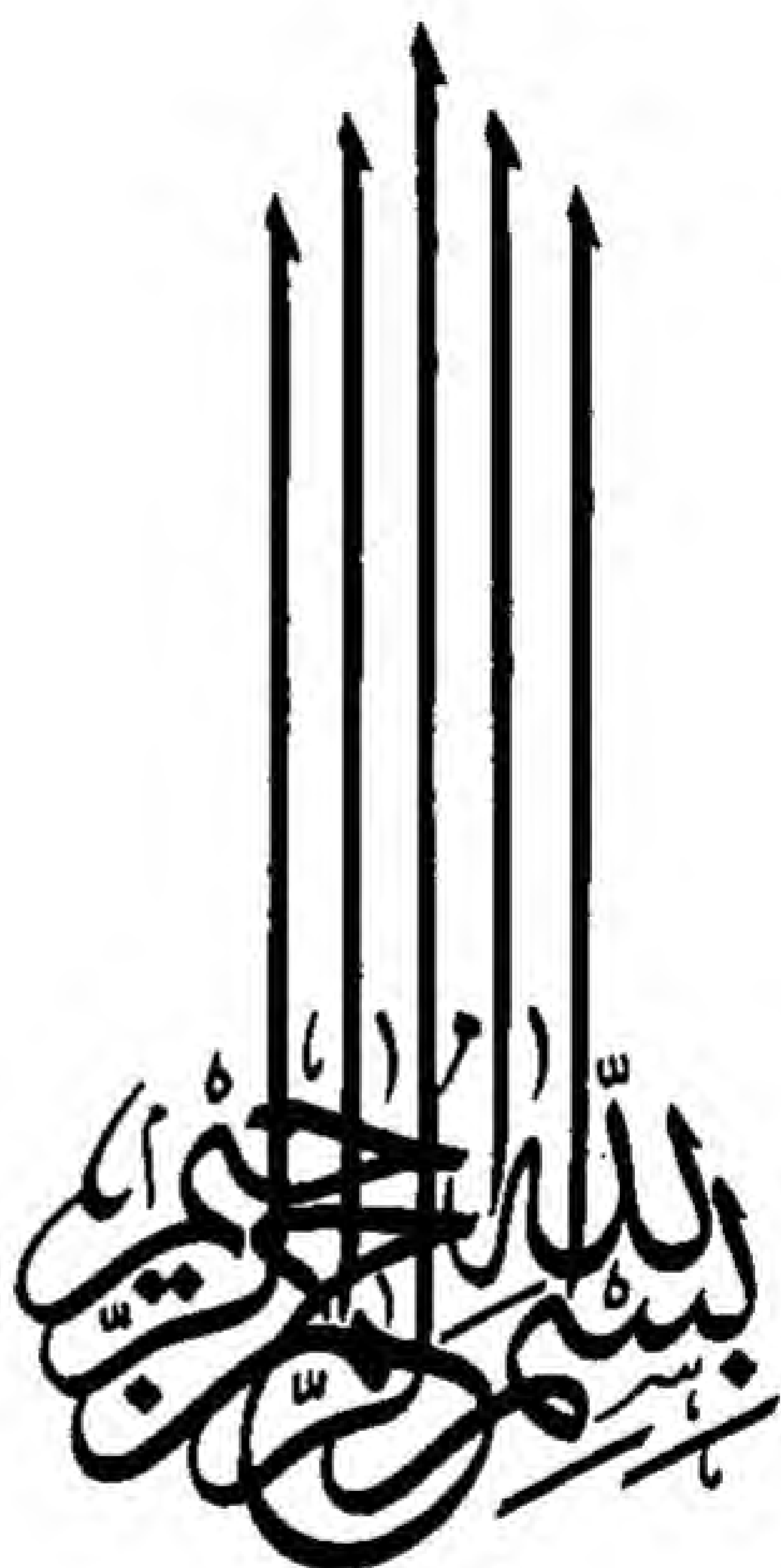
حضرت علامہ پیر الحاج مفتی سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی

سجادہ نشین درگاہ مقدسہ جلالیہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین

رشحات قلم

شیخ الحدیث پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی

ناشر
جلالیہ پبلی کیشنز


بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دُرودِ ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (الحدیث)

اخلاق وعادات کی تطہیر اور سیرت وکردار کی تعمیر کے لیے
ایک خوبصورت گلدستہ

اخلاق کی پاکیزگی

حسب ارشاد
جانشین حضرت حافظ الحدیث جگر گوشہ قیوم زماں حضرت ثانی صاحب

حضرت علامہ پیرزادہ الحاج مفتی سید محمد نوید الحسن مشہدی شاہ
سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ جلالیہ ... شریف
ضلع منڈی بہاؤالدین

ترشحات قلم
شیخ الحدیث پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی

ناشر
جلالیہ پبلی کیشنز

کتاب: اخلاق کی پاکیزگی

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی

پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ I.8/4 اسلام آباد (جامعہ اسلام آباد)

کمپوزنگ و پروف ریڈنگ: سید محمد عاصم کاظمی جلالی

فاضل و مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ I.8/4 اسلام آباد (جامعہ اسلام آباد)

سن اشاعت: 2014ء بمطابق 1435ھ۔

تعداد بار اول: 1100

ناشر: جلالیہ پبلیکیشنز

ملنے کے پتے:

☆: مرکزی دفتر جلالیہ پبلیکیشنز درگاہ مقدسہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین

☆: مرکزی دفتر جامعہ غوثیہ رضویہ I-8/4 جامعہ اسلام آباد

☆: مکتبہ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

☆: مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں ضلع گجرات ☆: اسلامک بک سنٹر، کمیٹی چوک، راولپنڈی

☆ مکتبہ اہلسنّت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور / مکہ سنٹرز دلور مال تھانہ، لاہور

☆ جلالیہ پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ شمس و قمر بھاٹی چوک، لاہور

☆ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور ☆ ہجویری بک شاپ، دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ بہار شریعت، دربار مارکیٹ لاہور ☆ کتب خانہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ لاہور ☆ کرمانوالہ بک شاپ، دربار مارکیٹ لاہور

☆ زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ لاہور ☆ نظامیہ کتاب گھر، اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ ضیائیہ، کمیٹی چوک راولپنڈی

بَلَغَ العُلیٰ بکمالہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بجمالہٖ

حَسُنَت جمیعُ خصالہٖ

صَلُّوا علیہ وآلہٖ

انتساب

حضرات مشائخ بھکھی شریف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

مجدد الف ثانی کی طریقت تاج تھی ان کا
رضا کا فیض تھا سایہ فگن تھے شیر ربانی

غوث زماں، مفتی اعظم پاکستان، جلال الملۃ والدین حضرت حافظ الحدیث والقرآن علامہ

پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہ

بانی مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف و حضرت اعلیٰ درگاہ مقدسہ

نقشبندیہ قادریہ جلالیہ بھکھی شریف

اور

آپ کے علوم و معارف کے وارث و امین، جانشین اول، پیر طریقت، رہبر شریعت، قیوم زماں، استاذ العلماء، مرشدی و سیدی حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی قدس سرہ العزیز

حضرت ثانی درگاہ مقدسہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین

کی طرف

جن کے روحانی و علمی فیوض برکات اور خصوصی تصرفات و توجہات سے بندہ ناچیز اس قابل ہوا کہ چند حروف قارئین تک پہنچا سکے اور علوم قرآن وسنت طلباء دینیہ تک منتقل کر سکے۔

دعا

یاالٰہی از پئے شیر محمد نور جہاں — سہل کر دے مجھ پر قبر و حشر کا امتحان
سیدی نور الحسن کے واسطے اے ذوالجلال — دور کر دونوں جہاں میں دل سے میرے ہر ملال
واسطے سید جلال الدین کے اے کبریا — وقت آخر ہو میری آنکھوں میں روئے مصطفیٰ
یاالٰہی مظہر قیوم کے فیضان سے — بہرہ ور ہوں معتقد دین کی پہچان سے
خدمت دین بہ حب اہل بیت حاصل رہے — سید نوید الحسن صاحب صدق و صفا کے واسطے

لوحِ ترتیب

☆☆☆☆☆فصل اول: زبان کی پاکیزگی☆☆☆☆☆

جھوٹ سے زبان کی پاکیزگی

غیبت سے زبان کی پاکیزگی

چغل خوری سے زبان کی پاکیزگی

خوشامد سے زبان کی پاکیزگی

فحش گوئی اور گالی گلوچ سے زبان کی پاکیزگی

بھتان و الزام تراشی سے زبان کی پاکیزگی

☆☆☆☆☆فصل دوم: دل کی پاکیزگی☆☆☆☆☆

ناحق غصہ، بغض و کینہ اور حسد گلشن اخلاق کا دشمن

ناحق غصہ سے دل کی پاکیزگی

بغض و کینہ سے دل کی پاکیزگی

حسد سے دل کی پاکیزگی

ریا اور نمائش سے دل کی پاکیزگی

تکبر و خودپسندی سے دل کی پاکیزگی

شیطانی وسوسوں سے دل کی پاکیزگی

دنیا کی محبت اور حرص و ھوس سے دل کی پاکیزگی

مصنف کتاب

ماخذ و مراجع

عرض مؤلف

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا، ترے خالق حسن و ادا کی قسم
(اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو احسن تقویم کی صورت عطا کر کے اشرف المخلوقات بنا دیا اور اللہ رب العزت نے انسانوں سمیت تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ اور احسن و اکمل جس ذات کو بنایا وہ امام الانبیاء، قائد المرسلین، تاجدار کائنات، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات گرامی ہے، جن کے ان گنت اوصاف حمیدہ اور بے شمار اور بے مثل کمالات جلیلہ میں سے ایک وصف خاص ''صاحب خلق عظیم'' بھی ہے جسے قرآن مجید میں ''وانک لعلی خلق عظیم'' (ترجمہ: اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خلق عظیم پر ہیں) سے تعبیر فرمایا گیا ہے جس سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دیگر تمام اوصاف وکمالات کی طرح حسن اخلاق میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات گرامی اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے دنیا میں مبعوث فرمائی گئی جیسا کہ حدیث شریف ''انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق'' سے روز روشن سے بھی زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اخلاق عالیہ کے سب سے اعلیٰ منصب پر فائز اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تمام تعلیمات خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، معاشرت سے ہو یا سیاست سے، حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے الغرض آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی جملہ ہدایات وتعلیمات حسن خلق کا مظہر اتم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہم سب کیلئے ''اسوۃ حسنۃ'' کامل نمونہ بن کر تشریف لائے ہیں لہذا پوری امت مسلمہ کو اخلاقی اقدار و روایات کا پاسدار بھی ہونا چاہیئے اور پابند بھی، معاشرے میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے فروغ میں اپنے

حصہ کا کردار بھی ادا کرنا چاہیئے۔

انہی مذکورہ ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے میرے مرشد گرامی سیدی وسندی، استاذ العلماء، قیوم زماں حضرت علامہ پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی نور اللہ مرقدہ نے انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف کے سالانہ تاسیسی اجلاس میں بندہ ناچیز کو فقہ وتصوف کا نقیب''ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف''میں مستقل طور سلسلہ وار مضمون تحریر کرنے کا ارشاد فرمایا، قبل ازیں بھی ماہنامہ جلالیہ میں گاہے بگاہے مضمون تحریر کرنے کی سعادت حاصل تھی تاہم سلسلہ وار ریگولر کسی مضمون کا آغاز نہیں تھا، چونکہ ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف میں "تذکیر القرآن" "عرفان الحدیث" "فقہ الفقیہ" اور دیگر عنوانات سے باقاعدہ مضامین ماہنامہ کی زینت بن چکے تھے، بندہ ناچیز نے ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف کے مدیر اعلیٰ جانشین حافظ الحدیث جگر گوشہ قیوم زماں، سلطان المدرسین حضرت علامہ مفتی پیر سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی صاحب دامت برکاتھم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف سے اسلام کی اخلاقی اقدار و روایات اور تعلیمات پر مشتمل مضمون سلسلہ وار شروع کرنے کیلئے مشورہ کیا اور آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اسے قبولیت کا شرف بخشا اور''اخلاق کی پاکیزگی''کے عنوان سے مضامین شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

معزز قارئین حضرات!

اس مذکورہ روداد سے آپ بخوبی جان چکے ہوں گے کہ آپ کے ہاتھوں میں کتاب بعنوان ''اخلاق کی پاکیزگی'' ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف میں اسی عنوان سے شائع ہونے والے چند مضامین کا مجموعہ ہے جنہیں چند مخلص احباب کی فرمائش پر کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ تعمیر سیرت، تطہیر اخلاق، تصفیہ قلوب، تزکیہ نفوس اور اصلاح معاشرہ پر مبنی ان مضامین کو محفوظ بنایا جائے تاکہ زیادہ عرصہ تک زیادہ سے زیادہ قارئین ان سے مستفیض ہوسکیں۔

مجھے اس بات کا پوری طرح احساس واعتراف ہے کہ مجھ جیسا اخلاقی نقائص اور کوتاہیوں کا

مرتکب شخص ایسے مقدس اور پاکیزہ موضوع پر کچھ تحریر کرنے کا اہل نہیں تاہم مرشد گرامی قبلہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کی تعمیل کو سعادت سمجھتے ہوئے اس پر کچھ نقل و ترتیب دینے کی حقیری کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور مشائخ بھکھی شریف علیہم الرحمہ کے صدقے اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور مجھ سمیت تمام اہل ایمان کو اخلاق کی پاکیزگی عطا فرمائے، چونکہ اخلاق کی پاکیزگی کے بغیر کوئی شخص کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جیسا کہ شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے کہا ہے:

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
قلب و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ نہیں

اور ملت بیضا کی قیادت و امامت کے اہل بننے کیلئے بھی مکارم اخلاق سے متصف ہونا ضروری ہے بقول اقبال:

سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، دیانت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بہر حال ان اخلاقی اور اصلاحی گزارشات کو پڑھنے سے ہی اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس موضوع پر کتاب کی عصر حاضر میں ضرورت و افادیت کس قدر ہے، ان مضامین کو کتابی شکل میں پیش کرنے کا حکم اور اجازت عالم اسلام کے ممتاز دینی اسکالر اور روحانی پیشوا جانشین حضرت حافظ الحدیث حضرت علامہ مفتی پیر سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف و سرپرست اعلی انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان نے دی، لہذا سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں جن کی شفقتوں کے زیر سایہ مجھ جیسے کم علم بھی علم و قلم کے ذریعے دین متین کی خدمت میں مصروف العمل ہیں، آپ کی سرپرستی اور رہنمائی سے اس کتاب کی اشاعت یقینی بن سکی اور جلالیہ پبلیکیشنز کے ڈپٹی ڈائریکٹر، خطیب پاکستان، فاضل محتشم علامہ محمد نواز بشیر جلالی مرکزی جوائنٹ سیکرٹری انجمن جلالیہ رضویہ بھکھی شریف کی دلنوازی، اور خصوصی اہتمام نے اسے طباعت کے مراحل سے گزار کر کتاب کی صورت میں پیش کیا اور آپ کے تحریر کردہ ''کلمات تحسین'' اور آپ کے مخلص رفیق، فاضل

محتشم، سرمایہ اہل سنت، حضرت علامہ محمد طاہر شہزاد سیالوی صاحب زید شرفہ، پرنسپل جامعہ حنفیہ غوثیہ، بیرون بھاٹی گیٹ، لاہور کی "تقریظ جمیل" نے کتاب کے حسن وافادیت میں مزید اضافہ و نکھار پیدا کیا اور برادر محترم، دیرینہ دوست و رفیق مخلص پی ایچ ڈی اسکالر پروفیسر علامہ محمد اسلم جلالی صدر انجمن جلالیہ رضویہ ضلع اسلام آباد کی قدم بہ قدم مرحلہ بہ مرحلہ مخلصانہ مشاورت اور عزیز القدر مولانا حافظ لیاقت علی جلالی مرکزی سیکرٹری اطلاعات انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان اور مخلص کرم فرما برادر طریقت مولانا اختر نورانی جنرل سیکرٹری انجمن جلالیہ رضویہ ضلع گجرات، عزیزم حافظ محمد رفاقت علی جلالی متعلم جامعہ اسلام آباد اور دیگر مخلصین ومحبین کی حوصلہ افزائی اور ترغیب ان مجموعہ مضامین کو کتابی شکل میں لانے کا سبب بنی، اور درگاہ مقدسہ بھکھی شریف کے خادم خاص اور ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف کے ناظم ترسیل محترم مولانا محمد ثاقب نعیم جلالی کا بھی ان مضامین کا ریکارڈ دستیاب کرنے اور کتاب کی ڈیزائنگ اور خوبصورتی میں تعاون شامل حال رہا، اور کتاب کو منظر عام پر لانے میں انتہائی مخلص عزت مآب جناب مرزا فلک ارجمند بیگ صاحب اور ان کے نیک شعار لخت جگر عزت مآب مرزا احماد محمد بیگ، خیبر ایسوسی ایٹ، مرکز 8.I اسلام آباد نے خصوصی تعاون کیا، اور اہلسنت کا انتہائی موقر اور ممتاز اشاعتی ادارہ "جلالیہ پبلیکیشنز" اس کی اشاعت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے، لہذا ادارہ کے جملہ اراکین بھی شکریہ کے مستحق ہیں اور میں ان جملہ محسنین و مخلصین کے ساتھ ساتھ خصوصی طور شکر گزار ہوں جامعہ اسلام آباد کے قابل فخر اور ہونہار فرزند فاضل عزیزم مولانا سید عاصم کاظمی فاضل ومدرس جامعہ اسلام آباد کا جنہوں نے ان منتشر و متفرق مضامین کی ترتیب وتبویب، تدوین وتخریج کے ساتھ انتہائی خلوص اور محنت سے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی اور محترم حافظ سہیل احمد صاحب بھی اس کتاب کے لیے اظہار پسندیدگی اور معاونت پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

میں ان تمام حضرات کے تعاون اور حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت کی مبارک زندگی عطا فرمائے اور تادم آخر اپنے دین متین کی خدمت کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔

معزز قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی کمال و خوبی ہے تو مشائخ بھکھی شریف قدست اسرارھم کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نظر عنایت شمار کریں اور اگر کوئی نقص دیکھیں تو فقیر کی کوتاہی سمجھیں اور دوران مطالعہ کمپوزنگ، پروف ریڈنگ یا کوئی علمی، فکری غلطی پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے فقیر کو مطلع کریں تا کہ آپکے شکریہ کے ساتھ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

آخر میں بصد عجز و نیاز بندہ ناچیز اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ملتجی ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے طفیل اس سعی ناتمام کو اپنے حضور عالی شان میں مقبول و ماجور فرمائے اور میری، میرے مشائخ عظام، اساتذہ کرام، والدین اور معاونین کی دارین میں سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔

آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

بندہ عاجز، یکے از خدام درگاہ مقدسہ بھکھی شریف

محمد ظفر اقبال جلالی

خادم جامعہ اسلام آباد

13 رمضان المبارک 1435ھ بمطابق 12 جولائی 2014ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

خطیب ملت، محسن اہلسنت،، نجم الخطباء علامہ حافظ محمد نواز بشیر جلالی صاحب زید شرفہ

خطیب قدیم مرکزی جامع مسجد حنفیہ، ڈڈیال آزاد کشمیر

جوائنٹ سیکرٹری انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان

عالم اسلام پر جو کڑا وقت، آزمائشیں اور امتحانات اس وقت ہیں، شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھے، نہ دور اندیش قیادت، نہ جانباز کارکن، نہ مسائل کا ادراک، نہ معاملات کا فہم، نہ مستقبل کی منصوبہ بندی، نہ یادِ ماضی، نہ اتفاق ہے نہ اتحاد، بس اپنی تمام تر توانائیاں جس شدت کے ساتھ کفر کے مقابل ہونی چاہئیں تھیں، اس سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلے میں، ایک مسلم ملک دوسرے مسلم ملک کے مقابلے میں بروئے کار لائے ہوئے ہے اور بزعمِ خویش وہ اسے جہادِ اکبر تصور کرتا ہے۔

؎ میرا عزم اتنا بلند ہے کہ پرائے شعلوں کا ڈر نہیں
مجھے خوف آتشِ چمن سے ہے کہیں گل کو جلا نہ دے

رہی سہی کسر اخلاقی تنزلی نے نکال دی، اور یہ سلسلۂ ذلت وپستی مزید گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے میں معدودے چند افراد اس کشتی کو اس ظلم وستم، جور و جفا، بے ایمانی و بددیانتی اور عہد شکنی و بے حسی کے بھنور سے نکال سکتے ہیں، انہیں اپنی ہمت وطاقت سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لانا ہوگا اور اسی بھولی بسری امت کو عظمت رفتہ کی یاد دہانی کرانا ہوگی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"جب تم آپس میں اجنبی بن گئے تو یاد رکھنا تم آسمان والوں کی نظر میں اجنبی بن جاؤ گے"۔

ایسے ہی جلیل القدر افراد میں سے ایک عظیم المرتبت شخصیت ممدوح گرامی فاضل اجل،

عمدۃ الفضلاء، ظفر العلماء برادرِ گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی صاحب (پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ اسلام آباد) بھی ہیں، جو خدمت دین کے ہر شعبے میں ایک منفرد مقام، نمایاں حیثیت اور ممتاز تعارف کے حامل ہیں، تبلیغ، تدریس اور تحریر ہر میدان کے وہ شاہسوار ہی نہیں انسان گر ہیں۔

گفتگو میں علم وحکمت کے نایاب موتی پرونا اس مردِ مجاہد کے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اوران کی گفتگو کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ دیر تک یاد رہتی ہے اور دماغ برسوں محظوظ ہوتا رہتا ہے۔

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک
دیارِ کہکشاں میں روشنی باقی ہے

اندازِ تدریس نہایت مفکرانہ اور فہیمانہ ہوتا ہے۔ایک مفکر سے فلسفی، استاذ سے مفتی، معلم و متعلم سب یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں۔مشکل سے مشکل مقامات کو انتہائی سہل و سلیس انداز میں سمجھانے کا خاص گُر ان کے پاس معلوم ہوتا ہے۔جمعہ کی شب اکثر خطباء حضرات کو ان کے ہاں مجلس نشیں دیکھا گیا ہے کہ کل کے جمعہ کا موضوع کیا ہے اور موادِ موضوع کیا ہے اور حضرت ہیں کہ خندہ پیشانی سے ہر ایک کو نواز رہے ہے۔۔۔

طرزِ تحریر ادیبانہ اور مصلحانہ ہے، جب اسے حکمت و دانائی کا رنگ دیتے ہیں قاری عش عش کر اٹھتا ہے اور داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔اوران کی کسی کتاب کو کھولنے اور تھوڑا پڑھ لینے کے بعد یہی کہتا ہے کہ میں تو چھوڑتا ہوں مگر کمبل نہیں چھوڑتا۔۔۔کتاب قاری کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اسے پورا پڑھے بغیر چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔۔۔ آزما کے دیکھئے ۔۔۔

ایسی ہی ایک نادر تحریر آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں اخلاقیات کو موضوع تحریر بنایا گیا ہے۔اور یہ اس وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ ملت اسلامیہ اس وقت جس اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہے، اس کا ادراک اور سد باب ضروری ہے۔

کتاب ہذا میں اخلاقیات کو بڑے سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو ابتدائی درجات میں شامل نصاب کیا جائے تا کہ ہم اپنی نئی نسل کی ان اقدار پر

آبیاری کرسکیں جو ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ماخوذ ہیں کہ یہی نوجوان ہی ہمارا اثاثہ اور قیمتی سرمایہ ہیں تاکہ آئندہ ہمارا سرمایہ محفوظ ہاتھوں میں ہو، اغیار کے ہاتھوں آلۂ کار نہ بنے۔

مبارکباد کے مستحق ہیں ڈاکٹر موصوف کہ جنہوں نے بروقت اس پر قلم اٹھایا اور اپنے موضوع کا حق ادا کردیا۔

آخر میں دعا ہے کہ خلاقِ عالم ان کے علم وعمل، فکر وعزم اور اخلاص واستقلال میں برکات عطا فرمائے۔

سدا بہار دئیں اس باغے کدی خزاں نہ آوے

آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

والسلام مع الاکرام

حافظ محمد نواز بشیر جلالی
خطیب قدیم مرکزی جامع مسجد حنفیہ، ڈڈیال آزاد کشمیر
جوائنٹ سیکرٹری انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تحسین

شکوہِ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا
کہ تم اپنے حصے کی شمع جلاتے جاتے

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی آیا، جس نے قلت بارش کی شکایت کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: استغفار پڑھا کر، پھر دوسرا آدمی آیا تو اس نے غربت و فاقہ کی شکایت کی، آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی یہی کہا: استغفار پڑھا کر، پھر تیسرے آدمی نے آپ سے کہا کہ میرے لئے بیٹے کی دعا کریں تو آپ نے اس کو بھی کہا: استغفار پڑھا کر، چوتھے نے آپ سے عرض کیا کہ میری کھیتی خشک سالی کا شکار ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی یہی کہا کہ: استغفار پڑھا کر، اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس لوگ مختلف شکایات اور حاجات لے کر آئے آپ نے سب کو استغفار پڑھنے کا ہی حکم دیا ہے؟، آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہا جو کچھ بھی کہا ہے اللہ تعالیٰ کے اُس ارشاد گرامی کی روشنی میں کہا ہے جو قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام سے حکایت ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا. وَ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا. (سورۃ نوح، آیت: 10) ترجمہ: پس میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے، تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمھاری مدد کریگا، اور تمھارے لیے باغ بنا دیگا، اور تمھارے لئے نہریں بنائے گا۔

یعنی کہ ان ساری بیماریوں کی جڑ ایک ہی بیماری ہے وہ ہے عدم استغفار۔

معزز قارئین! ملت اسلامیہ جن زہر آلود بیماریوں، مہلک امراض اور دشمنی کے جس کینسر میں مبتلا ہو کر جاں بلب ہو چکی ہے اس کی وجہ وہی ایک کہ "اخلاقی دیوالیہ پن" آج ہم اپنی اخلاقیات کو درست کر لیں تو کل ان شاء اللہ ملت کی زمام اقتدار ہمارے قدموں میں ڈھیر ہوتی نظر آئے گی، ہم نے اخلاقیات کی تمام حدوں کو عبور ہی نہیں کیا بلکہ ہم تو یہاں تک گر گئے کہ وہ اقدار جو کبھی ترقی کی ضمانت، کامیابی کے لیے پیش خیمہ اور غالب آنے کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی تھیں وہ ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ نظر آنے لگیں، اندازہ کیجیے جس قوم کی سود معیشت، جھوٹ مجبوری، غیبت تجزیہ کاری، ملاوٹ اضافہ مال، منافقت سماجی خدمت اور ریاکاری ولایت و پرہیزگاری ہو وہ انسانیت کے کس درجے پر کھڑی ہے؟

اور ایسی حالت میں خوش بختی، ایمانداری کہ یہ کہتے نظر آتے ہیں:

پھر بھی ہم سے شکوہ ہے کہ وفادار نہیں

ادیب ملت، عظیم دانش ور، صاحب علم وحکمت، زینت مجلس علم وفضل، علامہ ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی صاحب مدظلہ سے ابتدائی تعارف ان کی علمی، فکری، روحانی ملت کی راہنمائی کرتی اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتی تحریروں سے ہوا، ان کی تحریر عام قاری سے مفکر تک اور دانشور سے فلسفی تک ہر ایک کو اپنا دیوانہ بنا دیتی ہے، حسن اتفاق یہ کہ حضرت بلند اقبال ظفر وہ بھی جلالی، کا انداز تحریر، ادیبانہ، اور ان کی تحریر شائستہ شستہ ظاہری ومعنوی خوبیوں سے مالا مال نظر آتی ہے، صرف انداز تحریر ہی نہیں طرز تقریر بھی دلنواز اور اقبال کی نگاہ بلند کی ترجمان ہوتی ہے اور اس میں انداز تفہیم نہایت مدبرانہ ہوتا ہے، جس سے گفتگو کی اہمیت وافادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

اس سے قبل ان کا P.hd کا تحقیقی مقالہ بعنوان "اثر القرآن و السنة فی شعر الامام احمد رضا خان (دراسة تحليلية و نقدية لشعره الاردية) اور مختلف جرائد ورسائل، اخبارات میں مختلف زبانوں میں سینکڑوں مضامین ومقالات شائع ہو کر علم دوست حضرات سے خوب داد وتحسین وصول کر چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں حضرت نے نہایت احسن موقع پر بڑی محنت، جانفشانی اور خلوص سے ملت

اسلامیہ کے اخلاقی زوال کی نشاندہی کی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی انسان غلطی کرے تو اسے ستر بار بھی معاف کرنا پڑے تو کرو۔ مگر آج عدم برداشت کا ہمارا گراف کتنا بلند ہے کوئی سوچ سکتا ہے؟ فرمایا! مومن بزدل تو ہوسکتا ہے جھوٹا نہیں، مگر آج جھوٹ کے بغیر ہماری معیشت کا پہیہ جام ہوجاتا ہے، فرمایا! مومن کی غیبت اپنے سگے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے تو ہمیں تو ایسا راس آیا کہ نہ پیٹ بھرا، نہ جی متلایا، نہ قے آئی، نہ پیٹ میں مروڑا اٹھے، نہ بدہضمی ہوئی، آخر کیوں؟ اپنے مومن بھائی کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا، ملنا صدقے کا ثواب ہے ہمارا چڑ چڑا پن ایک کو دوسرے سے بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

ایسے میں ضرورت اس امر کی تھی کہ اخلاقیات کی تعلیم کو عام کیا جائے، ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی صاحب نے بروقت یہ اقدام کر کے ملت کی علمی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، اوران پر کرم بالائے کرم یہ کہ اچھی ٹیم ان کے حصے میں آئی جو کہ ان کے خلوص کا ثمرہ ہے بالخصوص حضرت فاضل اجل، عمدۃ الخطباء، زبدۃ العلماء، خطیب ملت، علامہ حافظ محمد نواز بشیر جلالی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر جلالیہ پبلیکیشنز، حدیث نبوی ہے کہ کسی کی پہچان کرنی ہو تو اس کے دوستوں کو دیکھو دوست اس کی شخصیت کے عکاس ہوں گے، ان ہر دو حضرات کو اس انداز میں دیکھا جائے تو ہر ایک گوشہ دوسرے سے زیادہ حسین، ہر ایک زاویہ دوسرے سے زیادہ دلکش و جاذب نظر (چشم بددور)

اللہ پاک انہیں سلامتی عطا فرمائے اور مبارکباد ہو جلالیہ پبلیکیشنز کو کہ ان کا ایک اور علمی کارنامہ منظر عام پر آنے لگا ہے یہ یقیناً حضرت جنید زماں حافظ الحدیث پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علمی فیضان ہی ہے کہ جس کے یہ حضرات امین وفہیم ہیں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم.

محمد طاہر شہزاد سیالوی

پرنسپل جامعہ حنفیہ غوثیہ بیرون بھاٹی گیٹ لاہور

0322-4973954

باسمہ تعالیٰ

تقریظ جلیل

جانشین حضرت حافظ الحدیث، جگر گوشہ قیوم زماں، قاسم فیضان سرہند و بریلی،

پیر طریقت، رہبر شریعت، سلطان المدرسین حضرت علامہ الحاج مفتی

پیر سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین

اخلاق کا سرچشمہ قرآن عظیم ہے اور ان کی ذات گرامی ہے جن پر قرآن عظیم نازل کیا گیا، اعلیٰ اخلاق کا عملی نمونہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسوہ حسنہ میں ملتا ہے اور بعد کے زمانے میں محدثین، فقہاء، علماء، اور صوفیائے کرام نے احکامات قرآنی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اپنے اپنے کردار کو ڈھالا۔

اکیسویں صدی جاری و ساری ہے، دنیا مختلف مسائل سے دوچار ہے، اخلاق اور اخلاقیات کی نئی نئی تعبیریں ہو رہی ہیں، ایسے میں ذہنی اختلال ایک فطری امر ہے، اس صورت حال کے پیش نظر خلق اسلامی کو اپنا کر اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنا ضروری ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اخلاق سیکھنے کیلئے ہمیں کسی غیر کے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں ہے، ہم اس عظیم ہستی کی امت ہیں جن کے لئے اللہ جل جلالہ گواہی دیتا ہے "و انک لعلی خلق عظیم" (ترجمہ: اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خلق عظیم پر ہیں) اور جس ذات اقدس نے اپنا تعارف یہ کروایا ہے "**بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**" ترجمہ: میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو مکمل کروں۔

میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اخلاق و رحمت کا چولی دامن کا ساتھ ہے، جہاں

قرآن مجید نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خلق عظیم قرار دیا ہے وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے
''و ما ارسلنك الا رحمة للعالمين'' ترجمہ: ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

ان مذکورہ آیات کریمہ کے درمیان ترتیب میں فاصلہ ہے لیکن معنوی اعتبار سے یہ آیات باہم متمسک اور متمم ہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم تھا اور کیوں نہ ہوتا کہ آپ کا خلق قرآن پاک تھا اور آپ کی حیات طیبہ قرآنی اخلاق کی شرح مبین تھی، اس لئے رب العالمین کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت تھے، پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے با اخلاق اور بارحمت ہونے کو انکی امت نے بھی اپنے لئے مشعل راہ بنایا، جو با اخلاق نہیں وہ بارحمت نہیں اور وہ ایمان کی کسوٹی پر مومنوں میں کیسے افضل ہوسکتا ہے؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس مومن کا ایمان افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لیے اخلاق کی پاکیزگی کس قدر ضروری ہے۔

محبی فی اللہ شیخ الحدیث ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی صاحب زاد اللہ مجدہ کا زیر نظر مقالہ ''اخلاق کی پاکیزگی'' اپنے اندر بہت خوبیاں رکھتا ہے۔

سب سے پہلے تو اردو قارئین کیلئے اتنا مواد شاید کسی جگہ میسر نہ ہو جتنا اخلاق کی بہتری کیلئے یہاں جمع کیا گیا ہے۔

دوسرا زبان وقلب کی پاکیزگی کے ہر پہلو کو قرآن مجید و حدیث شریف کے دلائل کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا آج کے اس دور میں جہاں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق عالمی سطح پر منفی پراپیگنڈہ جاری ہے، مسلمان کو دہشت گرد کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے وہاں زیر نظر کتاب ''اخلاق کی پاکیزگی'' کس قدر اپنے اندر درس عبرت کا پہلو رکھتی ہے جو کسی صاحب بصیرت سے

پوشیدہ نہیں۔ ویسے تو ڈاکٹر صاحب زاد اللہ مجدہ کے یہ مضامین وقتاً فوقتاً" ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف" کی زینت بنتے رہے ہیں، اب عام قارئین کے فائدہ کیلئے اسی تناظر میں جلالیہ پبلیکشنز میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ محبی فی اللہ ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی زاد اللہ مجدہ کے زور قلم میں مزید اضافہ فرمائے اور اس کتاب کو مقبول عام فرمائے۔

خویدم درگاہ حضرت حافظ الحدیث
سید محمد نوید الحسن مشہدی بھکھی شریف

19-07-2014، بروز ہفتہ، بمطابق 20 رمضان المبارک 1435ھ

تمہید

عصر حاضر میں اسلام کی اخلاقی اور روحانی اقدار و روایات پر ہر طرف سے مادیت اور شیطانیت کی یلغار ہے، الحاد اور بے دینی کا سیلاب امڈ امڈ کر انسانی بستی پر تباہی مچا رہا ہے۔ پریس اور میڈیا کے فروغ اور زیادتی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسانیت فروشوں نے غیر مہذب لٹریچر، اخلاق و عادات بگاڑنے والی کتب، رسائل، اخبار و جرائد میں حیا سوز، نیم عریاں خواتین کی تصاویر عام کر دی ہیں اور ہماری قوم کی حماقت اور طوفان بدتمیزی یہ ہے کہ اس مہنگائی میں بھی ان گندگیوں پر مال و دولت خرچ کر کے اپنے خیالات و افکار کو پراگندہ اور قلوب و اذہان کو تاریک کر رہی ہے۔

ایسے میں مسلم امہ کے باشعور حضرات کی ذمہ داری ہے کہ تطہیر اخلاق، تصفیہ قلوب، تزکیہ نفوس اور اصلاح معاشرہ کے لیے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو فروغ دیں تا کہ قلب و نظر کی پاکیزگی اور دل و دماغ کی تقدیس نصیب ہو سکے کیونکہ اخلاق کی پاکیزگی ہی درحقیقت جسم و روح کی زندگی ہے اور دنیا کی زندگی اخلاق کی پاکیزگی کے سائبان تلے گزارنے سے ہی دنیا اور آخرت کی حقیقی کامیابی نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ...... جس نے اپنے آپ کو پاک بنالیا وہ کامیاب ہو گیا۔

(القرآن الكريم، سورة الأعلى، سورت نمبر: 87، آیت نمبر: 14)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے اولین مقاصد میں کتاب و حکمت کی تعلیم اور نفوس کا تزکیہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ...... البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پہ احسان فرمایا جب ان میں ان ہی میں سے رسول بھیجا (جو رسول) ان پر اس (اللہ تعالیٰ) کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

(القرآن الكريم، سورة آل عمران، سورت نمبر: 3، آیت نمبر: 164)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل:

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بے شمار، انگنت اوصاف حمیدہ اور فضائل و کمالات عطا فرمائے ہیں، ان میں سے ایک اعلیٰ ترین وصف خلق عظیم ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ...... اور بے شک تمہاری خلق بڑی شان کی ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ القلم، سورت نمبر: 68، آیت نمبر: 4)

اور صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے مقاصد میں ایک اہم مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ ...... میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب الشهادات، باب: بیان مکارم الأخلاق، ج: 10، ص: 323، حدیث نمبر: 20782)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کی پاکیزگی کے لیے جامع تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں اور اچھے اخلاق اپنانے اور برے اخلاق سے اجتناب کرنے کی ہدایات فرمائی ہیں تا کہ انسان زندگی میں اپنے قلوب واذہان کو اُن نجاستوں سے محفوظ رکھ سکے جن کی وجہ سے دنیا و آخرت میں نقصان کا سامنا ہوتا ہے۔

علم اخلاق اور اخلاق پر عمل میں فرق:

اخلاقیات کا باب اس قدر وسیع و عمیق ہے کہ اس کی کما حقہ خوبیوں کا احاطہ تو وہی کر سکتا ہے جو نفس واخلاق کی پاکیزگی کا پابند ہو، اور مجھ جیسا اخلاقی نقائص اور کوتاہیوں کا مرتکب ایسے پاکیزہ موضوع کے محاسن کا نہ ہی حقیقی طور پر ادراک کر سکتا ہے اور نہ ہی صحیح معنوں میں اس موضوع پہ تحریر

کر سکتا ہے کیونکہ علم اخلاق اور ہے، جبکہ اخلاق کی پاکیزگی سے متصف ہونا اور ہے، جیسا کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ کہا کہ شیخ بوعلی سینا اخلاق نہیں جانتا۔

جب بوعلی سینا نے سنا تو آپ نے ایک رسالہ فن اخلاق میں لکھ کر خواجہ صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ: میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ بوعلی سینا علم اخلاق نہیں جانتا بلکہ اخلاق پر اس کا عمل نہیں ہے۔

تاہم اپنی بساط کے مطابق اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو پیش کرنے کی جسارت کروں گا تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اور معاشرے کے تمام افراد کو اخلاق کی پابندی اور پاکیزگی نصیب فرمائے۔

اسلام اور اخلاق:

اسلام اور اخلاق دونوں کا باہمی تعلق اس قدر مضبوط ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہے اور اسلام اخلاق کی پاکیزگی کے بغیر بے روح جسم کی طرح ہے۔ قرآن وسنت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام وایمان کی تکمیل، انسانی سعادت وفضیلت، اخروی نجات غرضیکہ انسان کی تمام خوبیاں ہی اخلاق کی پاکیزگی کے ساتھ مشروط کردی گئی ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ مِنْ اَخْیَرِکُمْ اَحْسَنَکُمْ خُلُقًا ...... تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب: لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا و لا متفحشا، ج: 5، ص: 2243، حدیث نمبر: 5682)

معزز قارئین!

اسلامی تعلیمات نے حسن اخلاق کو یہ اہمیت دی ہے کہ ذات، قوم، برادری، رنگ ونسل کے امتیاز اور فخر کو بھی اس کے سامنے جھکا دیا ہے اور صرف تقوی، پرہیزگاری اور اخلاق کی پاکیزگی کو ہی انسانی شرف وفضیلت کا معیار قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ.

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، سورت نمبر: 49، آیت نمبر: 13)

اور معاملات کے علاوہ عبادات میں بھی اخلاق کی پاکیزگی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جیسا کہ نماز کو خشوع وخضوع اور حضور قلب سے ادا کرنے کا حکم دیا اور برائی و بے حیائی سے باز رہنے کو نماز کی افادیت قرار دیا گیا ہے، ایسے ہی روزے میں جہاں کھانے، پینے کی ممانعت ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ روزے دار جھوٹ، غیبت، چغلی اور جھوٹی قسم سے پرہیز کرے، ورنہ روزے کا کمال اور نور ختم ہو جائے گا اور روزے دار روزے کی مقصدیت سے محروم ہو جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں محض ظاہری صورت کو ہی پیش نظر نہیں رکھا گیا بلکہ باطنی طور پر بھی آداب کی پابندی سے جسم کے ساتھ ساتھ روح کو بھی پاکیزہ رکھنے اور روحانی ترقی کی معراج حاصل کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اخلاق سے کیا مراد ہے:

مؤلف کنز العمال نے اخلاق کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ:

وَ نَعْنِیْ بِالْاَ خْلَاقِ مَا ھُوَ مِنْ اَعْمَالِ الْقُلُوْبِ ...... اخلاق سے مراد دل کے اعمال ہیں۔

(کنز العمال، ج: 3، ص: 1)

جس طرح اعضاء کے حسین اور موزوں ہونے سے انسان خوبصورت لگتا ہے، اسی طرح باطنی اعمال واحوال کی درستگی سے انسان اخلاق حسنہ سے مزین ہو کر عظیم مقام حاصل کر لیتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اخلاق سے مراد ظاہری اعمال میں اعتدال اور باطنی احوال کی اصلاح ہے۔

حسن اخلاق کا تعلق خالق و مخلوق دونوں سے ہے:

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ حسن اخلاق کا تعلق خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ ہے اور صاحب اخلاق کہلانے کا حقدار وہی شخص ہے جو دونوں کے ساتھ معاملہ درست رکھے، جیسا کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ:

کُنْ مَعَ الْحَقِّ بِلَا خَلْقٍ وَّ مَعَ الْخَلْقِ بِلَا نَفْسٍ ...... حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا

تعلق رکھ کہ مخلوق درمیان میں نہ ہو اور خدا کی مخلوق کے ساتھ اس طرح کی وابستگی رکھ کہ نفس کا درمیان میں دخل نہ ہو۔

(مدارج السالکین، فصل: مدار حسن الخلق مع الحق و مع الخلق، ج: 2، ص: 326)

خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ حسن معاملہ ہی انسان کی حقیقی کامیابی ہے، اسی بلند حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے مذہبی و روحانی پیشوا حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ معاملہ درست رکھنا چاہیے اور اسی میں ہی انسان کی حقیقی کامیابی ہے۔

چونکہ اخلاق حسنہ کا ظاہر کی نسبت دل کے اعمال کے ساتھ زیادہ تعلق ہے تو دل کی پاکیزگی سے ہی اخلاق کی پاکیزگی میسر آئے گی، لہذا جس طرح ظاہری بدن کو نجاستوں اور پلیدیوں سے پاک رکھنا اور ظاہری اعضاء کو گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے ایسے ہی دل کو اخلاق بد اور ناپسندیدہ خصلتوں سے پاک رکھنا ضروری ہے، تب حسن خلق کے ثمرات و نتائج نصیب ہو سکتے ہیں۔

فصل اول

زبان کی پاکیزگی

- تمہید: زبان کی پاکیزگی
- خاموشی کے فوائد
- جھوٹ سے زبان کی پاکیزگی
- غیبت سے زبان کی پاکیزگی
- چغل خوری سے زبان کی پاکیزگی
- خوشامد سے زبان کی پاکیزگی
- فحش گوئی اور گالی گلوچ سے زبان کی پاکیزگی
- بہتان اور الزام تراشی سے زبان کی پاکیزگی

تمہید: زبان کی پاکیزگی

اخلاق کی پاکیزگی کے لیے قلب ونظر کی پاکیزگی کی طرح زبان کی پاکیزگی بھی انتہائی ضروری ہے، چونکہ زبان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے اور جس قدر نعمت عظیم ہوتی ہے اسی قدر اس کی حفاظت بھی ضروری ہوتی ہے اور اس کی دیکھ بھال صحیح کی جاتی ہے۔

زبان انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک مقدس امانت ہے، اس کا استعمال بھی محتاط طریقے سے کیا جائے اور زبان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبان خدا کے ذکر سے تر رکھا جائے اور زبان کو جھوٹ، غیبت، چغل خوری، الزام تراشی، بیہودہ گوئی اور گپ شپ میں لگانے سے بچایا جائے، جیسے زبان کو منہ کے اندر جبڑوں کے درمیان انتہائی محفوظ جگہ پر رکھا گیا ہے اسی طرح اس کا استعمال بھی ''پہلے تولو پھر بولو'' کے سنہری اصول کے مطابق کیا جائے اور جس قدر ممکن ہو خاموشی اختیار کی جائے کیونکہ زبان کا استعمال جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر اس کی لغزش زیادہ ہوگی اور گناہ زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے تو وہ جہنم کی آگ کا زیادہ مستحق ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ سَقَطُهُ وَ مَنْ كَثُرَ سَقَطُهُ كَثُرَتْ ذُنُوبُهُ وَ مَنْ كَثُرَتْ ذُنُوبُهُ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ ...... جس کی گفتگو زیادہ ہوگی اس کی لغزش زیادہ ہوگی اور جس کی لغزش زیادہ ہوگی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے وہ جہنم کی آگ کا زیادہ حقدار ہے۔

(مسند الشهاب، من کثر کلامه ....، ج: 1، ص: 236، حدیث نمبر: 372)

اس سے معلوم ہوا کہ زبان جہاں خیر کے اظہار کا ذریعہ ہے وہاں شر کے اظہار کا بھی ذریعہ

ہے، جہاں اس کے فوائد و برکات بہت زیادہ ہیں وہاں اس کی آفتیں اور خطرات بھی بہت زیادہ ہیں۔

جسم میں گوشت کا سب سے اچھا اور برا حصہ:

زبان جہاں گوشت کا سب سے اچھا حصہ ہے وہاں سب سے برا حصہ بھی یہ ہی ہے، جیسا کہ ایک بادشاہ نے اپنے خادم سے کہا کہ گوشت کا سب سے اچھا حصہ لاؤ تو وہ زبان لے آیا اور جب بادشاہ نے کہا کہ گوشت کا سب سے برا حصہ لاؤ تو پھر بھی وہ زبان ہی لے آیا۔

کیونکہ اس کا استعمال اگر درست اور شریعت کے دائرہ کار میں رہ کر کیا جائے تو خیر ہی خیر ہے اور اگر اس کا استعمال درست نہ ہو اور اس کو قابو میں نہ رکھا جائے تو شر ہی شر ہے، اس کے خطرات و خدشات کے پیش نظر ہی سکوت اور خاموشی اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبانوں کو پاک رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاموشی کے فوائد

☆......: خاموشی نجات کا راستہ

☆......: خاموشی دخول جنت کا سبب

☆......: خاموشی شرمندگی سے بچاتی ہے

☆......: خاموشی ایمانِ کامل کی علامت

☆......: خاموشی نے جنتی بنادیا

☆......: خاموشی ایک قابل نفع عمل

☆......: خاموشی، جنت کی ضمانت

☆......: خاموشی جہنم کی سزا سے بچاتی ہے

☆......: امام غزالی رحمہ اللہ کے نزدیک خاموشی کی فضیلت وافادیت

☆......: زیادہ عورتیں ہی جہنم میں کیوں؟

☆......: خاموشی پہ مبارک

☆......: حضرت ابوحاتم کے نزدیک خاموشی کی اہمیت

☆......: انسانی اعضاء کی فریاد

☆......: خاموشی اختیار کرنے کا انوکھا طریقہ

☆......: خاموشی اختیار نہ کرنا دین سے دوری کا سبب

☆......: خاموشی کے دو فائدے

☆......: خاموشی، حکمت کا ایک باب

☆......: خاموشی نے سوال سے بے نیاز کردیا

☆......: خاموشی کیسے اختیار کی جائے؟

☆......: اتنی لمبی خاموشی

☆......: خاموشی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کا سبب

☆......: خاموشی ساٹھ سال کی بندگی سے افضل

خاموشی کے فوائد:

زبان کے خطرات اور آفتیں جتنی بڑی ہیں ان سے بچنے کی صورت خاموشی کے سوا اور کوئی نہیں ہے، خاموشی اپنے دامن میں بے شمار فوائد وثمرات رکھتی ہے اور جو شخص جتنے بڑے دل اور وسیع ظرف کا مالک ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ گہرا اور خاموش ہوتا ہے، اور وہ اپنے اندر بے شمار اقوال و احوال محفوظ کیے ہوتا ہے جن کے دنیا وآخرت میں وہ بے شمار فوائد سمیٹتا ہے۔

خاموشی نجات کا راستہ:

جس شخص نے خاموشی اختیار کرلی وہ نجات پا گیا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَمَتَ نَجَا ...... جو شخص خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

(جامع الترمذی، کتاب: صفة القيامة و الرقائق و الورع، ج: 4، ص: 660، حدیث نمبر: 2501)

خاموشی دخول جنت کا سبب:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ:

عَلِّمْنِیْ عَمَلًا یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ ...... مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے مجھے جنت نصیب ہو جائے،

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَطْعِمِ الْجَائِعَ وَ اسْقِ الظَّمْآنَ وَ أْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذَالِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنَ الْخَيْرِ ...... بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر، اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان سے سوائے خیر کے کچھ نہ بول۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر و الاحسان، باب: ما جاء فی الطاعات و ثوابها، ج: 2، ص: 97، حدیث نمبر: 374)

معلوم ہوا کہ بھوکے شخص کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا جنت میں جانے کا ذریعہ ہیں، ہاں! اگر کوئی شخص یہ امور سرانجام نہ دے سکے تو صرف زبان کو شر سے محفوظ رکھے اور خیر کے سوا باتوں سے خاموشی اختیار کرے تو اسے بھی جنت نصیب ہو جائے گی۔

خاموشی شرمندگی سے بچاتی ہے:

خاموشی اختیار کرنے والا دنیا و آخرت میں ندامت و شرمندگی سے محفوظ و مامون رہے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پہ جلوہ افروز ہو کر یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ:

يَا لِسَانُ! قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ وَ اسْكُتْ عَنْ شَرٍّ تَسْلَمْ قَبْلَ أَنْ تَنْدَمَ ...... اے زبان! خیر اور اچھی بات کہہ، غنیمت پائے گی اور بری بات سے خاموشی اختیار کر، سلامت رہے گی، اس سے پہلے کہ شرمندہ ہو،

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

أَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ ...... ابن آدم کی اکثر غلطیاں اس کی زبان میں ہیں۔

(المعجم الکبیر، باب العین، عبد الله بن مسعود الهذلی، ج: 10، ص: 197، حدیث نمبر: 10446)

گویا کہ زبان پر قابو پانا اور خاموشی اختیار کرنا ندامت و شرمندگی سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے کیونکہ آدمی جب تک خاموش ہے اس وقت تک اسے کہنے کا اختیار موجود ہوتا ہے کہ جو چاہے کہہ لے، اگر کچھ کہہ لے تو پھر اس بات پر اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے حتی کہ اگر اس نے درست بات نہ کہی تو ندامت اور شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

خاموشی ایمانِ کامل کی علامت:

حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ ...... جو شخص اللہ تعالیٰ

اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ یا تو اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے۔

(الأدب المفرد، باب: الوصاة بالجار، باب نمبر: 55، صفحه نمبر: 35، حديث نمبر: 102)

گویا کہ ''اچھی بات کرنا ورنہ خاموشی اختیار کرنا'' ایمان کی علامت اور پہچان ہے اور اس میں ہی نجات اور کامیابی ہے۔

خاموشی نے جنتی بنا دیا:

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ هَذَا الْبَابَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ...... جو شخص آج اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہوگا وہ جنتی ہے،

فَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ...... حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوئے،

تو ان کو دیکھ کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے پاس گئے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا تھا وہ ان کو بتایا اور ساتھ ہی ان سے کہا کہ:

فَأَخْبِرْنَا بِأَوْثَقِ عَمَلِكَ فِيْ نَفْسِكَ تَرْجُوْ بِهٖ ...... آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کون سا ایسا عمل کرتے ہیں کہ جس سے یہ (جنت میں داخل ہونے کی) امید کی جاسکتی ہے؟

تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنِّيْ لَضَعِيْفٌ وَإِنَّ أَوْثَقَ مَا أَرْجُوْ بِهٖ سَلَامَةَ الصَّدْرِ وَتَرْكَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ ......

میں کمزور آدمی ہوں، وہ عمل جس سے مجھے ایسی جزا کی توقع ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ میں سینے کو بچائے رکھتا ہوں اور بے فائدہ کلام نہیں کرتا۔

(الصمت و آداب اللسان، باب النهي عن الكلام فيما لا يعنيك، ص: 94، حديث نمبر: 111)

اس سے معلوم ہوا کہ ''سینے کو حسد اور کینے سے محفوظ رکھنا اور زبان کو بے مقصد اور بے فائدہ

کلام سے بچانا'' حصول جنت کا سبب ہے۔

خاموشی ایک قابلِ نفع عمل:

قیامت کے روز اس خاموشی کا وزن ترازو پر بہت بھاری ہوگا جیسا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ:

أَلَا أُعَلِّمُكَ بِعَمَلٍ خَفِيْفٍ عَلَى الْبَدَنِ ثَقِيْلٍ فِي الْمِيْزَانِ ...... کیا میں تجھے ایسا عمل نہ سکھاؤں جو جسم پر ہلکا ہے اور ترازو پر بہت بھاری ہے؟

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليك وسلم! ...... جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

هُوَ الصَّمْتُ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ وَ تَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْكَ ...... وہ عمل خاموشی اور اچھے اخلاق کو اپنانا اور غیر مقصود اور بے فائدہ کلام کو چھوڑنا ہے۔

(الصمت و آداب اللسان، باب :النهي عن الكلام فيما لا يعنيك، ص: 94، حديث نمبر: 112)

خاموشی، جنت کی ضمانت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ ...... جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب:حفظ اللسان، ج: 5، ص: 2376، حديث نمبر: 6109)

اس حدیث شریف سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت جنت کی ضمانت اور گارنٹی ہے، وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدھے گناہ شرمگاہ کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں تو

باقی آدھے گناہ زبان کے ذریعے سرزد ہوتے ہیں، لہذا زبان کی حفاظت انتہائی ضروری ہے اور زبان کی آفتوں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو اس کو شریعت کی لگام دے اور منہ سے صرف وہی بات نکالے جس میں دنیا وآخرت کا فائدہ ہو۔

خاموشی جهنم کی سزا سے بچاتی هے:

معزز قارئین حضرات!

اگر زبان کو قابو میں نہ رکھا جائے تو شیطان اس سے بہت بری اور غلط باتیں کہلواتا ہے، جن سے انسان جہنم کی آگ کا مستحق ٹھہرتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذَالِكَ كُلِّهِ ؟ ...... کیا میں تجھ کو تمام سرمایہ اور جائیداد کی خبر نہ دوں؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ:

كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا ...... اس کو روک کے رکھو۔

میں نے عرض کی کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟ ...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو باتیں ہم کرتے ہیں ان کا مواخذہ بھی ہوگا؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! ...... اے معاذ! تیری ماں تجھے روئے،

وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ ...... جہنم میں لوگ منہ کے بل اپنی زبانوں کے غلط استعمال کی وجہ سے ہی گرائے جائیں گے۔

(رياض الصالحين، كتاب الأمور المنهي عنها، باب: تحريم الغيبة و الأمر بحفظ اللسان، ص: 447، حديث نمبر: 1522)

معلوم ہوا کہ زبان کا ناجائز استعمال اس قدر خطرناک ہے کہ دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ اخروی زندگی میں بھی یہ خسارہ اور نقصان کا موجب ہے۔ دنیا اور آخرت میں نجات اور ہر طرح کی سلامتی زبان کی حفاظت میں ہی ہے اور زبان کی حفاظت کا بہترین علاج خاموشی ہی ہے۔ مسلم معاشرے میں لوگ اُس کو اچھا نہیں سمجھتے جو زیادہ زبان دراز ہو، ہر وقت گپ شپ کا ماحول اور ہر مجلس میں میرِ محفل بننے کا شوق اور زیادہ باتیں کرنا انتہائی خطرناک ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خاموشی کی فضیلت و افادیت:

معلم الاخلاق، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ خاموشی کی فضیلت و افادیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ سَبَبَهٗ كَثْرَةُ آفَاتِ اللِّسَانِ مِنَ الْخَطَإِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَ الرِّيَاءِ وَ النِّفَاقِ وَ الْفُحْشِ وَ الْمِرَآءِ وَ تَزْكِيَةِ النَّفْسِ وَ الْخَوْضِ فِى الْبَاطِلِ وَ الْخُصُوْمَةِ وَ الْفُضُوْلِ وَ التَّحْرِيْفِ وَ الزِّيَادَةِ وَ النُّقْصَانِ وَ اِيْذَاءِ الْخَلْقِ وَ هَتْكِ الْعَوْرَاتِ ......

خاموشی کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بولنے میں صدہا آفتیں ہیں: خطاء اور غلطی سرزرد ہونا، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، ریاکاری، منافقت، فحش، دکھلاوا، اپنے آپ کو پاک بتلانا، غلط کام میں غور و خوض کرنا، جھگڑنا، زیادہ باتیں کرنا، بات بدلنا، گھٹانا، بڑھانا، مخلوق کو اذیت اور تکلیف دینا اور پردہ دری کرنا، یہ سب زبان ہی کے سبب سے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان، بیان عظیم خطر اللسان و فضیلۃ الصمت، ج: 3، ص: 111)

زبان کو ہلاتے وقت کچھ بوجھ محسوس نہیں ہوتا، دل اور طبیعت میں مزہ معلوم ہوتا ہے اور شیطان اس کام پر اکساتا رہتا ہے۔ یہ بات بہت کم ہے کہ جو بولنے کا عادی ہو زبان کو ایسے قابو میں رکھے کہ جہاں بولنا چاہیے وہاں ہی بولے اور جس بات کو نہیں کہنا چاہیے اس سے باز رہے کیونکہ اس کا معلوم ہونا بہت ہی مشکل ہے کہ کون سی بات کہنے کے قابل ہے اور کون سی نہیں، اس

جہت سے بولنے میں خطرہ رہتا ہے اور خاموشی میں سلامتی ہے، اسی وجہ سے خاموشی کی فضیلت بھی زیادہ ہے، علاوہ ازیں خاموشی کے یہ بھی فوائد ہیں کہ ہمہ وقت طاقت اکھٹی رہتی ہے اور ہیبت و رعب بنا رہتا ہے، فکر و ذکر، عبادت کی فراغت میسر ہوتی ہے، بولنے کی آفات سے دنیا میں نجات اور آخرت میں حساب سے برأت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ...... انسان اپنی زبان سے جو بات کرتا ہے ایک سخت محافظ اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ ق، سورت نمبر: 50، آیت نمبر: 18)

جو کچھ بھی انسان کہتا ہے وہ محافظ فرشتہ اسے محفوظ کر لیتا ہے جس کا انسان کو قیامت کے دن حساب دینا ہوگا۔

زیادہ عورتیں ہی جہنم میں کیوں؟

دنیا میں زبان کا غلط اور ناجائز استعمال جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ ...... اے عورتوں کے گروہ! صدقہ کرو، پس میں نے عورتوں میں سے اکثر کو جہنم میں دیکھا ہے،

عورتوں نے عرض کی:

وَ بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! ...... کیوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ ...... تمہارے زیادہ لعن طعن کرنے کی وجہ سے اور شوہر کی ناشکری کرنے کی وجہ سے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: ترک الحائض الصوم، ج: 1، ص: 116، حدیث نمبر: 298)

معلوم ہوا کہ زبان کو کنٹرول کرنے میں ہی عافیت ہے اور وہ شخص انتہائی خوش نصیب ہے جو

ضرورت کے مطابق گفتگو کرتا ہے اور بے فائدہ کلام سے پرہیز کرتا ہے۔

خاموشی پہ مبارک:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

طُوْبٰی لِمَنْ عَمِلَ بِعِلْمِهٖ وَ اَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهٖ وَ اَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهٖ

...... اسے مبارک جو اپنے علم پہ عمل کرے، اپنے مال میں سے ضروت سے زائد کو راہ خدا میں خرچ کرے اور ضرورت سے زائد گفتگو سے اپنی زبان کو روک لے۔

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الزکاۃ، جماع أبواب صدقة التطوع، باب: کراھیة امساك الفضل و غیرہ محتاج الیه، ج: 4، ص: 306، حدیث نمبر: 7783)

حضرت ابو حاتم کے نزدیک خاموشی کی اھمیت:

حضرت ابو حاتم نے خاموشی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ:

اِنْ كَانَ يُعْجِبُكَ السَّكُوْتُ فَاِنَّهٗ

قَدْ كَانَ يُعْجِبُ قَبْلَكَ الْاَخْيَارَا

وَلَئِنْ نَدِمْتَ عَلٰى سَكُوْتٍ مَرَّةً

فَلَقَدْ نَدِمْتَ عَلَى الْكَلَامِ مِرَارًا

ترجمہ: اگر تجھے خاموشی اچھی لگتی ہے تو تجھ سے قبل عظیم لوگوں کو بھی خاموشی اچھی لگتی تھی اور اگر تو خاموشی پر ایک بار شرمندہ ہوگا تو بات کر لینے سے بار بار شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

(روضة العقلاء و نزهة الفضلاء، الحث علی لزوم الصمت و حفظ اللسان، صفحه نمبر: 43)

انسانی اعضاء کی فریاد:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ وَ تَقُوْلُ: اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا

فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اِعْوَجَجْنَا ...... جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے سارے اعضاء زبان کی منت سماجت کرتے ہیں کہ اے زبان! ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، ہم تیرے سہارے ہی ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب: حفظ اللسان، ج: 4، ص: 605، حدیث نمبر: 2407)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ انسانی اعضاء میں زبان کا کتنا اہم کردار ہے کہ سارے اعضاء ہر صبح زبان سے درخواست کرتے ہیں کہ اے زبان! ہوش سے بولنا، سوچ سمجھ کے بولنا، ہمارے معاملات تیرے ساتھ منسلک ہیں، اگر تو صحیح بولتی رہی تو ہماری سلامتی اور عافیت ہوگی اور اگر تو درست نہ بولی تو ہمیں اس کی سزا بھگتنا پڑے گی، لہذا بولنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور کوئی بات بھی خلاف شرع نہ کرنا۔

خاموشی اختیار کرنے کا انوکھا طریقہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر مروڑ رہے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ:

مَا تَصْنَعُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ ...... اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کیا کر رہے ہیں؟

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں اس زبان کو اس لیے مروڑ رہا ہوں کہ:

هٰذَا اَوْرَدَنِی الْمَوَارِدَ ...... اس زبان نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال رکھا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلة الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 109)

گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ زبان کو قابو کرنے کا علاج فرما رہے تھے کیونکہ اس کو کنٹرول کرنا بہت ہی ضروری ہے۔

خاموشی اختیار نہ کرنا دین سے دوری کا سبب:

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا عَقَلَ دِیْنَهٗ مَنْ لَّمْ یَحْفَظْ لِسَانَهٗ ...... جس شخص نے اپنی زبان نہ روکی اس نے اپنے دین کو بھی نہیں سمجھا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلة الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 111)

اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین زبان کو قابو میں رکھنے کی کتنی کوشش کرتے تھے اور خاموشی کو کس قدر پسند کرتے تھے۔

خاموشی کے دو فائدے:

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ خاموشی سے آدمی میں دو خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں:

☆...... اَلسَّلَامَةُ فِیْ دِیْنِهٖ ...... دین سلامت رہتا ہے۔

☆...... اَلْفَهْمُ عَنْ صَاحِبِهٖ ...... دوسرے کی بات خوب سمجھ لیتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلة الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 111)

خاموشی، حکمت کا ایک باب:

حضرت لقمان حکیم سے پوچھا گیا کہ:

مَا حِکْمَتُكَ؟ ...... آپ کیا حکمت کرتے ہیں؟

تو حضرت لقمان حکیم نے جواب دیا کہ:

لَا اَسْاَلُ عَمَّا کُفِیْتُ وَ لَا اَتَکَلَّفُ مَا لَا یَعْنِیْنِیْ ...... جو چیز خود معلوم ہو جائے اس کے پوچھنے کے در پے نہیں ہوتا اور بے فائدہ کلام نہیں کرتا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلة الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 113)

خاموشی نے سوال سے بے نیاز کر دیا:

حضرت لقمان حکیم ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے تو حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت زرہ بنا رہے تھے، حضرت لقمان حکیم نے پہلے کبھی زرہ نہیں دیکھی تھی، تعجب سے دیکھتے رہے، دل چاہتا تھا کہ پوچھیں کہ کیا بنا رہے ہیں مگر حکمت روک دیتی تھی، لہٰذا آپ نے نہ پوچھا۔

جب حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ تیار کر لی اور کھڑے ہو کر اسے پہنا تو ارشاد فرمایا کہ:

نِعْمَ الدِّرْعُ لِلْحَرْبِ ...... لڑائی اور جنگ میں زرہ کیا ہی عمدہ چیز ہے۔

تو حضرت لقمان حکیم نے دل میں کہا کہ:

اَلصَّمْتُ حِکَمٌ وَ قَلِیْلٌ فَاعِلُهٗ ...... خاموشی بڑی حکمت ہے مگر اس کو کم لوگ ہی اختیار کرتے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلۃ الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 114)

خاموشی کیسے اختیار کی جائے؟

حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ نے زبان کو قابو میں رکھنے کا ایک علاج یہ بھی دریافت کیا کہ:

وَ کَانَ اِذَا اَصْبَحَ وَضَعَ دَوَاۃً وَ قِرْطَاسًا وَ قَلَمًا فَکُلُّ مَا تَکَلَّمَ بِهٖ کَتَبَهٗ ثُمَّ یُحَاسِبُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْمَسَاءِ ...... آپ رضی اللہ عنہ ہر روز صبح کے وقت ہی دوات، قلم اور کاغذ اپنے پاس رکھتے جو کچھ پورا دن بولتے وہ کاغذ پر لکھ لیتے تھے اور شام کے وقت اپنے نفس سے اس کا حساب کیا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر اس علاج میں کامیاب ہوئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس سال تک دنیا کی کوئی بات نہ کی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلۃ الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 111)

اتنی لمبی خاموشی:

حضرت منصور بن معتمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ:

لَمْ یَتَکَلَّمْ بِکَلِمَۃٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَۃِ أَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ...... آپ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد چالیس سال تک کوئی بات نہیں کی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: آفات اللسان و فضیلة الصمت، بیان عظیم خطر اللسان، ج: 3، ص: 111)

خاموشی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کا سبب:

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ أَحَدَکُمْ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰہِ مَا یَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَیَکْتُبُ اللّٰہُ لَھَا بِھَا رِضْوَانَہٗ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَاہُ ...... بے شک آدمی ایک کلمہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا بولتا ہے اور بندہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی رضا صرف اس ایک بات سے نصیب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اس ایک بات کی وجہ سے اپنے بندے کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے اور اس کے لیے قیامت کے دن تک کی رضا مندی لکھ دیتا ہے۔

اِنَّ أَحَدَکُمْ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ مَا یَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَیَکْتُبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا سَخَطَہٗ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَاہُ ...... بے شک ایک آدمی ایک کلمہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بولتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہ بات کس قدر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو گی، اللہ تعالیٰ اس بندے سے قیامت تک کی ناراضگی لکھ دیتا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب: فی قلة الکلام، ج: 4، ص: 559، حدیث نمبر: 2319)

لہٰذا انتہائی محتاط اور ہوش سے زبان کھولنی چاہیے خصوصاً تفریح اور خوشگوار موڈ میں نہ جانے لوگ کیا کیا کہہ دیتے ہیں اور غصے اور غضب میں بلاسوچے سمجھے ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں سخت مؤاخذہ ہوتا ہے، جس پر انہیں دنیا میں شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے اور

آخرت میں بھی سزا بھگتنا ہوگی۔

معلوم ہوا کہ ہر حال میں خاموشی میں ہی بھلائی، عافیت اور سلامتی ہے، خاموشی ایمان کی علامت اور پہچان ہے، حکمت و دانائی ہے، ہیبت، رعب، وقار اور گہرائی ہے۔

شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش

خاموشی ساٹھ سال کی بندگی سے افضل:

بے فائدہ باتوں سے خاموشی اختیار کرنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ ایک شخص عبادت و بندگی کرتا ہے لیکن وہ زبان پر کنٹرول نہیں رکھتا اس کی نسبت وہ شخص بہتر ہے جو نوافل و تہجد پڑھنے والا نہیں مگر خاموش رہتا ہے، بیہودہ گفتگو اور بے فائدہ کلام نہیں کرتا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَقَامُ الرَّجُلِ لِلصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً ...... ایک شخص کی خاموشی ساٹھ سال کی بندگی سے افضل ہے۔

(شعب الایمان، الرابع و الثلاثون من شعب الایمان و هو باب فی حفظ اللسان، فصل: فی فضل السكوت عن كل ما لا يعنيه و ترك الخوض فيه، ج: 4، ص: 245، حديث نمبر: 4953)

کیونکہ سلامتی اور نجات خاموشی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبانوں کو کنٹرول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور زبان کی آفتوں سے بچائے اور خاموشی کے فوائد و ثمرات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

جھوٹ سے زبان کی پاکیزگی

☆......: جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ

☆......: مؤمن کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں

☆......: جھوٹ ایمان کامل کے منافی ہے

☆......: جھوٹ، سب سے بڑا گناہ

☆......: جھوٹ گناہ تک، گناہ جہنم تک لے جاتا ہے

☆......: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال

☆......: جھوٹ سے بچنے کے لیے دعا

☆......: جھوٹ کی پانچ اقسام

☆: کذب قولی ☆: کذب فعلی

☆: جھوٹ چھپانا ☆: ریاکاری

☆: بلاتحقیق بات

☆......: جھوٹ کی معاشرے میں چند مروجہ صورتیں

☆: بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ بولنا

☆: ہنسی، مذاق، گپ شپ میں جھوٹ بولنا

☆: میزبان سے جھوٹ بولنا

☆: شریعت کے لبادے میں جھوٹ کا پلندہ

☆: روزمرہ کا جھوٹ

جھوٹ سے زبان کی پاکیزگی:

انسان کے برے اخلاق اور بری عادات میں سے سب سے بری عادت جھوٹ ہے جو کہ تمام خرابیوں اور برائیوں کی جڑ ہے، جھوٹ انسان کے کردار کو مجروح کر دیتا ہے، انسان معاشرے میں اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے، لوگوں کا اعتماد جھوٹے شخص سے اٹھ جاتا، جھوٹا شخص بھری محفل میں بھی اپنے آپ کو تنہا سمجھتا ہے، جھوٹ لوگوں کے دلوں سے قدر و منزلت کو ختم کر دیتا ہے۔

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ:

جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کے باطن کو ایسے ہی کھوکھلا کر دیتی ہے جیسے دیمک ایک لکڑی کو، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بار بار جھوٹ سے بچنے کا حکم دیا، جیسا کہ عہد نبوی میں ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ میں چار بری خصلتیں پائی جاتی ہیں:

ایک عادت یہ ہے کہ میں بدکار ہوں، دوسری عادت یہ ہے کہ میں چوری کرتا ہوں، تیسری عادت یہ کہ میں شراب پیتا ہوں، چوتھی یہ کہ میں جھوٹ بولتا ہوں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو میں ایک عادت چھوڑ سکتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کیا تو عہد کرتا ہے کہ آئندہ جھوٹ نہیں بولے گا؟

اس نے عرض کی کہ: جی ہاں۔

جب وہ شخص واپس گیا تو اسے چوری، شراب نوشی اور بدکاری کی عادتیں بار بار ستاتیں، مگر وہ یہ یاد کر کے ان میں سے کوئی عادت بھی نہ کر سکا کہ اگر مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کیا جواب دوں گا، اگر سچ بولا تو سزا کا مستحق ہوں گا اور اگر جھوٹ بولا تو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کر کے آیا ہوں اس کی خلاف ورزی ہو گی۔

اس طرح وہ شخص جھوٹ کی عادت چھوڑنے سے بدکاری، شراب نوشی اور چوری جیسی برائیوں سے محفوظ ہو گیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ جھوٹ بہت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔

مؤمن کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں:

مؤمن جب اپنے ایمان واعتقاد میں پختگی لاتا ہے تو وہ جھوٹ جیسی بیماری سے ایسے ہی دور بھاگتا ہے جیسا کہ ایک انسان اپنے دشمن سے دور بھاگتا ہے، کیونکہ مؤمن کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال کیا گیا کہ:

هَلْ يَكْذِبُ الْمُؤْمِنُ؟ ...... کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

قَالَ: لَا ...... مؤمن کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں۔

(مكارم الأخلاق، أسباب الوصول الى كمال الايمان، صفحه نمبر: 51، حديث نمبر: 140)

جھوٹ ایمان کامل کے منافی ھے:

جھوٹ سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يَطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَ الْكِذْبَ ...... مؤمن میں تمام خرابیاں پائی جاسکتی ہیں، سوائے خیانت، اور جھوٹ کے۔

(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب: حفظ اللسان و الغيبة و الشتم، الفصل الثالث، ج: 3، ص: 53، حديث نمبر: 4860)

اور جھوٹا شخص اس قدر برا ہے کہ وہ لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے، جب کہ قرآن مجید میں لعنت کا مستحق شیطان کو بنایا گیا ہے، اور یہود ونصاری، کافروں اور منافقوں کو اس کی وعید سنائی گئی ہے، لیکن کسی مؤمن کو جھوٹ کے سوا اس کے کسی فعل کی بنیاد پر لعنت سے یاد نہیں کیا گیا، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جھوٹ اسلام میں کس قدر برا ہے کہ بندہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

جھوٹ، سب سے بڑا گناہ:

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ...... میں تمہیں سب سے بڑا گناہ بتاؤں؟

قَالُوْا: بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ...... انہوں نے عرض کی: جی ہاں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ...... سب سے بڑا گناہ شرک اور والدین کی نافرمانی ہے،

وَ جَلَسَ وَ كَانَ مُتَّكِئًا ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ قَوْلُ الزُّوْرِ ...... جھوٹی بات یا جھوٹی شہادت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب: ما قیل فی شهادة الزور، ج: 2، ص: 939، حدیث نمبر: 2511)

اس سے معلوم ہوا کہ جہاں شرک اور والدین کی نافرمانی اکبرالکبائر یعنی سب سے بڑا گناہ ہیں، وہاں جھوٹ بھی سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کا انجام کار آخر جہنم ہے۔

جھوٹ گناہ تک، گناہ جہنم تک لے جاتا ہے:

جھوٹ انسان کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ انسان کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِيَّاكُمْ وَ الْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَ إِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ ...... جھوٹ سے بچو، بے شک جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور بے شک گناہ جہنم تک لے جاتے ہیں۔

وَ عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَ اِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ ......
سچ کو لازم پکڑو، بے شک سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب: فی التشدید فی الکذب، ج: 4، ص: 454، حدیث نمبر: 4991)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سچ بولنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور جھوٹ بولنا جہنم میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ:

أَیُّ عِبَادِکَ خَیْرٌ لَّکَ عَمَلًا ...... تیرے بندوں میں باعتبار عمل کے کون اچھا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ لَا یَکْذِبُ لِسَانُہٗ وَ لَا یَفْجُرُ قَلْبُہٗ وَ لَا یَزْنِیْ فَرْجُہٗ ...... جس کی زبان جھوٹ نہ بولے، اور قلب فجور نہ کرے اور شرم گاہ زنا نہ کرے۔

(احیاء علوم الدین، بیان عظیم خطر اللسان و فضیلة الصمت، ج: 3، ص: 13)

جھوٹ سے بچنے کے لیے دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خطا جھوٹی زبان ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ دعا سکھائی کہ:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَ فَرْجِیْ مِنَ الزِّنَا وَ لِسَانِیْ مِنَ الْکِذْبِ ...... اے اللہ! میرے دل کو منافقت سے اور میری شرم گاہ کو زنا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما۔

(احیاء علوم الدین، بیان عظیم خطر اللسان و فضیلة الصمت، ج: 3، ص: 135)

جھوٹ کی پانچ اقسام:

جھوٹ کی ویسے تو کئی اقسام ہیں لیکن ان میں سے پانچ اہم اقسام یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

1: کذب قولی:

جھوٹ کی عام قسم تو یہ ہے کہ جو دل میں ہے زبان سے اس کے خلاف کہا جائے اور یہ کذب قولی ہے، چونکہ انسان اس میں زبان سے واقعہ کے خلاف ظاہر کر رہا ہے، جس سے ساری دنیا کو فریب اور دھوکا دے رہا ہے، کیونکہ انسان کے دل کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہت بہتر جانتا ہے۔ لہذا زبان کو واقعہ کے خلاف استعمال کرنا بہت سخت جرم ہوگا۔

2: کذب فعلی:

اسی طرح عملی جھوٹ کی ایک قسم یہ ہے کہ جو کہا جائے وہ کیا نہ جائے، اور کام کرنے کی استطاعت رکھتے ہوئے اسے نہ کرنا، ایک قسم کا فریب اور دھوکہ ہے لیکن جھوٹ بھی ہے۔

3: جھوٹ چھپانا:

جھوٹ کی ایک قسم یہ ہے کہ جان بوجھ کر انسان حق کو چھپائے اور حق کا اظہار نہ کرے یعنی جانتے ہوئے بھی انجان بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں دین حق کی واضح اور بیّن ہدایت کے ہوتے ہوئے کوئی شخص اس کی تعلیمات چھپاتا ہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ...... (ایسے لوگوں پر) اللہ تعالیٰ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، سورت نمبر: 2، آیت نمبر: 159)

گو اس سے لوگ جھوٹ کے قولاً مرتکب نہیں ہوتے لیکن حق کا اظہار نہ کرنا اور حق کو بلاوجہ پوشیدہ رکھنا عملاً جھوٹ ہے اور اس سے منافقت جنم لیتی ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو منافق کی نشانی قرار دیا اور فرمایا کہ منافق کی پہچان اور نشانیاں تین ہیں:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ......

جب کہے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: علامۃ المنافق، ج: 1، ص: 21، حدیث نمبر: 33)

4: ریاکاری:

ریا کاری کرنا، اور جو نہیں کیا وہ دکھانے کی کوشش کرنا، جیسا کہ آج کل لوگ بہت بڑھا چڑھا کر اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور وہ کچھ باور کروانا چاہتے ہیں جو ان میں نہیں ہوتا، یہ بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اِنَّ لِیْ ضَرَّۃً فَھَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اَنْ اَتَشَبَّعَ مِنْ مَالِ زَوْجِیْ بِمَا لَمْ یُعْطِنِیْ ...... میری ایک سوکن ہے، کیا اگر میں ظاہر کروں کہ مجھے شوہر نے یہ دیا، یہ دیا اور حقیقت میں ایسا نہ ہو، صرف اس کو جلانا مقصود ہو تو کیا یہ گناہ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ ...... جتنا آپ کو نہیں دیا گیا اتنے کا دکھاوا کرنے والا جھوٹ کے دو جامے پہننے والے کی طرح ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینۃ، باب: النھی عن التزویر فی اللباس و غیرہ و التشبع بما لم یعط، ج: 6، ص: 169، حدیث نمبر: 5706)

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ جھوٹ کے دو جامے یوں ہوئے کہ جو اس کے پاس نہیں، اس کا ہونا اپنے پاس بتانا جھوٹ کا ایک جامہ ہے، اور جس نے جو دیا نہیں اس کو دیا بتانا دوسرا جامہ ہے۔ اسی طرح جو عالم نہیں وہ اپنے آپ کو عالم

باور کروائے، اور جو دولت مند نہیں وہ دولت مندی کا دکھاوا کرے، یعنی جس کے پاس جو چیز نہیں اس کو اپنے پاس دکھانے کی کوشش کرنا، دوسروں کو دھوکہ دینا ہے، لہذا یہ بھی جھوٹ کی قسم ہے۔

5: بلا تحقیق بات:

جھوٹ کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان جو کچھ سنے اسے بلا تحقیق دوسروں تک پہنچائے، حق اور باطل کا فرق نہ رکھے، جو منہ میں آئے اور جو سنے کہتا پھرے، اس سے معاشرے میں وہ شخص بے قدر اور بے اعتبار سمجھا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ...... آدمی کو جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ جو سنے وہ کہتا پھرے۔

(صحیح مسلم، المقدمة، باب: النهي عن الحديث بكل ما سمع، ج: 1، ص: 8، حديث نمبر: 7)

جھوٹ کی معاشرے میں چند مروجہ صورتیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام سچائی کا دین ہے، اور قرآن مجید مکمل سچائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے، اور ساری کائنات کا خالق و مالک تو اصدق الصادقین ہے، اور فرمایا:

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ...... اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے؟

(القرآن الكريم، سورة النساء، سورت نمبر: 4، آیت نمبر: 87)

یعنی سب سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ سچا اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ نجات بھی سچائی کو اختیار کرنے میں ہے، اور جھوٹ بولنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے، لیکن افسوس در افسوس یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بعض لوگ بڑے مذہبی اور دیندار محسوس ہوتے ہیں، ان کا حال یہ ہے کہ وہ جھوٹ کو بالکل برا نہیں سمجھتے، بعض اوقات تو جھوٹ بولنے پر فخر کرتے دکھائی دیتے ہیں، اور ذیل میں جھوٹ کی چند ایسی صورتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو معاشرے میں عام پائی جاتی ہیں، اور ان کے تدارک کی کوئی کوشش بھی نہیں کی جاتی ہے:

بچوں کو بھلانے کے لیے جھوٹ بولنا:

بعض لوگ چھوٹے بچوں کو چپ کراونے اور بہلانے کے لیے ان سے جھوٹے وعدے کر لیتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان وعدوں کو تھوڑی دیر میں بھول جائیں گے اگر چہ اکثر ایسے ہی ہوتا ہے کہ بچوں کی وقتی طور ضد دور کر دی جاتی ہے، اور بچے وہ بات بھول بھی جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں عافیت ہے، حالانکہ اس میں جھوٹ ہے اور اسلام نے جھوٹ کی اس صورت کی بھی مذمت کی ہے، اور اس کی اجازت نہیں دی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جس کو حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

دَعَتْنِیْ اُمِّیْ یَوْمًا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا ...... ایک دفعہ میری ماں نے مجھے بلایا، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، اور مجھے میری ماں نے بلانے کے لیے کہا کہ:

ھَا تَعَالَ أُعْطِيْكَ ...... یہاں آؤ، تجھے کچھ دوں گی،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ مَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيْهِ ...... تم کہتی ہو مگر اسے کچھ دینا نہیں چاہتی ہو،

میری ماں نے کہا کہ: أُعْطِيْهِ تَمْرًا ...... میں اس کو کھجور دے دوں گی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ ...... اگر تم اسے اس وقت کچھ نہ دیتی تو یہ بھی تمہارا جھوٹ لکھا جاتا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب: فی التشدید فی الکذب، ج: 4، ص: 455، حدیث نمبر: 4993)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو بچوں کے بہلانے کے لیے ان سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، کیونکہ ایک تو وہ جھوٹ ہونے کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں جھوٹ کا گناہ لکھا جائے گا جو کہ بہت خطرناک ہے، اور دوسرا یہ بھی نقصان ہوگا کہ بچوں کے ساتھ جھوٹ پر مبنی رویہ رکھنے کی وجہ سے ان کی طبیعت پر بھی جھوٹ کے برے اثرات مرتب ہوں گے اور بچپن سے ہی جھوٹ بولنا شروع ہو جائیں گے جس کی وجہ سے معاشرے میں جھوٹ کی فضا قائم ہو گی، اور معاشرے کے بگاڑ کا ذریعہ بنے گی۔ لہٰذا بچوں سے بھی جھوٹ ہرگز نہ بولیں کیونکہ بچوں کا زیادہ تر وقت مردوں کی لسبت عورتوں کے پاس گزرتا ہے اور ماں ہی ان کے مسائل کی نگہداشت کرتی ہے، تو والد کی نسبت ماں بچے کو زیادہ ڈیل (Deal) کرتی ہے لہٰذا ماؤں کو اس جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیے اور بچوں سے جھوٹے وعدے کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

ہنسی، مذاق، گپ شپ میں جھوٹ بولنا:

بعض لوگ گپ شپ کرتے ہوئے ہنسی اور مذاق میں جھوٹ بول دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ کچھ گناہ نہیں ہے، حالانکہ یہ بھی جھوٹ کی معاشرے میں مروجہ صورت ہے جس کو لوگ گناہ تصور نہیں کرتے مگر یہ جھوٹ ہی ہوتا ہے، اور اسلامی تعلیمات میں اس کی اجازت نہیں ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِّلَّذِىْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهٗ وَيْلٌ لَّهٗ ...... ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو بات کرے اور جھوٹ بولے تا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے، ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے اور اس کے لیے تباہی ہے۔

(سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب: في التشديد في الكذب، ج: 4، ص: 454، حديث نمبر: 4992)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ہنسی اور مذاق میں بھی جھوٹ جرم اور گناہ ہے، اور اسے محض گپ شپ سمجھ کر نظر انداز کر دینا غلطی ہے اور ایسے شخص کی معاشرے میں قدر و قیمت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی زبان کا اعتبار نہیں رہتا اور آخرت میں ایسے شخص کے لیے ہلاکت و تباہی ہے۔

میزبان سے جھوٹ بولنا:

ہمارے معاشرے میں جھوٹ کی یہ صورت بھی خطرناک حد تک رواج پا رہی ہے کہ جب کسی شخص کو کھانا کھانے یا کچھ پینے کی دعوت دی جائے، تو وہ کھانے، پینے کی خواہش ہوتے ہوئے بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے، یہ تصنع اور بناوٹ ہے، جبکہ یہ جھوٹ ہے اور افسوس ہے کہ لوگ اس طرح کے جھوٹ فیشن کے طور پر بول رہے ہیں اور اسے بولتے ہوئے کچھ جھجک محسوس نہیں کرتے، بلکہ اس جھوٹ کو اعزاز اور فخر کے طور پر بولتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ:

اِنْ قَالَتْ اِحْدَانَا لِشَيْءٍ تَشْتَهِيْهِ لَا اَشْتَهِيْهِ يُعَدُّ ذَالِكَ كَذِبًا؟ ...... ہم میں سے کوئی کسی چیز کی خواہش رکھے اور پھر کہہ دے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں ہے تو کیا یہ بھی جھوٹ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْكَذِبَ يُكْتَبُ كَذِبًا حَتّٰى تُكْتَبَ الْكُذَيْبَةُ كُذَيْبَةً ...... ہر چھوٹے سے چھوٹا جھوٹ بھی جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند القبائل، حديث أسماء بنت عميس رضي الله عنها، ج: 6، ص: 438، حديث نمبر: 27511)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی خواہش رکھتے ہوئے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں، یہ بھی جھوٹ ہی ہے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

شریعت کے لبادے میں جھوٹ کا پلندہ:

معاشرے میں جھوٹ کی ایک صورت یہ بھی دیکھی جارہی ہے کہ ایک شخص دوسرے کو نیک اور باشرع سمجھتے ہوئے اس پر مکمل اعتماد واعتبار کرلیتا ہے اور وہ شخص اس کے اعتبار واعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے ساتھ جھوٹ بول کر اسے سخت فریب اور نقصان میں مبتلا کردیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خیانت قرار دے کر اسے ناجائز ٹھہرایا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا وَّ هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ وَّ أَنْتَ لَهُ كَاذِبٌ

...... یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک جھوٹی بات کہہ دو، حالانکہ وہ تم کو سچا سمجھتا ہو۔

(الأدب المفرد، باب: اذا کذبت لرجل هو لك مصدق، صفحه نمبر: 101، حدیث نمبر: 393)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے اعتبار سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے ساتھ جھوٹ بولنا بدترین خیانت ہے کہ وہ تو اس کی ہر بات پر یقین کرلیتا ہے اور یہ اس کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے، جو بہت بری عادت ہے۔

روز مرہ کا جھوٹ:

ان مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ بھی معاشرے میں لوگوں نے اپنی مصنوعی اور بناوٹی عزتوں اور قدروں کو تحفظ دینے کے لیے مختلف قسم کے جھوٹ رائج کر رکھے ہیں، جن سے آگاہی بھی ضروری ہے اور بچنا بھی ضروری ہے، مثلاً: بعض لوگ نمائشی مصروف بن چکے ہیں اور فارغ ہوتے ہوئے بھی اپنی مصروفیت کا ڈھنڈورا اور اس بناوٹی مصروفیت میں جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتے، اس طرح ہی معاشرے میں اپنے علم وفن، کاروبار، روزگار اور جائیدار کے بارے لوگ اس حد تک مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں جو کہ جھوٹ ہے، اور اس جھوٹ سے بچنے کی کوئی تدبیر

نہیں سوچی جاتی اور نہ ہی کوئی پلاننگ کی جاتی ہے بلکہ ایک دوسرے سے بڑھ کر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں اور کتنے ہی ارباب علم ودانش اور اصحاب جبہ ودستار خصوصاً پروفیشنل مقررین جن کا طرز گفتگو ہی یہ ہوتا ہے کہ طبیعت ناساز ہے اور مجھے کسی پروگرام پر پہنچنا ہے اور مجھے بہت دیر ہو رہی ہے، وغیرہ وغیرہ، جب کہ ان کا حال قال سے یکسر مختلف ہوتا ہے اور ایسے ہی بعض افسران بالا نے اپنے ماتحت ملازمین سے یہ کہا ہوتا ہے کہ اگر کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ حضرت صاحب، علامہ صاحب، ڈاکٹر صاحب، استاد صاحب کسی خصوصی میٹنگ میں مصروف ہیں، یا وہ آرام کر رہے ہیں، افسوس صد افسوس اس قسم کے خود ساختہ جھوٹ معاشرے میں بڑی تیزی سے عام ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے برکت ختم ہوتی جا رہی ہے، اور مسلمان مختلف بحرانوں کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں، ان نازک حالات میں ہمیں چاہیے کہ خود بھی جھوٹ بولنے سے گریز کریں اور اپنے متعلقین کو بھی جھوٹ بولنے سے سختی سے روکیں تاکہ معاشرے سے جھوٹ جیسی لعنت کا خاتمہ ہو اور ملک وقوم مسائل ومشکلات کی جس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں ان سے نکلنا اور نمٹنا آسان اور ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھوٹ جیسی بری عادت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غیبت سے زبان کی پاکیزگی

☆: غیبت کسے کہتے ہیں؟
☆: غیبت و بہتان میں فرق
☆: غیبت کی انواع واقسام
☆: صراحتاً کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا اور اس کی چند صورتیں
☆: رمز واشارہ سے کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا
☆: نقل اتار کر کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا
☆: لکھ کر کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا
☆: معین اشارہ سے کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا
☆: غیبت سن کر تعجب کرنا
☆: پارسائی کے لبادے میں غیبت کا ارتکاب
☆: قرآن وسنت کی روشنی میں غیبت کی مذمت اور نقصانات
☆: قرآن مجید کی روشنی میں غیبت کی مذمت
☆: حدیث شریف کی روشنی میں غیبت کی مذمت
☆: غیبت زنا سے بدتر ہے
☆: غیبت کرنے والے کی سزا
☆: غیبت کی بدبو
☆: غیبت، نورِ عبادت کے زوال کا سبب
☆: غیبت کے نقصانات
☆: غیبت کے اسباب وتدابیر

☆: غیبت کے اسباب

☆: غیبت سے رک جاؤ!

☆: غیبت سے بچنے کی گیارہ تدابیر وتجاویز

☆: غیبت، نیکیاں کھا جاتی ہے

☆: غیبت، نیکیوں کو کم کر دیتی ہے

☆: کسی کے عیب و برائی کو بیان کرنے کی جائز چھ صورتیں

☆: ضروری وضاحت

☆: غیبت کا کفارہ

☆: ذرا سوچئے!

☆: غیبت کرنے والے کو عجیب انعام

☆: مصنف کی طرف سے اعتذار و اپیل

غیبت سے زبان کی پاکیزگی:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دین اسلام میں غیبت کی شدید مذمت کی گئی ہے اور اسے انتہائی مکروہ، ناجائز اور برا سمجھا گیا ہے۔

بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ محض ایک بات ہے اور محفل کو گرمانے کے لیے گپ شپ ہے لیکن قرآن وسنت میں لوگوں کو سختی سے غیبت کرنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟، تو اس کی ممانعت پر غور و فکر کرنے سے ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کا عیب بیان کرنا، اس شخص کی عزت اور آبرو کو مجروح کرتا ہے جبکہ دین اسلام مسلمانوں کی عزت وآبرو کو مجروح نہیں کرتا بلکہ تحفظ فراہم کرتا ہے۔

کسی کی عزت وآبرو پر حملہ کرنے سے معاشرتی اور باہمی تعلقات میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوگا، جس کی وجہ سے معاشرہ بدامنی سے دوچار ہو جائے گا۔

اس کے برعکس زبان کو غیبت سے پاک رکھنے سے ایک دوسرے کی عزت وآبرو محفوظ رہے گی اور آپس میں تعلقات خوشگوار ہوں گے اور دنیاوی زندگی بھی سکون اور چین سے گزرے گی اور آخرت میں بھی جہنم کے عذاب سے نجات اور چھٹکارا نصیب ہوگا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَ مَالُهُ وَ عِرْضُهُ ...... مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، مال اور عزت وآبرو سب حرام ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الآداب، باب: تحریم ظلم المسلم و خذله و احتقاره و دمه و عرضه و ماله، ج: 8، ص: 10، حدیث نمبر: 6706)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدیہ میں انسان کی عزت وحرمت کس قدر ضروری ہے۔ لہذا ایسے تمام اقوال وافعال جن سے بندہ مومن کی عزت وحرمت پامال ہوتی ہو، ان سے بچنا ضروری ہے اور سب سے زیادہ غیبت سے ہی مسلمانوں کے عیبوں کی پردہ دری ہوتی ہے، لہذا غیبت سے زبان کو پاک رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غیبت کے متعلق پوچھا:

أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ ...... کیاتم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب میں کہا کہ:

اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ ...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ ...... غیبت یہ ہے کہ تمہارا اپنے بھائی کا ناپسندیدہ ذکر کرنا۔

عرض کیا گیا کہ:

أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ ...... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرے بھائی میں جو عیب ہے وہ میں کہتا ہوں تو پھر یہ غیبت ہوگی؟

تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ ...... اگر تو نے وہ عیب لگایا جو اس میں موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے وہ عیب لگایا جو اس میں موجود نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب: تحریم الغیبة، ج: 8، ص: 21، حدیث نمبر: 6758)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی کے عیب پیٹھ کے پیچھے بیان کرنا غیبت ہے، خواہ وہ عیب جسمانی ہوں یا نفسانی، دینی ہوں یا دنیاوی، اس کے ذاتی ہوں یا بیوی، بچوں کے، لباس کے ہوں یا مکان کے، غرضیکہ کسی طریقے سے بھی عیب بیان کیے جائیں، غیبت میں شامل ہیں۔

غیبت و بہتان میں فرق:

اس ارشادِ گرامی میں غیبت اور بہتان کا فرق بھی ذکر فرما دیا کہ کسی مسلمان بھائی کے خفیہ عیب

بغیر ضرورت بیان کیے گئے تو یہ غیبت کہلائے گی اور کسی کو وہ عیب لگایا گیا جو اس میں نہیں ہے تو وہ بہتان کہلائے گا۔

اور ایک دوسرا فرق یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ غیبت بعض صورتوں میں بری نہیں ہے جبکہ بہتان ہر حال میں برا ہی ہے۔

غیبت کی انواع و اقسام:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''احیاء العلوم'' میں غیبت کی مختلف انواع و اقسام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ جان لینا چاہیے کہ غیبت زبان سے کہنے پر ہی موقوف نہیں ہے، بلکہ جس طرح بھی دوسرا شخص کسی کا عیب سمجھ جائے، وہ غیبت میں ہی داخل ہے، خواہ کنایہ اور رمز سے ہو، یا حرکت و فعل سے، یا تصریح و قول سے، پس سب حرام و ناجائز ہیں۔

(احیاء علوم الدین، بیان: أن الغیبة لا تقتصر علی اللسان، ج: 3، ص: 144)

غیبت کی چند انواع و اقسام درج ذیل ہیں:

صراحتاً کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا اور اس کی چند صورتیں:

زبان سے کسی کے خفیہ عیب اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ سنے تو برا مانے، اور کسی کے عیب بیان کرنے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں:

☆: جسمانی عیب کا ذکر کرنا۔

☆: نسب کے عیب کا ذکر کرنا۔

☆: شکل و صورت کے عیب کا بیان کرنا۔

☆: باتوں کا عیب بیان کرنا۔

☆: کاموں میں عیب بیان کرنا۔

☆: دینی عیوب بیان کرنا۔

☆: دنیاوی عیوب بیان کرنا۔

☆: کپڑے کے عیب بیان کرنا۔

☆: مکان اور گھر کے بارے میں عیب بیان کرنا۔

☆: سواری کے عیب بیان کرنا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض یہ چند عیوب ذکر کیے ہیں، جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کسی شخص کی ذات اور متعلقہ چیزوں میں کوئی بھی عیب ذکر کرنا کہ جس کو وہ سنے تو اسے ناگواری ہو، غیبت کے زمرے میں آئے گا اور ان تمام عیوب کو بیان کرنا، غیبت کی پہلی قسم ہے۔

رمز و اشارہ سے کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا:

رمز و اشارہ سے کسی مسلمان بھائی کے خفیہ عیب کی پردہ دری بھی غیبت کے زمرے میں آتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک عورت آئی، جب وہ چلی گئی تو میں نے اس کے چھوٹے قد کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ چھوٹے قد والی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِغْتَبْتِهَا ...... تو نے اس عورت کی غیبت کی۔

(مسند امام أحمد بن حنبل، باقی مسند الأنصار، حدیث السیدة عائشة رضی الله عنها، ج: 6، ص: 206، حدیث نمبر: 25749)

اس سے معلوم ہوا کہ غیبت صرف زبان سے ہی نہیں ہے، بلکہ ہاتھ کے اشارے سے بھی کسی شخص کو پس پشت عیب لگانا، غیبت میں داخل ہے، لہٰذا اس سے بھی گریز کرنی چاہیے۔

نقل اتار کر کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا:

کسی مسلمان بھائی کی نقل کرنا جس سے اس کا عیب ظاہر ہو، مثال کے طور پر کسی لنگڑے شخص کی نقل کرتے ہوئے خود اس کی طرح چلے تو یہ غیبت ہے، بلکہ اس لحاظ سے یہ غیبت سے بھی بڑھ کر ہے کہ اس سے اس شخص کی صورت دوسرے شخص کے ذہن میں زیادہ تر سامنے آ جاتی ہے، جیسا کہ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک شخص کی نقل اتاری تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَا اُحِبُّ اَنِّیْ حَکَیْتُ اِنْسَانًا وَ اَنَّ لِیْ کَذَا وَ کَذَا ...... مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں اور مجھے بہت کچھ ملے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب:فی الغیبة، ج: 4، ص: 420، حدیث نمبر: 4877)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی لنگڑے شخص کے اس عیب کو نمایاں کرنے کے لیے لنگڑا بن کر چلنا بھی غیبت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ناگواری کا اظہار فرمایا ہے۔

لکھ کر کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا:

کسی مسلمان بھائی کے خفیہ عیبوں کو لکھ کر نشر کرے خواہ وہ شخص زندہ ہو یا مردہ، یعنی معین مسلمان بھائی کی نسبت برا لکھے تو یہ بھی غیبت میں داخل ہے۔

معین اشارہ سے کسی کے خفیہ عیب کو بیان کرنا:

کسی معین مسلمان بھائی کے عیب اس طریقے سے ذکر کرے کہ جس سے مخاطب کو اس معین شخص کا پتہ چل سکے کیونکہ مقصود یہی ہے کہ مخاطب سمجھ سکے، مثال کے طور پر: اس طرح کہے کہ وہ شخص جس سے آج ملاقات ہوئی ہے یا جو آج میرے پاس آیا ہے وہ ایسا ہے، وہ ویسا ہے، یہ بھی غیبت کی ہی ایک قسم ہے۔

غیبت سن کر تعجب کرنا:

غیبت سننا، تصدیق کرنا اور غیبت سن کر تعجب کرنا یہ بھی غیبت میں داخل ہے، بلکہ جو چپکے چپکے سنا کرے وہ بھی غیبت میں شریک ہے، مگر اس صورت میں غیبت کرنے والے کو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے منع کرنے سے ڈرتا ہے تو دل میں برا جانے، اور اگر اس مجلس سے اٹھ سکتا ہے تو اٹھ جائے یا غیبت کرنے والے کو دوسری باتوں میں لگا دے تو گناہ سے محفوظ ہو جائے گا، اور اگر زبان سے تو اسے منع کیا مگر دل میں غیبت سننے کی خواہش موجود ہے، تو یہ بھی غیبت میں داخل ہے۔

پارسائی کے لبادہ میں غیبت کا ارتکاب:

سب سے زیادہ بڑی غیبت وہ لوگ کرتے ہیں جو پڑھے لکھے ہیں اور ریاکار ہیں، کسی شخص

کے عیب بھی بیان کرتے ہیں اور پارسا بھی بنے رہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم غیبت نہیں کرتے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے افراد غیبت کے گناہ کے مرتکب تو ہوتے ہی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ریاکاری اور اپنے نفس کو سب سے اچھا سمجھنے کے گناہ میں بھی شریک ہوتے ہیں، لہٰذا یہ صورت پہلی صورتوں سے زیادہ خطرناک ہے۔

(احیاء علوم الدین، بیان :أن الغیبة لا تقتصر علی اللسان، ج: 3، ص: 145)

ان مذکورہ غیبت کی انواع واقسام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کتنی اور کیسی کیسی صورتوں میں متصور ہو جاتی ہے اور غیبت سے اپنی زبان کو پاک رکھنا کس قدر ضروری ہے، بسا اوقات ایسے ہو جاتا ہے کہ انسان کو محسوس بھی نہیں ہوتا مگر وہ غیبت کا ارتکاب کر رہا ہوتا ہے، لہٰذا غیبت کے گناہ سے بچنے کے لیے بہت سخت احتیاط کی ضرورت ہے اور جس قدر انسان اپنی زبان کی حفاظت کا اہتمام کرے گا اسی قدر زبان کی آفات سے محفوظ و مامون رہے گا۔

قرآن وسنت کی روشنی میں غیبت کی مذمت اور نقصانات:

قرآن وسنت میں دیگر برائیوں کی طرح غیبت کی بھی شدید مذمت کی گئی ہے اور اس کے دنیاوی اور اخروی نقصانات ذکر کر دیئے گئے ہیں، تاکہ غیبت کے نقصانات سے مسلم امہ محفوظ و مامون رہ سکے۔

قرآن مجید کی روشنی میں غیبت کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں معاشرتی اخلاقی برائیوں کی مذمت کرتے ہوئے غیبت کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ...... تم میں سے کوئی بھی دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے فوت شدہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اسے ناپسند رکھتے ہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، سورت نمبر: 49، آیت نمبر: 12)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر غیبت کی پرزور مذمت کی گئی ہے، یہاں تک کہ اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، کوئی شخص بھی یہ گوارہ نہیں کرتا کہ اس کے مردہ بھائی کو کچھ بھی تکلیف ہو، چہ جائیکہ وہ خود اپنے بھائی کا گوشت کھائے اور جس طرح اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ناپسندیدہ ہے اسی طرح کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا بھی ناپسندیدہ ہے۔

حدیث شریف کی روشنی میں غیبت کی مذمت:

غیبت زنا سے بدتر ہے:

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا ...... غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے،

قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم! کَیْفَ الْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا ......

لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ ...... کوئی شخص زنا کرتا ہے تو توبہ کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے،

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ: فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ لَہٗ ...... اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے،

اِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَ لَہٗ صَاحِبُہٗ ...... جبکہ غیبت کرنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

(شعب الایمان، باب: فی تحریم أعراض الناس، فصل: فیما ورد من الأخبار فی التشدید علی من اقترض من عرض أخیه......، ج: 5، ص: 306، حدیث نمبر: 6741)

کیونکہ غیبت بندے کا حق ہے جب تک وہ معاف نہ کرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ معاف

نہیں کرتا، اور زنا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے اگر چہ سخت حرام ہے اور اس پر سزا بھی مقرر ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو بندے کی توبہ قبول کرتے ہوئے معاف فرمادے اور دوسری بات یہ ہے کہ لوگ زنا کو تو بدتر سمجھتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں، جبکہ غیبت کو معمولی سمجھتے ہوئے توبہ نہیں کرتے اور پرہیز بھی نہیں کرتے حالانکہ یہ سخت گناہ ہے۔ لہذا جس طرح زنا سے بچتے ہیں اسی طرح غیبت سے بھی بچنا چاہیے۔

غیبت کرنے والے کی سزا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ صُدُوْرَهُمْ ...... معراج کی رات میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے،

میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

تو انہوں نے کہا کہ:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَ يَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ ...... یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت اور آبرو مجروح کرتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب في الغيبة، ج: 4، ص: 420، حدیث نمبر: 4880)

یعنی ان کے عیب ڈھونڈتے اور غیبت کیا کرتے تھے، اور اب ان کی قیامت کے روز یہ سزا مقرر کی گئی ہے کہ اپنے سینوں اور چہروں کو اپنے ناخنوں سے نوچ رہے ہیں۔

لہذا کسی کی غیبت کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ آج اگر کسی مسلمان بھائی کی عیب جوئی اور غیبت کر رہے ہیں تو کل قیامت کے دن اپنے ہی ناخنوں سے اپنے سینوں اور چہروں کو نوچنا ہوگا۔

غیبت کی بدبو:

قرآن مجید میں غیبت کرنے کو مردار بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے اور

چونکہ مردار کے گوشت سے اکثر بدبو آتی ہے اور غیبت کرنے سے بھی غیبت کی بدبو سے منہ گندا ہو جاتا ہے اور اس کی نجاست اور نحوست کی وجہ سے معاشرے میں نفرتیں بڑھتی ہیں اور امن وسکون کا ماحول پراگندہ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار سخت بدبو پھیلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهٖ؟ ...... اے میرے صحابہ! کیا جانتے ہو کہ بدبو کس چیز کی ہے؟

هٰذِهٖ رِیْحُ الَّذِیْنَ یَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ...... یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

(الأدب المفرد، باب نمبر: 305، صفحہ نمبر: 179، حدیث نمبر: 732)

غیبت، نور عبادت کے زوال کا سبب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَجُلَیْنِ صَلَّیَا صَلَاةَ الظُّهْرِ اَوْ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَ کَانَا صَائِمَیْنَ ...... دو آدمیوں نے نماز ظہر یا نماز عصر پڑھی اور وہ دونوں ہی روزے دار تھے،

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمائی تو ان دونوں کو حکم دیا کہ:

أَعِیْدَا وُضُوْءَ کُمَا وَ صَلَاتَکُمَا وَ امْضِیَا فِیْ صَوْمِکُمَا وَ اقْضِیَاهُ یَوْمًا آخَرَ ......

اپنے وضو اور نماز کو دوبارہ لوٹاؤ اور اپنے روزوں کو پورا کرلو اور دوسرے دنوں میں ان کی قضا کر لینا۔

دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَغْتَبْتُمْ فُلَانًا ...... تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔

(شعب الایمان، الرابع و الأربعون من شعب الایمان و هو باب فی تحریم أعراض الناس، فصل:فیما ورد من الأخبار فی التشدید علی من اقترض من عرض أخیه المسلم شیئا بسب أو غیره، ج: 5، ص: 305، حدیث نمبر: 6729)

اس ارشاد گرامی سے ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ غیبت کرنے سے وضو، نماز، روزے اور دیگر

نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور انہیں دوبارہ ادا کرنا چاہیئے، لیکن اکثر اہل علم و تحقیق نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح نیکیاں اصل گناہوں کو زائل کر دیتی ہیں، اسی طرح گناہ نیکیوں کے کمال کو دور کر دیتے ہیں اور غیبت کرنے سے وضو، نماز اور روزہ فاسد نہیں ہوتا، لیکن غیبت کرنے والا ان عبادات کے نور سے محروم ہو جاتا ہے اور ان نیکیوں کے کمال سے دور رہتا ہے۔

اور دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اعمال دوبارہ کرنے کا حکم اس وجہ سے دیا کہ غیبت کی وجہ سے غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس شخص کو دی جائیں گی، جس کی غیبت کی گئی ہے، لہذا غیبت کرنے والا گویا ایسا ہے کہ اس نے نیک عمل کیا ہی نہیں، لہذا اسے دوبارہ کرنا چاہیے۔

بہر حال اس ارشاد گرامی کا کوئی بھی مفہوم متعین کیا جائے تو یہ نتیجہ ضرور اخذ کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کی شدید مذمت کی ہے اور اس کے دنیاوی اور اخروی نقصانات بھی اس قدر بیان فرمائے ہیں کہ جس سے بآسانی یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ غیبت میں کسی قسم کا بھی فائدہ نہیں، سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

اور اس مذکورہ تشریح سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ موجودہ معاشرے کا ایک یہ بھی المیہ ہے کہ بعض لوگ تو دین سے دور ہیں اور بیزار ہیں لیکن جو لوگ مذہبی ہیں اور دین سے لگاؤ بھی رکھتے ہیں وہ بھی غیبت جیسی مذموم عادت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے نیک اعمال کرتے ہیں اور نیکیوں کے حقیقی ثمرات و اثرات سے محروم ہو جاتے ہیں، الا ماشاء اللہ جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو، وہ اس بری عادت سے محفوظ ہیں اور اُن نفوس قدسیہ کی صحبت اور نسبت سے مستفیض ہونے والے بھی اس مذموم خصلت سے محفوظ رہتے ہیں۔

غیبت کے نقصانات:

ان چند مذکورہ بالا سطور سے درج ذیل غیبت کے نقصانات ذکر کیے جا سکتے ہیں:

☆ ...... کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا اپنے فوت شدہ مسلمان بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے، جو کہ سخت حرام ہے۔

☆...... غیبت کرنے سے معاشرے میں نفرتوں کا تعفن اور بدبو پھیلتی ہے۔

☆...... غیبت کی وجہ معاشرے میں خوشگوار تعلقات بھی بگاڑ اور فساد کا شکار ہو جاتے ہیں۔

☆...... معاشرے میں بے شمار رنجشیں، پریشانیاں اور لڑائیاں غیبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

☆...... غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔

☆...... غیبت کرنا بندے کا حق ہے جو بندے کے معاف کرنے سے ہی معاف ہوتا ہے۔

☆...... غیبت کرنے والے کی نیکیاں، اس شخص کو دی جائیں گی جس کی غیبت کی گئی ہے۔

☆...... غیبت کرنے والے کی نیکیوں سے نور ختم ہو جاتا ہے اور وہ نیک اعمال کے کمالات، فیوض و برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔

☆...... غیبت کرنے والے قیامت کے روز اپنے ناخنوں سے اپنے سینوں اور چہروں کو نوچیں گے۔

غیبت کے اسباب و تدابیر:

گذشتہ سطور میں غیبت کی تعریف، مذمت اور نقصانات ذکر کیے گئے ہیں، اب غیبت کے متعلق انتہائی ضروری اور مفید امور ذکر کیے جاتے ہیں کہ جن کا تعلق غیبت کے اسباب وعوامل اور غیبت سے بچنے کے لیے تدابیر وتجاویز سے ہیں، علاوہ ازیں جن صورتوں میں غیبت درست قرار پاتی ہے اور شرعی طور پر جو غیبت کا کفارہ ہے اس کو ذکر کیا جائے گا اور یہ غیبت کے متعلقہ ان جملہ امور کا خلاصہ ہے جن کو عظیم ماہر اخلاقیات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف ''احیاء العلوم'' میں ذکر کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چند سطور کو میرے لیے اور تمام اہل ایمان کے لیے ذریعہ ہدایت ونجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

غیبت کے اسباب:۔

☆...... 1: غیبت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ایک شخص کو دوسرے پر غصہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی غیبت کرتا ہے اور غصہ میں آ کر اسے برا کہتا ہے اور اپنا غصہ ٹھنڈا کرتا

ہےاور یہ برائی کرنا شریعت کی وجہ سے نہیں محض اپنی طبیعت کے تقاضا کے مطابق کرتا ہے۔

☆......2: خود تو غیبت نہیں کرتا، صرف دوستوں کی دیکھا دیکھی اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے غیبت کرتا ہے تا کہ دوست ناراض نہ ہو جائیں، یہ بھی غیبت کا ایک سبب ہوتا ہے۔

☆......3: غیبت کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ شخص کسی بڑے آدمی کے سامنے میری برائی کرے گا یا میرے خلاف گواہی دے گا، تو پہلے ہی سے اس کی غیبت کرتا ہے تا کہ وہ بڑا آدمی میرے بارے میں اس کی بات پر یقین نہ کرے اور اس کی باتوں کو لغو سمجھے۔

☆......4: ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو بَری ظاہر کرنے کے لیے کہہ دے کہ وہ شخص بھی میرے ساتھ تھا یا اس نے بھی ایسا کیا ہے لہذا میں اس معاملے میں معذور ہوں۔

☆......5: غیبت کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ دوسرے کو اپنے سے کمتر بتلانے کے لیے اور اپنے آپ کو افضل ثابت کرنے کے لیے بطور فخر کہہ دیتا ہے کہ وہ جاہل آدمی ہے اور اس کی عقل درست نہیں وغیرہ، غیرہ یا یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں میری جیسی تعظیم اس کی نہ ہونے لگے۔

☆......6: غیبت کا ایک سبب حسد بھی ہوتا ہے، جب لوگوں کو دیکھا کہ اس سے محبت واحترام سے پیش آتے ہیں تو حسد کی رگ جوش میں آتی ہے تو وہ اس کے عیب ظاہر کرنے شروع ہو جاتا ہے۔

☆......7: غیبت کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ محض دل بہلانے کے لیے دوسرے کی غیبت کی جاتی ہے اور دوسرے کی برائی بیان کرنے سے ہنسنا مقصود ہوتا ہے۔

☆......8: محض دوسرے کی حقارت اور ذلت کے طور پر اس کی غیبت کی جاتی ہے اور یہ سامنے اور پیٹھ پیچھے دونوں طرح ہوتی ہے۔

اور ان کے علاوہ تین اور بھی غیبت کے اسباب ہیں جو بڑے باریک ہیں، جو خاص لوگوں میں باعث غیبت ہوتے ہیں، ان میں خیر بھی ہوتی ہے اور شیطان شر بھی داخل کر دیتا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

☆......9: ایک دیندار شخص کے بارے میں کہنا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ وہ شخص بھی یہ

کرتا ہے، اس میں تعجب تو برا نہیں لیکن اس کا نام لے کر تعجب کرنا غیبت میں داخل ہے۔

☆......10: کسی کی غلطی دیکھ کر اس پر رحم کا اظہار کرتے اور رنج وغم کرتے ہوئے کہنا کہ ہمیں اس کے حال پر بڑا افسوس ہوا ہے کہ وہ اس بلا میں گرفتار ہو گیا ہے، اس میں بھی بظاہر افسوس کا دعوی تو درست ہے مگر اس کا نام لیکر اس کے عیب کو بیان کرنا غیبت میں داخل ہے۔

☆......11: غیبت کا ایک دقیق سبب یہ بھی بن جاتا ہے کہ آدمی کسی پر اللہ کے لیے غصہ کرتا ہے اور دینی غیرت کا اظہار کرتے اس کا نام بھی لے لیتا ہے تو یہ بھی غیبت میں داخل ہو گا کیونکہ اس کو نصیحت کرنا مقصود ہوتا تو خاص اس شخص پر غصے کا اظہار کرتا اور دوسروں کو اطلاع نہ ہوتی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تین اسباب بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ:

فَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ مِمَّا یَغْمَضُ دَرْكُهَا عَلَى الْعُلَمَاءِ فَضْلًا عَنِ الْعَوَامِ ...... یہ اسباب عوام کو در کنار، علماء کو بھی بہت مشکل معلوم ہوتے ہیں،

فَإِنَّهُمْ یَظُنُّوْنَ أَنَّ التَّعَجُّبَ وَ الرَّحْمَةَ وَ الْغَضَبَ إِذَا كَانَ لِلّٰهِ تعالی كَانَ عُذْرًا فِیْ ذِكْرِ الْإِسْمِ وَ هُوَ خَطَأٌ بَلِ الْمُرَخَّصُ فِی الْغِیْبَةِ حَاجَاتٌ مَّخْصُوْصَةٌ لَا مَنْدُوْحَةَ فِیْهَا عَنْ ذِكْرِ الْإِسْمِ ...... کیونکہ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تعجب کرنا، رحم کرنا اور غضب وغصہ کا اظہار کرنا درست ہے مگر خاص نام لے کر کرنے سے غیبت میں شمار ہوتے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، بیان الأسباب الباعثة علی الغیبة، ج: 3، ص: 147)

غیبت سے رک جاؤ:

حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ ...... ایک شخص ایک قوم کے پاس سے گزرا، اور مجلس والوں کو سلام کیا،

فَرَدُّوْا عَلَیْهِ السَّلَامَ ...... سب نے سلام کا جواب دیا۔

جب وہ شخص آگے بڑھا تو ایک آدمی نے مجلس میں سے کہا کہ:

وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأُبْغِضُ هٰذَا فِی اللّٰهِ ...... مجھے اس شخص سے اللہ تعالیٰ کے لیے بغض ہے۔

لوگوں نے کہا:

بِئْسَ وَ اللّٰہِ مَا قُلْتَ اَمَا وَ اللّٰہِ لَنُنَبِّئَنَّہٗ ...... یہ تم نے بہت برا کہا ہے، ہم اسے مطلع کرتے ہیں۔

وہ شخص اپنے بارے یہ سنتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں شخص میرے بارے میں یوں کہتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے اس شخص کے بارے ایسے کہا ہے؟

فَاعْتَرَفَ بِذَالِكَ ...... اس نے اس بات کا اعتراف کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

فَلِمَ تُبْغِضُهٗ ...... اس شخص سے بغض کی وجہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ:

اَنَا جَارُهٗ وَ اَنَا بِهٖ خَابِرٌ وَ اللّٰہِ مَا رَاَیْتُهٗ یُصَلِّیْ صَلَاۃً قَطُّ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاۃَ الْمَكْتُوْبَةَ ...... میں اس شخص کا پڑوسی ہوں اور اس کے حال کو میں خوب جانتا ہوں، یہ شخص سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا۔

اور اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

سَلْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم! هَلْ رَآنِیْ قَطُّ اَخَّرْتُهَا عَنْ وَقْتِهَا اَوْ اَسَاْتُ الْوُضُوْءَ لَهَا اَوْ اَسَاْتُ الرَّكُوْعَ وَ السُّجُوْدَ فِیْهَا ...... آپ اس سے یہ پوچھیں کہ میں نے فرض نماز میں کبھی دیر کی ہے یا وضو اچھی طرح نہ کیا ہو یا رکوع وسجود درست نہ کیے ہوں؟

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ:

لَا ...... نہیں۔

پھر اس شخص نے روزوں اور زکوٰۃ کے متعلق شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس نے فرض روزے اور فرض زکوٰۃ ترک کی ہے؟

اس نے جواب دیا کہ:

لَا ...... نہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

قُمْ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ خَیْرٌ مِّنْكَ ...... چلا جا شاید یہی شخص تیری نسبت بہتر ہو اس سے بغض کیوں رکھتا ہے؟

(مسند امام أحمد بن حنبل، باقی مسند الأنصار، حدیث أبی الطفیل عامر بن واثلة رضی اللہ عنها، ج: 5، ص: 455، حدیث نمبر: 23854)

اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب ورع وتقویٰ کو بھی انتہائی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، تب جا کر غیبت سے بچنے کی صورت نکلتی ہے تو ماوشا کس گنتی میں ہیں، لہذا ہمیں ہر وقت اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ کہیں گفتگو کے کسی روپ اور انداز میں کسی مسلمان بھائی کی عزت وآبرو مجروح نہ ہو کہ جس سے قیامت کے دن شرمندگی اٹھانا پڑے۔

غیبت سے بچنے کی گیارہ تدابیر و تجاویز:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ...... ہر مرض کا علاج ہوتا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين ، كتاب الطب، ج: 4، ص: 445، حدیث نمبر: 8219)

اور مرض کا علاج تب ہی ممکن ہے جب مرض کی تشخیص درست ہو اور مرض کی تشخیص مرض کے اسباب جاننے سے ہوتی ہے اور غیبت کے اسباب معلوم ہو چکے ہیں اب غیبت سے بچنے کے لیے اسباب کو ختم کرنا ہوگا اور جس سبب سے غیبت سرزد ہوتی ہے اسی سبب سے دور رہنا ہوگا۔

غیبت، نیکیاں کھا جاتی ہے:

غیبت کرنے والے کے لیے یہ بات پیش نظر رہے کہ غیبت کی وجہ سے میں غضب الٰہی میں گرفتار ہوں اور غیبت کی وجہ سے میری نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی جس کی میں نے غیبت کی ہے اور غیبت کی وجہ سے بندے کی نیکیاں بہت جلد ختم ہو جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا النَّارُ فِی الْیُبْسِ بِأَسْرَعَ مِنَ الْغِیْبَةِ فِیْ حَسَنَاتِ الْعَبْدِ ...... خشک لکڑی میں آگ اتنی جلدی نہیں لگتی جتنی جلدی غیبت بندے کی نیکیوں کو ختم کرتی ہے۔

(احیاء علوم الدین، بیان العلاج الذی یمنع اللسان عن الغیبة، ج: 3، ص: 148)

غیبت، نیکیوں کو کم کر دیتی ہے:

حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ:

بَلَغَنِیْ أَنَّكَ تَغْتَابُنِیْ ...... میں نے یوں سنا ہے کہ آپ میری غیبت کیا کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ:

مَا بَلَغَ مِنْ قَدْرِكَ عِنْدِیْ أَنِّیْ أُحَكِّمُكَ فِیْ حَسَنَاتِیْ ...... میری نظر میں تیری ایسی قدر نہیں کہ اپنی نیکیاں تیرے حوالے کروں۔

(احیاء علوم الدین، بیان العلاج الذی یمنع اللسان عن الغیبة، ج: 3، ص: 148)

معلوم ہوا کہ غیبت کرنے سے نیکیاں ختم ہوتی ہیں اور جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے، لہذا غیبت سے بچنے کے لیے یہ ایک تدبیر ہے کہ "اگر انسان سوچے کہ میں اس کی غیبت کر کے اسے نقصان پہنچانا چاہتا تھا لیکن اس کی غیبت کرنے سے اسے نقصان پہنچانے کی بجائے فائدہ پہنچا رہا ہوں اور اپنا نقصان کر رہا ہوں" میرے خیال میں اس پر بھی اگر پورا غور و فکر کیا جائے تو غیبت سے بچنے کی صورت نکل سکتی ہے۔

غیبت سے بچنے کی درج ذیل تدابیر ذکر کی جاتی ہیں، اگر ان تدابیر کو اپنایا جائے تو غیبت جیسی بری وبا سے چھٹکارے کی صورت ممکن ہے۔

1 ......: غیبت سے بچنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ جب غیبت کا خیال آئے تو اپنے دل میں سوچے کہ کوئی عیب مجھ میں پایا جاتا ہے یا نہیں، اگر اپنی ذات میں عیب پائے تو اسے دور کرنے میں مشغول ہو جائے اور دوسروں کے عیبوں کو نہ چھیڑے، جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَهٗ عَیْبُهٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ ...... اسے خوشخبری ہو جس کو اپنا عیب لوگوں

کے عیب سے روکے رکھے۔

(شعب الایمان، الحادی و السبعون من شعب الایمان و ھو باب فی الزھد و قصر الأمل، ج: 7، ص: 355، حدیث نمبر : 10563)

اور جب اپنا عیب دور نہیں کر سکا تو ہوسکتا ہے دوسرا شخص مجبور ہو کہ جس کی وجہ سے اس میں عیب پایا جاتا ہے اور اگر بفضلہٖ تعالیٰ اپنے نفس میں کوئی عیب نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور غیبت کر کے اتنے بڑے عیب میں مبتلا نہ ہو اور اپنے آپ کو عیب سے منزہ سمجھنا یہ محض نادانی ہے، یہی بہتر ہے کہ دوسروں کی غیبت سے اپنی زبان کو روکے رکھے۔

شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

جب تک نہ تھی اپنے عیبوں کی خبر، ڈھونڈتا رہا اوروں کے عیب و ہنر
جب پڑی اپنے عیبوں پر نظر، جہان میں کوئی برا نہ رہا

2...... غیبت سے بچنے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ دوسرے کی غیبت سے پہلے یہ خیال کرے کہ اگر وہ میری غیبت کرے تو مجھے کس قدر دکھ ہوگا، ایسے ہی اس کی غیبت کرنے سے اسے بھی دکھ ہوگا، لہذا جو اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرے۔

3...... اگر غیبت کا سبب غصہ ہو تو یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر میں اس کی غیبت کر کے اپنا غصہ ٹھنڈا کروں گا تو اس کی غیبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ پر غضب فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب بہت سخت ہے۔

4...... اگر لوگوں کو خوش کرنے کے لیے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی تو یہ غور کرنا چاہیئے کہ مخلوق کو راضی رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک اور رازق ہے اس کو ناراض کر دینا کتنی بڑی حماقت اور بیوقوفی ہے، لہذا غیبت کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہیئے۔

5...... اگر غیبت کرنے کا سبب یہ ہے کہ فلاں کی غیبت کرنے سے لوگ اسے برا سمجھیں گے تو یہ امر وہمی ہے کہ شاید لوگ اسے برا جانیں یا نہ جانیں لیکن غیبت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی قطعی اور یقینی ہے، لہذا کسی مسلمان بھائی کی غیبت کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

مول لینا سراسر جہالت اور ذلت ہے۔

6...... اگر کسی کی غیبت اس وجہ سے کرتا ہے کہ اس کی نسبت لوگ مجھے اچھا سمجھیں گے اور اس کی برائی سے آگاہ ہو کر اس کی تعظیم کم کریں گے تو اس کا علاج یہ ہے کہ سوچے کہ جو میرا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تھا وہ تو جاتا رہا اور اب لوگوں کے ہاں افضل ہونا محض ایک احتمالی بات ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے اگر بالفرض لوگوں کے سامنے کچھ عزت وفضیلت ہوئی بھی تو قیامت میں کیا کام آئے گی، لہذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حقیقی عزت وفضیلت دیکھ کر دنیا کی وہمی عزت کا خریدار بننا کس قدر عجیب ہے۔

7...... اگر غیبت کا سبب حسد ہو تو دوہرا عذاب اور دوہری مصیبت اپنے سر لے رہا ہے یعنی حسد کی وجہ سے دنیا میں جلتا رہے گا اور غیبت کی وجہ سے قیامت کے دن اپنی نیکیاں اس کے حوالے کر کے عذاب کا مستحق ٹھہرے گا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ کبھی غیبت کی وجہ سے دوسرے شخص کی فضیلت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

8...... اگر دوسرے کی غیبت کرنے کا مقصد اس کا مذاق اڑانا اور اسے رسوا کرنا ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ آج میں اسے لوگوں کے سامنے رسوا کر رہا ہوں تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری رسوائی ہوگی اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں غیبت کر کے اسے چند لوگوں کے سامنے رسوا کروں گا تو میں قیامت کے روز تمام مخلوق میں رسوا اور ذلیل ہوں گا۔

9...... اگر غیبت کا سبب یہ ہو کہ اس شخص پر رحم کر رہا ہے اس لیے منہ سے غیبت نکل گئی ہے تو کسی کی مصیبت پر رحم کھانا اچھا ہے مگر اس کے ساتھ شیطان منہ سے ایسا کلمہ نکال دیتا ہے جس سے غیبت کی وجہ سے اس کے گناہ غیبت کرنے والے کے پلڑے میں پڑ جاتے ہیں اور کسی پر رحم کر کے ثواب حاصل کرنے کی بجائے غیبت کی وجہ سے پہلے نیک اعمال بھی ضائع کر دینا مناسب نہیں۔

10...... اگر اللہ تعالیٰ کے لیے کسی پر غصہ کیا اور غصہ کے دوران ہی اس کی غیبت کر ڈالی تو اگرچہ ''اَلْبُغْضُ لِلّٰہِ'' کی وجہ سے اسے ثواب ہونا تھا لیکن شیطان نے ساتھ ہی اسے غیبت کرنے پر ابھارا جس کی وجہ سے ثواب جاتا رہا اور ثواب پانے کی بجائے گناہ کا ارتکاب کر لیا۔

11...... اگر تعجب کی بنا پر کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے تو اسے سب سے پہلے اپنے اوپر تعجب کرنا چاہیئے کہ وہ تو قابل تعجب کام کررہا ہے اور میں تعجب کے روپ میں اپنی نیکیاں ضائع کررہا ہوں لہذا مجھے اس پر تعجب کی بجائے اپنے اوپر تعجب کرنا چاہیئے۔

غیبت کے اسباب کے بعد غیبت سے بچنے کی تدابیر وتجاویز اس لیے ذکر کردی ہیں تاکہ جس سبب سے غیبت ہو اس سبب کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے اور اپنی زبان کو غیبت سے بچا کر گناہوں سے محفوظ کیا جائے۔

کسی کے عیب و برائی کو بیان کرنے کی جائز چھ صورتیں:

معزز قارئین حضرات!

اگر چہ کسی کی بلاوجہ غیبت کرنا قرآن وسنت کی روشنی میں جائز نہیں لیکن اگر کسی شخص کی برائی بیان کرنے میں کوئی غرض صحیح مقصود ہو تو شریعت مطہرہ نہ صرف اس کی اجازت دیتی ہے بلکہ بعض اغراض کے پیش نظر لازم اور ضروری قرار دیتی ہے کیونکہ اگر بروں کی برائی کا اظہار بالکل نہ کیا جائے تو پھر برائی کی حوصلہ افزائی ہوگی اور برائی کی روک تھام نہیں ہوسکے گی، جیسا کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقاصد کو چھ صورتوں میں ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے کسی شخص کی غیبت کرنا درست ہے۔

1...... مظلوم کو ظلم کی دادرسی کے لیے ظالم کی برائی بیان کرنا درست ہے اور یہ غیبت شمار نہیں ہوگی، کیونکہ ظالم کے ظالمانہ کاموں کو آشکارا کرنا ضروری ہے تاکہ دوسرے لوگ اس کے ظلم سے محفوظ رہ سکیں، مثلاً: بڑے افسر کے سامنے چھوٹے افسر کی شکایت کرنا کہ اس نے میرے اوپر ظلم کیا یا خیانت کی یا اس سے رشوت لی تو یہ غیبت میں داخل نہیں ہوگا۔

2...... کسی کی برائی محض اس لیے بیان کرنا کہ وہ برائی سے باز آجائے اور راہ راست پر آجائے تو اس غرض کے پیش نظر یہ کام غیبت میں داخل نہیں ہوگا۔

3...... مفتی حضرات سے فتویٰ لیتے وقت کسی شخص کی برائی کا ذکر کرنا کہ جس سے مقصد شرعی مسئلہ پوچھنا ہو اور اس میں بھی احتیاط یہی ہے کہ کنایہ کے طور سوال پوچھے، بالخصوص کسی معین

شخص کا نام لے کر اس کی برائی نہ کرے۔

4...... کسی شخص کی برائی اس غرض سے کرنا کہ لوگ اس کے شر اور فساد سے بچ سکیں۔

5...... ایک شخص کا کسی ایسے لقب سے مشہور ہو جانا جس سے اگرچہ اس کا عیب ظاہر ہوتا ہے مگر زیادہ شہرت کی وجہ سے وہ خود بھی برا نہیں سمجھتا اور محسوس نہیں کرتا، ایسے عیب کا اظہار غیبت میں داخل نہیں تاہم ایسے القابات سے کسی کو پکارنے میں اگر کوئی ضرورت ہو تو درست ہے ورنہ بہتر یہی ہے کہ پرہیز کیا جائے۔

6...... علانیہ فسق و فجور کرنے والے کی برائی بیان کرنا بھی غیبت میں داخل نہیں کیونکہ جو شخص کھلم کھلا بدکاری کرتا ہے اس کو برا کہنے سے ہتک عزت نہیں، مگر جو شخص چھپ کر بدکاری کرے اس کی عزت کی رعایت کی جائے، پردہ دری مناسب نہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان الأعذار المرخصة فی الغیبة، جلد: 3، صفحہ: 153)

ضروری وضاحت:

درج بالا چند صورتیں کہ جن میں غیبت کرنے کو درست قرار دیا گیا ہے ان میں بھی جب غرض صحیح مقصود ہو اور خیر خواہی کی نیت ہو تب غیبت کرنا درست ہے، ورنہ جائز نہیں ہے۔

غیبت کا کفارہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ غیبت گناہ ہے اور شرعی جرم ہے اس کی تلافی کے لیے ضروری ہے کہ غیبت کرنے والا صدق دل سے توبہ کرے، ندامت اور شرمندگی کے آنسو بہائے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے، پھر جس شخص کی غیبت کی ہے انتہائی ندامت سے اس سے معذرت کرے اور اس سے معافی مانگے تاکہ اس کے حق سے بری الذمہ ہو جائے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی غیبت ہو جائے اس کے حق میں مغفرت و بخشش کی دعا کی جائے اور یہی کافی ہے، معاف کرانے کی ضرورت نہیں، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اغْتَبْتَہٗ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَہٗ ......

غیبت کے کفارہ میں سے یہ ہے کہ تو اس کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے اور یوں دعا کرے کہ اے اللہ! ہمیں اور اس کو بخشش دے۔

(کنز العمال، حرف الھمزۃ، الکتاب الثالث فی الأخلاق، فی کتاب الأخلاق من قسم الأقوال، الباب الثانی: فی الأخلاق و الأفعال المذمومۃ، الفصل الثالث: فی اخلاق و افعال مذمومۃ تختص باللسان، ج: 3، ص: 593، حدیث نمبر: 8064)

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس فرمان عالی کے بہت معانی بیان کیے گئے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

☆...... اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ گئی تب تو حق العبد یعنی بندے کا حق بن گئی، اس سے جا کر معافی مانگے اور اگر اس کی خبر غیبت والے (جس کی غیبت کی گئی ہے) کو نہیں پہنچی تو حق اللہ ہے اس سے توبہ کرے مگر اس توبہ میں غیبت والے کو بھی شامل کرے۔

☆...... اگر غیبت والا زندہ ہے تو اس سے معافی مانگے اور اگر مر چکا ہے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

☆...... جس کی غیبت کی اس سے معافی مانگے اگر وہ معاف کر دے تو ٹھیک اور اگر معاف نہ کرے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

(مرآۃ المناجیح، کتاب الآداب، باب بحفظ اللسان و الغیبۃ و الشتم، الفصل الثالث، ج: 6، ص: 487)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ جائے تو حق العبد ہو جاتی ہے اور اگر نہ پہنچے تو حق اللہ رہتی ہے۔ مگر میرے مرشد برحق، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ:

غیبت بہر حال حق العبد (بندے کا حق) ہے خواہ اسے خبر پہنچے یا نہ پہنچے، جیسے کسی شخص کا مال مار

لینا بہرحال حق العبد ہے خواہ مال والے کو خبر پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ غیبت سے غیبت والے کی آبروریزی ہوتی ہے اور آبرو بھی مال کی طرح حق العبد ہے، اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ مردے کی غیبت زندے کی غیبت سے سخت تر ہے کیونکہ مردے سے معافی نہیں مانگی جاسکتی ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ غیبت والے سے معافی مانگے تو اجمالاً مانگے یا تفصیلاً یعنی یہ بتا کر معافی مانگے کہ میں نے تجھے یہ کہا تھا یا صرف یہ کہہ دے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی مجھے معاف کردے۔

(مرأة المناجیح، کتاب الآداب، باب بحفظ اللسان و الغیبة و الشتم، الفصل الثالث، ج: 6، ص: 487)

اگر وہ شخص جس کی غیبت کی گئی وہ **مفقود الخبر** ہوگیا یعنی اس کے بارے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے یا وہ مرگیا ہے تب اس کے لیے زیادہ سے زیادہ دعائے خیر کرے اور اس کو نیک اعمال کا ثواب پہنچائے، باقی رہی یہ بات کہ غیبت والے پر معافی دینا واجب ہے یا نہیں، اس بارے اہل علم نے کہا ہے کہ غیبت والے پر غیبت کرنے والے کو معاف کرنا واجب نہیں تاہم مستحب اور بہتر یہی ہے کہ اسے معاف کردے اور ڈھیروں ثواب پائے اور معافی چاہنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس شخص کی خوب تعریف کی جائے اور اس سے انس اور دوستی پیدا کرے اور اسی طرح ہر روز کرتا رہے تاکہ اس کا دل اس کی طرف سے صاف ہو جائے اور قصور معاف کردے، اگر اسکی طبیعت بالفرض صاف ہو تب بھی اس سے معذرت کرنا اور مسلمان بھائی سمجھتے ہوئے محبت ددوستی اختیار کرنا ثواب سے خالی نہیں ہے۔

غیبت کے کفارہ سے یہ بات مزید کھل کر سامنے آگئی کہ غیبت کرنا کتنا بڑا جرم ہے اور اس کی تلافی کتنی مشکل ہے، لہذا غیبت سے مکمل طور پر پرہیز کیا جائے کیونکہ غیبت سے مسلمان بھائی کی عزت وآبرو مجروح ہوتی ہے جو بہت بڑا جرم ہے۔

ذرا سوچئے!:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مَالِهِ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ

الْقِيَامَةِ لَا يُقْبَلُ فِيْهِ دِيْنَارٌ وَ لَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ وَ أُعْطِيَ صَاحِبُهٗ وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَتْ عَلَيْهِ ...... جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو آبرو میں سے یا مال میں سے تو چاہیئے کہ اس سے معاف کرالے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس دن نہ دینار قبول کیا جائے گا اور نہ ہی درہم قبول کیا جائے گا بلکہ نیکیاں دلائی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس کی برائیوں میں ڈال دی جائیں گی۔

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب الجنائز، باب :ما ینبغی لکل مسلم ....، ج: 3، ص: 369، حدیث نمبر: 6305)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا حق غصب کیا گیا تو قیامت کے دن اسے ظالم کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر نیکیاں اس کے پاس نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں اس کے ذمہ کر دی جائیں گی۔

غیبت چونکہ بندے کا حق ہے لہذا جو غیبت کرے گا قیامت کے دن اس کی نیکیاں لی جائیں گی اور برائیاں اسے دی جائیں گی۔

غیبت کرنے والے کو عجیب انعام:

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے غیبت کرنے والے کے پاس ایک طباق میں خرمائے تر بھیجے اور ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ:

قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ اَهْدَيْتَ اِلَيَّ مِنْ حَسَنَاتِكَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اُكَافِئَكَ عَلَيْهَا فَاعْذُرْنِيْ فَاِنِّيْ لَا اَقْدِرُ اَنْ اُكَافِئَكَ عَلَى التَّمَامِ ...... میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں مجھے ہدیہ کی ہیں تو میں نے اس کا بدلہ دینا چاہا مگر چونکہ پورا عوض نہیں دے سکا اس لیے جتنا دے سکا قبول کرلیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان کفارة الغیبة، ج: 3، ص: 154)

مصنف کی طرف سے اعتذار و اپیل:

بندہ ناچیز (ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلآلی حفظہ اللہ تعالیٰ) جملہ مسلمان بھائیوں سے معذرت کرتا ہوا گزارش کرتا ہے کہ جن مسلمان بھائیوں کی مجھ سے غیبت ہوئی ہو براہ کرم وہ مجھے معاف کردیں اور میں ان تمام احباب کے لیے دارین میں مغفرت وبخشش اور حقیقی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں اور جن بھائیوں نے میری غیبت کی ہو میں ان تمام مسلمان بھائیوں کو معاف کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں معاف فرمائے اور غیبت جیسے شدید گناہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

چغل خوری سے زبان کی پاکیزگی

☆......: چغل خوری کسے کہتے ہیں؟

☆......: چغل خوری کے اسباب وعوامل

☆......: قرآن مجید کی روشنی میں چغل خوری کی مذمت

☆......: حدیث شریف کی روشنی میں چغل خوری کی مذمت

☆......: چغل خور بدترین انسان ہے

☆......: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

☆......: چغل خوری، عذابِ قبر کا سبب

☆......: چغل خور کا معاشرہ میں خطرناک کردار (عجیب واقعہ)

☆......: سرداری کا راز چھ خصلتوں میں مضمر ہے

☆......: چغل خور کو روکو!

چغل خوری سے زبان کی پاکیزگی:

جس طرح جھوٹ اور غیبت زبان کی آفتوں میں سے بہت بڑی آفتیں ہیں ایسے ہی چغل خوری بھی بہت بڑا فتنہ ہے، جس کے نتائج بعض صورتوں میں انتہائی خطرناک ہوتے ہیں اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ چغل خوری متعدد گناہوں کا مجموعہ ہے اور اس میں جھوٹ، غیبت، تجسس، غدر، منافقت، فریب، بغض، حسد و بہتان الغرض کئی بداخلاقیوں کے عناصر شامل ہوتے ہیں، افسوس یہ ہے کہ آج کے دور میں چغل خوری ہمارے معاشرے کا جزو بن چکی ہے، عام ماحول میں گپ شپ اور تفریح کے طور پر چغل خوری کی جاتی ہے، بہر حال ہماری تہذیب، تمدن اور معاشرت کو چغل خوری بری طرح تباہ کر رہی ہے اور ہماری بہت سی رنجشیں، تنازعات و اختلافات اسی چغل خوری کا نتیجہ ہیں اور یہی چغل خوری باہمی الفت و محبت، مروت و ہمدردی کے بجائے ایک دوسرے سے نفرت و کدورت اور عدم اتفاق کا سبب ہے۔

قرآن و سنت اور سلف صالحین کے اقوال اور طرز عمل کی روشنی میں چغل خوری کی مذمت، اسباب اور اس کے بھیانک نتائج درج ذیل سطور میں تحریر کیے جاتے ہیں۔

چغل خوری کسے کہتے ہیں؟:

ایک شخص کی بات یا کام کو دوسرے شخص کو اس انداز میں بتانا جس سے دوسرا پہلے سے بدگمان ہو جائے، گویا کہ چغلی خوری افشائے راز اور ناپسندیدہ قول و فعل کے اظہار کا نام ہے اور یہ اظہار خواہ زبان سے ہو، تحریر سے ہو یا اشارہ سے ہو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردها، ج: 3، ص: 156)

چغل خوری کے اسباب و عوامل:

چغل خوری کا ایک سبب تو یہ ہوتا ہے کہ جس کی چغل خوری کھا رہا ہے اس کو نقصان پہنچانے کا خواہش مند ہے اور چغل خوری کے ذریعے دوسرے شخص کو بھڑکاتا ہے کہ وہ اس کو نقصان پہنچائے اور اس قسم کی باتیں خوب نمک مرچ لگا کر نہایت چرب زبانی کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔

چغل خوری کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ جس کے سامنے چغل خوری کر رہا ہے اس سے دوستی کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ وہ مجھے خیر خواہ سمجھے اور دوسرے شخص کو اچھا نہ سمجھے۔

چغل خوری کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ باتوں میں دل لگی کے طور پر یا فضول باتیں کرنے کے شوق میں کسی کی چغلی کی جاتی ہے۔

بہر حال چغل خوری کا کوئی بھی سبب بنے چغل خوری سخت گناہ اور انتہائی خطرناک ہے جس سے خود بچنا اور اوروں کو بچانا ضروری ہے تاکہ ہم اس کے خطرناک اثرات سے محفوظ ہو سکیں۔

قرآن مجید کی روشنی میں چغل خوری کی مذمت:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں چغل خوری کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ...... ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔

(القرآن الکریم، سورۃ القلم، سورت نمبر: 68، آیت نمبر: 11)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ...... خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب بیان کرے اور پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الھمزۃ، سورت نمبر: 104، آیت نمبر: 1)

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے "هُمَزَة" سے چغل خوری مراد لی ہے۔

(التفسیر الکبیر، سورۃ الھمزۃ، ج: 32، ص: 284)

چونکہ چغل خور کا کام یہ ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کو سچی جھوٹی باتیں بیان کر کے ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکائے اور اپنا اثر رسوخ بنائے اور ایسے لوگ چل پھر کر ایک کی کسی بات کو دوسرے تک پہنچاتے ہیں جس سے دوسرے کو پہلے پر غصہ آئے اور اس سے نفرت پیدا ہو جائے، اسی وجہ سے قرآن مجید میں ایسے شخص کو "مَشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ" کہا گیا ہے۔

حدیث شریف کی روشنی میں چغل خوری کی مذمت:

چغل خور، بدترین انسان ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مخلوق میں سے بہترین اور بدترین لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ ...... اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ انہیں جب دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے،

وَ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ ...... اور اللہ تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغل خوری کرنے والے ہیں، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے ہیں اور پاک لوگوں میں عیب ڈھونڈتے والے ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عبد الرحمن بن غنم الأشعری، ج: 4، ص: 227، حدیث نمبر: 18027)

اس حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بہترین بندوں اور بدترین بندوں کی نشانی بتائی کہ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ترین بندے ہیں ان کے چہروں پر عبادت الٰہی کے انوار و آثار ہوتے ہیں کہ جنہیں دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے اور ان کے چہرے آئینہ خدا نما ہوتے ہیں، اور بدترین بندے وہ لوگ ہیں جو چغل خور ہوتے ہیں اور دوسروں کے عیب تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں اور چغلی کے ذریعے دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں، بعض بد بخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں میں عیب جوئی کرتے ہیں جو کہ کفر ہے۔

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا:

فساد اور فتنہ برپا کرنے کے لیے چغلی ممنوع ہے اور ایسے چغل خور کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ ...... جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب: ما یکرہ من النمیمۃ، ج: 5، ص: 2250، حدیث نمبر: 5709)

اور صحیح مسلم کی روایت میں "قَتَّات" کی بجائے "نَمَّام" کا لفظ آیا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:بیان غلظ تحریم النمیمة، ج: 1، ص: 70، حدیث نمبر: 303)

قتات اور نمام وہ شخص ہے جو دو مخالفوں کی باتیں چھپ کر سنے اور پھر انہیں زیادہ لڑانے کے لیے ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے، اگر یہ شخص ایمان پر فوت ہو جائے تو پہلے جنت میں داخل نہیں ہوگا، ہاں! مؤمن آدمی بالآخر جنت میں جائے گا۔

جو شخص جھوٹی باتیں لگا کر صلح کروادے وہ چغل خور نہیں مصلح ہے، چغل خور وہ ہے جو فتنہ وفساد کے لیے ایسی باتیں کرے تاہم اس حدیث شریف میں چغل خور کے لیے سخت وعید ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

چغل خوری، عذاب قبر کا سبب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف کے کسی باغ سے گزرے، وہاں پر دو مُردوں کی آواز سنی کہ جن کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ...... یہ عذاب کسی بڑے گناہ پر نہیں ہو رہا (یعنی ان دونوں کی نظر میں یہ کام بڑے نہیں تھے حالانکہ ان کاموں کا شمار بڑے گناہوں میں ہوتا ہے)،

كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ ...... ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا،

وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ...... اور دوسرا لوگوں کی چغل خوری کیا کرتا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب:النمیمة من الکبائر، ج: 5، ص:2250، حدیث نمبر: 5708)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ چغل خوری عذاب قبر کا سبب ہے اگر چہ لوگ اسے معمولی سمجھتے ہیں لیکن یہ بہت بڑا گناہ ہے، اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

چغل خور کا معاشرہ میں خطرناک کردار (عجیب واقعہ):

چغل خوری کے غلط نتائج میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص چغل خور ہوتا ہے وہ لوگوں کو آپس میں لڑاتا ہے جس سے باہمی اختلافات اور جھگڑے جنم لیتے ہیں اور نوبت قتل و فساد تک پہنچ جاتی ہے، جیسا کہ حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام کو بیچا اور خریدار سے کہا کہ اس میں کوئی عیب نہیں، ہاں صرف چغل خور ہے۔ خریدار نے کہا کہ مجھے منظور ہے اور ساتھ ہی خریدار نے وہ غلام خرید لیا۔ چند دنوں بعد اس غلام نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ:

اِنَّ سَیِّدِیْ لَا یُحِبُّكِ وَ هُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَسَرّٰی عَلَیْكِ فَخُذِی الْمُوْسٰی وَ احْلِقِیْ مِنْ شَعْرِ قَفَاهِ عِنْدَ نَوْمِهٖ شَعْرَاتٍ حَتّٰی اَسْحَرَهٗ عَلَیْهَا ...... تیرا شوہر تجھے نہیں چاہتا اور اب کوئی حرام کاری گھر میں کرنا چاہتا ہے، مجھے ایک منتر آتا ہے، جب جب تیرا شوہر سو رہا ہو تو استرے سے اس کی گدی کے بال کاٹ کر مجھے دینا میں منتر پڑھوں گا پھر وہ تیرا ہی ہو کر رہ جائے گا۔

دوسری طرف غلام نے اپنے آقا سے کہا کہ:

اِنَّ اِمْرَاَتَكَ اتَّخَذَتْ خَلِیْلًا وَ تُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَكَ فَتَنَاوَمْ لَهَا حَتّٰی تَعْرِفَ ذَالِكَ ...... آپ کی بیوی کسی دوسرے شخص سے آشنائی رکھتی ہے اور موقع پا کر آپ کو قتل کرنا چاہتی ہے، اگر آزمانا چاہو تو سونے کے بہانے لیٹ کر دیکھ لو۔

جب شوہر سونے کے بہانے لیٹ گیا تو اس کی بیوی استرہ لیکر اس کے پاس گئی جونہی وہ گردن کی طرف جھکی تو شوہر نے سمجھا کہ واقعی وہ گردن کاٹنا چاہتی ہے، وہ فوراً اٹھا اور اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ جب اس کے سسرال والوں کو خبر پہنچی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا، پھر یہ فساد خاندانوں میں پھیل گیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب: بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردها، ج: 3، ص: 158)

غور کریں کہ ذرا سی چغل خوری سے کس قدر جھگڑا اور فساد برپا ہو گیا، دونوں میاں بیوی بھی قتل ہو گئے اور دونوں کے خاندان باہمی انتشار و افتراق کا شکار ہو گئے۔

چونکہ چغلی، جھوٹ، حسد اور منافقت کا مجموعہ ہے اور یہ تینوں چیزیں ذلت اور رسوائی کا ذریعہ

ہیں، یہاں تک کہ بزرگان دین نے کہا کہ:

لَوْ صَحَّ مَا نَقَلَهُ النَّمَّامُ اِلَيْكَ لَكَانَ هُوَ الْمُجْتَرِئُ بِالشَّتْمِ عَلَيْكَ وَ الْمَنْقُوْلُ عَنْهُ اَوْلٰى بِحِلْمِكَ لِاَنَّهُ لَمْ يُقَابِلْكَ بِشَتْمِكَ.

ترجمہ: چغل خور بالفرض سچ بھی کہتا ہوتو بھی واقع میں گویا گالی دیتا ہے، اس لیے کہ جس کی طرف سے کہتا ہے وہ قابل رحم ہے کہ اس کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ سامنے آ کر کہتا بلکہ اس نے خود اپنی زبان سے رنج دیا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب: بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 158)

سرداری کا راز چھ خصلتوں میں مضمر ہے:

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ میں تجھے ایسی عادتیں سکھائے دیتا ہوں کہ اگر تو ان پر کاربند رہا تو ہمیشہ سردار بنا رہے گا، وہ خصلتیں یہ ہیں:

☆ اَبْسِطْ خُلُقَكَ لِلْقَرِيْبِ وَ الْبَعِيْدِ ...... رشتہ دار خواہ قریبی ہو یا دور کا اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔

○ اَمْسِكْ جَهْلَكَ عَنِ الْكَرِيْمِ وَ اللَّئِيْمِ ...... اپنی جہالت اچھے اور برے پر ظاہر نہ کر۔

○ اِحْفَظْ اِخْوَانَكَ ...... لوگوں کی عزت وحرمت کا خیال رکھ۔

○ صِلْ اَقَارِبَكَ ...... اپنے اور بیگانے سے ملتا رہ۔

○ آمِنْهُمْ مِنْ قُبُوْلِ قَوْلِ سَاعٍ اَوْ سَمَاعِ بَاغٍ يُرِيْدُ فَسَادَكَ وَ يَرُوْمُ خِدَاعَكَ ...... جو شخص تمہارے اور لوگوں کے درمیان فساد ڈالنا چاہے اور فریب اور دھوکہ دینا چاہے تو اس کی بات ہرگز نہ مان۔

○ وَ لْيَكُنْ اِخْوَانُكَ مَنْ اِذَا فَارَقْتَهُمْ وَ فَارَقُوْكَ لَمْ تَعِبْهُمْ وَ لَمْ يَعِيْبُوْكَ ...... اپنا بھائی اور دوست اسے سمجھ جو جب علیحدہ ہو جائے تو نہ تو اس کی برائی کرے اور

نہ وہ تیری برائی کرے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب:بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 158)

مذکورہ وصیت سے معلوم ہوا کہ چغل خوری سے منع کرنا چاہیے اور اس عمل سے اظہار ناراضگی کرنا چاہیے۔

چغل خور کو روکو!

سلف صالحین کا یہی طرز عمل تھا کہ وہ چغلی خوری کی شدید مذمت کرتے تھے اور چغل خور کو اس بری حرکت سے روکتے تھے، جیسا کہ کسی شخص نے حضرت عمرو بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

إِنَّ الْأَسْوَارِيَّ مَا يَزَالُ يَذْكُرُكَ فِيْ قَصَصِهِ بِشَرٍّ ...... آپ کا رفیق ہمیشہ اپنی باتوں میں آپ کو برا کہتا ہے۔

حضرت عمرو بن عبید رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ:

يَا هٰذَا مَا رَعَيْتَ حَقَّ مَجَالَسَةِ الرَّجُلِ حَيْثُ نَقَلْتَ إِلَيْنَا حَدِيْثَهٗ ...... بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو نے نہ تو اس کی رفاقت اور ہمنشینی کا حق سمجھا کہ تو نے اس کی بات کو میرے تک پہنچا دیا،

وَ لَا أَدَّيْتَ حَقِّيْ حِيْنَ أَعْلَمْتَنِيْ عَنْ أَخِيْ مَا أَكْرَهُ ...... اور نہ میرا خیال کیا کیونکہ مجھے اس کا حال ایسے طریقے سے سنایا کو مجھ کو برا محسوس ہوا،

وَ لٰكِنْ أَعْلَمْهُ أَنَّ الْمَوْتَ يَعُمُّنَا وَ الْقَبْرَ يَضُمُّنَا وَ الْقِيَامَةَ تَجْمَعُنَا وَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَحْكُمُ بَيْنَنَا وَ هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ ...... لیکن کاش آپ اس کو یہ بتاتے کہ بے شک موت ہمیں لے جائے گی، قبر ہمیں ملائے گی، قیامت ہمیں جمع کرے گی، اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ ہی بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب:بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 157)

اس سے معلوم ہوا کہ چغل خور کو اچھا نہ سمجھا جائے اور اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور غیبت، دھوکہ، خیانت، بغض وحسد اور لوگوں میں فساد ڈالنے سے باز نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو چغل خوری کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔

خوشامد سے زبان کی پاکیزگی

خوشامد سے زبان کی پاکیزگی:

خوشامد اور بے جا تعریف کے معاشرے میں بے شمار نقصانات ہیں، خوشامد اسلامی اخلاق کے بلند وقار کو مجروح کرتی ہے اور اخلاق کی پستی اور ذلت کی علامت ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خوشامد کی چھ آفتیں:

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبان کو خوشامد اور بے جا تعریف سے پاک رکھنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

کسی کی بے جا تعریف اور خوشامد میں چھ آفتیں ہیں:

أَرْبَعٌ فِي الْمَادِحِ وَ اثْنَتَانِ فِي الْمَمْدُوْحِ ...... جن میں سے چار تو بے جا تعریف اور خوشامد کرنے والے سے متعلق ہیں اور دو آفتیں ممدوح سے متعلق ہیں۔

بے جا تعریف اور خوشامد کرنیوالا جن گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1...... : أَنَّهُ (الْمَادِحَ) قَدْ يُفْرِطُ فَيَنْتَهِيْ بِهِ إِلَى الْكِذْبِ ...... خوشامد کرنے والا تعریف میں افراط اور زیادتی سے کام لیتا ہے اور ممدوح کی ایسی تعریفیں کرتا ہے جو اصل میں اس میں نہیں پائی جاتی جو کہ جھوٹ ہے اور خوشامد کرنے والے کو اس کا سراسر نقصان ہے، جیسا کہ حضرت خالد بن معدان کہتے ہیں کہ:

مَنْ مَدَحَ إِمَامًا أَوْ أَحَدًا بِمَا لَيْسَ فِيْهِ عَلٰى رُءُوْسِ الْأَشْهَادِ بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَتَعَثَّرُ بِلِسَانِهِ ...... جو شخص امام کی یا کسی اور کی مجمع میں ایسی تعریف کرتا ہے جو ممدوح میں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں توتلا اٹھائے گا۔

2...... : فَإِنَّهُ بِالْمَدْحِ مُظْهِرٌ لِلْحُبِّ وَ قَدْ لَا يَكُوْنُ مُضْمِرًا لَهُ وَ لَا مُعْتَقِدًا لِجَمِيْعِ مَا يَقُوْلُهُ فَيَصِيْرُ بِهِ مُرَائِيًا مُنَافِقًا ...... خوشامدی ممدوح کی ایسی تعریف کرتا ہے جو صرف زبان سے اظہار محبت ہے مگر دل میں اس کی کچھ محبت نہیں تو یہ ریا کاری ہے اور منافقت ہے جو دارین میں ذلت اور رسوائی کا ذریعہ ہے۔

3...... : أَنَّهُ قَدْ يَقُوْلُ مَا لَا يَتَحَقَّقُهُ وَ لَا سَبِيْلَ لَهُ إِلَى الْاِطِّلَاعِ عَلَيْهِ ......

خوشامدی بعض اوصاف ایسے بھی بیان کرتا ہے جن سے وہ واقف نہیں ہوتا اور نہ ہی آگاہی کی کوئی صورت ہوتی ہے یہ بھی ہلاکت اور تباہی ہے، اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

تو نے اس کی تعریف نہیں کی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف کرتے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تعریف کرنیوالے سے پوچھا کہ:

أَسَافَرْتَ مَعَهٗ ...... کیا تو نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟

اس نے عرض کی کہ:

لَا ...... نہیں،

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ:

أَخَالَطْتَهٗ فِي الْمُبَايَعَةِ وَ الْمُعَامَلَةِ ...... کیا تو نے کبھی اس کے ساتھ خرید وفروخت کی ہے یا کوئی لین دین کا اس کے ساتھ معاملہ کیا ہے؟

اس نے عرض کی کہ:

لَا ...... نہیں،

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ:

فَأَنْتَ جَارُهٗ صَبَاحَهٗ وَ مَسَاءَهٗ ...... کیا تو اس کا پڑوسی ہے کہ صبح شام اس کے پاس رہتا ہے؟

اس نے عرض کی کہ:

لَا ...... نہیں،

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا اَرَاكَ تَعْرِفُهٗ ...... اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میرے خیال میں تو اس کی تعریف نہیں کر رہا۔

4......: اَنَّهٗ قَدْ یَفْرَحُ الْمَمْدُوْحَ وَ هُوَ ظَالِمٌ اَوْ فَاسِقٌ وَ ذَالِكَ غَیْرُ جَائِزٍ

...... خوشامدی شخص ممدوح کو باوجود ظالم وفاسق ہونے کے اپنی تعریف سے خوش کرتا ہے، یہ ناجا

ئز ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغْضِبُ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ فِی الْاَرْضِ ...... جب زمین میں کسی فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

(شعب الایمان، الرابع و الثلاثون من شعب الایمان و ھو باب فی حفظ اللسان، ج: 4، ص: 230، حدیث نمبر: 4885)

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بے جا تعریف سے جہاں تعریف کرنے والا ان مذکورہ چار گناہوں کا ارتکاب کرتا ہےاوران آفتوں میں گرفتار ہوتا ہے، وہاں جس کی بے جا تعریف کی جاتی ہے اس ممدوح میں بھی دو برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

5...... : اَنَّہٗ یُحَدِّثُ فِیْہِ کِبْرًا وَ اِعْجَابًا وَ ھُمَا مُھْلِکَانِ ...... جس شخص کی بے جا تعریف کی جائے اس میں تکبر اور خود پسندی پیدا ہو جاتی ہےاور یہ دونوں چیزیں بہت مہلک ہیں۔

قوم کے سردار کو درہ مار دیا:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ درہ لیے بیٹھے ہوئے تھےاور لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے، دریں اثناء جارود بن منذر حاضر ہوا، ایک شخص نے کہا کہ:

ھٰذَا سَیِّدُ رَبِیْعَۃَ ...... یہ ربیعہ کی قوم کا سردار ہے،

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یہ تعریفی کلمہ سنا اور جب وہ قریب آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے معمولی سا درہ مارا، اس نے پوچھا کہ:

مَالِیْ وَ لَکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... اے امیر المؤمنین! یہ کیوں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا کہ تو نے سنا کہ فلاں شخص نے تجھے قوم کا سردار کہا ہے؟

اس نے عرض کی کہ: میں نے سنا ہے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا کہ:

خَشِیْتُ اَنْ یُّخَالِطَ قَلْبَکَ مِنْھَا شَیْءٌ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُطَاطِیَ مِنْکَ ...... مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ تم اپنی تعریف سن کر متکبر ہو جاؤ، اس لیے میں نے تیرے نفس کو کم کرنے

کے لیے ایسے کیا ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلاف بے جا تعریف کو کس قدر نقصان دہ سمجھتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے علاج کا بھی بندوبست کرتے تھے، افسوس کہ آج بے جا تعریف کو نہ تو برا جانا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

6...... هُوَ اَنَّهُ اِذَا اُثْنِىَ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِ فَرِحَ بِهٖ وَ فَتَرَ وَ رَضِىَ عَنْ نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَعْجَبَ بِنَفْسِهٖ قَلَّ تَشَمُّرُهٗ وَ اِنَّمَا يَتَشَمَّرُ لِلْعَمَلِ مَنْ يَرٰى نَفْسَهٗ مُقَصِّرًا ...... بے جا تعریف سے ممدوح کو یہ نقصان بھی ہوسکتا ہے کہ وہ سمجھے کہ وہ بہت اچھا ہے اور کامل ہے لہذا وہ اپنی بہتری کے لیے کوشش نہیں کرے گا غفلت اور سستی کی وجہ سے وہ نیک عمل چھوڑ دے گا اور یہ سراسر ممدوح کے لیے نقصان ہے، کیونکہ نیک عمل کی کوشش وہی کرتا ہے جو اپنے نفس کو حقیر جانتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب: بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 160)

ذرا غور کیجئے!:

اس مذکورہ بالا وضاحت سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ بے جا تعریف اور خوشامد سے خوشامد کرنے والے کو نقصان تو ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ ممدوح کا بھی بڑا نقصان ہوتا ہے اور دونوں ہی اخلاقی طور پر تباہ ہوجاتے ہیں اور معاشرے میں غیر اخلاقی حرکتوں کو پروان چڑھاتے ہیں اور اسلام کی اخلاقی قدریں پامال کرتے ہیں، بادشاہوں، امراء، جاگیرداروں کے ڈیروں پر بے جا تعریف کے تباہ کن اثرات کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں اور مزید برآں سیاسی پنڈتوں، نالائق افسروں، جعلی پیروں، پیشہ ور خطیبوں اور پروفیشنل سٹیج سیکرٹریوں کے ماحول میں خوشامد اور بے جا تعریف کے مہلک اور بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ حقائق کو سنجیدگی سے سمجھا جائے اور حقائق کی اہمیت کو عام کیا جائے تاکہ بے جا تعریف اور خوشامد جیسی برائیوں کا سدباب ہوسکے۔

حدیث شریف کی روشنی میں بے جا تعریف کی مذمت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات عالیہ میں بے جا تعریف کی سخت مذمت کی ہے، جن میں سے چند احادیث مقدسہ ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی:

☆...... حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کرنے والے سے ارشاد فرمایا کہ:

وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ۔ ثلاثًا۔ مَنْ كَانَ مِنكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَ اللّٰهُ حَسِيبُهُ وَ لَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ...... تیری ہلاکت تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا، تم میں سے جو کسی کی لازماً تعریف کرنا چاہے تو کہے کہ میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے، بشرطیکہ وہ اسے ایسے ہی جانتا ہو اور اللہ تعالیٰ پر کسی کی پاکی بیان نہ کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب: ما جاء في قول الرجل ويلك، ج: 5، ص: 2281، حدیث نمبر: 5810)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی کے سامنے بے جا تعریف کس قدر جرم ہے۔

محدثین کرام رحمہم اللہ اجمعین فرماتے ہیں کہ وہ ممدوح ایسی طبیعت کا تھا کہ تعریف سن کر مغرور اور متکبر ہو جاتا تو ایسے شخص کے سامنے تعریف نقصان دہ ہوتی ہے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی تعریف سن کر اور زیادہ نیکیاں کرتے ہیں ایسے لوگوں کے سامنے تعریف کرنا مفید ہے اور اس حدیث شریف سے دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کسی کی تعریف کرنے کی دو شرطیں ہیں:

1...... یقین کے ساتھ تعریف نہ کی جائے کہ وہ ایسا ہی ہے، بلکہ اپنے خیال کا اظہار کرے۔

2...... ممدوح کو جیسے سمجھتا ہو ویسے ہی کہے، اگر واقعی اچھا ہے تو اچھا کہے، اگر برا ہے تو

اسے اچھا نہ کہے یہ جھوٹ ہے۔

یہ شرائط اس شخص کے بارے میں ہیں جس کی برائی اچھائی نص سے ثابت نہ ہو، جبکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم، اولیاء عظام کی تعریفیں کامل یقین سے کی جائیں اور خوب کی جائیں اور جو شخصیات قابل تعریف ہیں ان کی تعریف کرنا سعادت اور خوش بختی ہے۔

(مرآة المناجيح شرح مشكاة المصابيح ، كتاب الآداب ، باب :حفظ اللسان و الغيبة و الشتم، الفصل الأول، ج: 6، ص: 455)

خوشامدی کے منہ میں مٹی ڈالو:

☆......: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ ...... جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

(صحيح مسلم، كتاب الزهد و الرقائق، باب:النهي عن المدح اذا كان فيه افراط و خيف منه فتنة على الممدوح، ج: 8، ص: 228، حديث نمبر: 7698)

مذکورہ بالا حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مداحین'' یعنی خوشامدی اور بہت زیادہ بے جا تعریف کرنے والے پیشہ وروں کی مذمت بیان فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ ان کے منہ میں مٹی ڈالو، اس ارشاد گرامی کے محدثین کرام نے چند مطالب ومفاہیم بیان کیے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

1......: بعض شارحین نے اس حدیث پاک کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہوئے کہا ہے کہ واقعی ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، جب ان کے منہ پر مٹی ڈالی جائے گی تو پھر وہ لوگ خوشامد سے توبہ کریں گے اور آئندہ ایسی جرأت نہیں کریں گے۔

2......: بعض شارحین نے ارشاد فرمایا کہ اس پر خاک ڈالو اور اس کی طرف دھیان نہ دو اور یہ نہ سمجھو کہ واقعی تم بڑے اچھے آدمی ہو اور قابل تعریف ہو۔

3....... بعض شارحین نے یہ ارشاد فرمایا کہ انہیں کچھ دے دو، کیونکہ تھوڑا مال بھی خاک ہے تا کہ وہ تمھاری ہجو نہ کریں کیونکہ ایسے لوگ کچھ نہ ملنے پر گالیاں دیتے ہیں۔

4....... بعض شارحین نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں بہت تھوڑا مال دو جو خاک کے برابر ہو اور زیادہ مال نہ دو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح ، کتاب الآداب، باب: حفظ اللسان و الغیبة و الشتم، الفصل الأول، ج: 6، ص: 455 - 454)

ان مذکورہ بالا مطالب میں سے حدیث شریف کا کوئی بھی مطلب متعین کیا جائے تو بے جا تعریف کرنے والوں کی مذمت اور ان کی غیر اخلاقی حرکت کی برائی ظاہر ہوتی ہے۔

گردن پر استرا پھیر دیا:

☆....... حضرت یحیٰی بن جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِذَا مَدَحْتَ أَخَاكَ فِيْ وَجْهِهِ فَكَأَنَّمَا أَمْرَرْتَ عَلٰى حَلْقِهٖ مُوْسٰى رَمِيْضًا ......

جب تو نے اپنے بھائی کی اس کے منہ پر تعریف کی تو گویا کہ تو نے اس کی گردن پر استرا پھیر دیا۔

(الزھد، باب فی المداحین، صفحہ نمبر: 14)

منہ پہ تعریف:

☆....... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ مَشٰى رَجُلٌ اِلٰى رَجُلٍ بِسِكِّيْنٍ مُرْهَفٍ كَانَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يُّثْنِيْ عَلَيْهِ فِيْ وَجْهِهٖ ...... اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف تیز چھری لے کے جائے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کے منہ پر اس کی تعریف کی جائے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب: بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 160)

تو نے اسے ذبح کر دیا:

☆....... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو دوسرے کی بے جا تعریف کرتے

ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ:

عَقَرْتَ الرَّجُلَ عَقَرَكَ اللّٰهُ ...... تو نے اس شخص کو ذبح کر ڈالا ہے تو اللہ تجھے ذبح کرے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب: بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 160)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اَلْمَدْحُ هُوَ الذِّبْحُ ...... بے جا تعریف کرنا ذبح کرنے کے برابر ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، باب: بیان حد النمیمة و ما یجب فی ردھا، ج: 3، ص: 160)

یعنی جس طرح ذبح کے بعد کوئی کام نہیں ہو سکتا، ایسے ہی تعریف سے سستی چھا جاتی ہے اور یہ تعریف عمل نیک سے باز رکھتی ہے اور بے جا تعریف کے سبب تکبر اور خود پسندی جیسی تباہ کن برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر تعریف ان آفتوں اور برائیوں سے پاک ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں، بلکہ اس طرح کی تعریف مستحسن ہے۔

ان احادیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کی بے جا تعریف اس کے لیے کس قدر نقصان دہ ہے اور اسے اخلاقی تباہی کی طرف دھکیل کے لے جاتی ہے اور جو شخص اخلاقی طور پر بگڑ جائے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور معاشرے میں بڑے لوگوں کی اولاد اکثر غیر مہذب نظر آتی ہے، اس بگاڑ کے پیچھے بھی خوشامد اور بے جا تعریف کا بڑا عمل دخل ہے۔

لہٰذا بے جا تعریف کرنے والوں اور سننے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ دونوں مل کر اس بری حرکت کی حوصلہ شکنی کریں اور اس سے اجتناب کی پوری کوشش کریں۔

فحش گوئی اور گالی گلوچ سے زبان کی پاکیزگی

☆......: مؤمن فحش گو نہیں ہوتا

☆......: لمحہ فکریہ

☆......: حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کا پاکیزہ ماحول

☆......: سب سے بڑی بدبختی

☆......: قرآن مجید کی روشنی میں گالی گلوچ کی مذمت

☆......: حدیث شریف کی روشنی میں گالی گلوچ کی مذمت

☆......: فحش گو پر جنت حرام ہے

☆......: فحش گوئی منافقت کی علامت ہے

☆......: فحش گو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

☆......: فحش گوئی کا اسلام میں کوئی دخل نہیں

☆......: بہترین وصیت

☆......: گالی گلوچ، شیطان سے ہمدردی کا سبب

☆......: گالی گلوچ سے بچنے میں حکمتیں

☆......: اپنے والدین کو ہی گالی دیتا ہے

☆......: گالی گلوچ ایک جاہلانہ عادت

☆......: گالی گلوچ سے رکنا، لڑائی جھگڑے سے بچاتا ہے

☆......: گالی گلوچ سے رکنا، لوگوں کو اذیت سے بچاتا ہے

☆......: گالی گلوچ سے رکنا، ذلت و رسوائی سے بچاتا ہے

فحش گوئی اور گالی گلوچ سے زبان کی پاکیزگی:

اس میں شک نہیں کہ بدزبانی، فحش گوئی اور گالی گلوچ اسلامی تعلیمات اور اسلامی خصوصیات کے منافی ہے اور ایک سچے مسلمان اور کامل مومن کی پہچان اور شان یہ ہے کہ اپنی زبان کو بدگوئی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس بداخلاقی میں مبتلا رہنا پسند نہیں کرتا۔

مؤمن فحش گو نہیں ہوتا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَ لَا اللَّعَانِ وَ لَا الْفَاحِشِ وَ لَا الْبَذِيِّ ...... مومن نہ تو طعنہ باز ہوتا ہے، نہ ہی لعنت باز، نہ ہی فحش گو اور نہ ہی بے حیا۔

(جامع الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب: اللعنة، ج: 4، ص: 350 ، حدیث نمبر: 1977)

معلوم ہوا کہ گالی گلوچ، فحش گوئی، بدزبانی اور کسی قسم کے مغلظات سے زبان کو پاک رکھنا بندہ مومن کی شان اور آن ہے اور فحش گوئی اور گالی گلوچ کرنے والا اسلام کی نظر میں فاسق اور گنہگار ہے۔

آج ہمارا معاشرہ اسلامی و اخلاقی تعلیمات اور روحانی اقدار سے محروم ہوتا جا رہا ہے، اسلامی اخلاق و آداب کی بجائے غیر اخلاقی عادات کو فروغ دیا جا رہا ہے، اچھے اخلاق و آداب کی پابندی سے اجتماعی اور معاشرتی امور میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے اور انسان مہذب، شائستہ اور باوقار بن جاتا ہے، اس کے برعکس برے اخلاق و عادات سے تہذیب و شائستگی ختم ہو جاتی ہے اور انسان اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔

دیگر اخلاق مذمومہ کی طرح فحش گوئی اور گالی گلوچ بھی انسان کو بہت زیادہ نقصانات سے دو چار کرتی ہے اور کبھی کبھار گالی گلوچ سے قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور کتنے ہی افراد اور خاندان بد اخلاقی کی وجہ سے فتنہ و فساد کا شکار ہو جاتے ہیں اور لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔

لمحہ فکریہ:

ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ اتنے خطرناک نتائج کے ہوتے ہوئے بعض لوگ بات بات پر گالی دیتے ہیں اور بعض لوگوں کا طرزِ تکلم ہے کہ بات بعد میں کرتے ہیں اور گالی زبان پر پہلے لاتے ہیں اور کچھ احمق تو ہوا کو گالی دیتے نظر آتے ہیں اور جانوروں، پرندوں کو بھی گالی دینے کی عادت رکھتے ہیں۔

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کا پاکیزہ ماحول:

افسوس یہ ہے کہ بعض علماء و مشائخ کہلوانے والے بھی اس وبا میں مبتلا ہیں جبکہ بندہ ناچیز کو استاذ العلماء، شیخ المدرسین، تلمیذ حافظ الحدیث، استاذی المکرم حضرت علامہ حافظ نذیر احمد صاحب زید مجدہ سابق مدرس جامعہ بھکھی شریف نے ایک ملاقات میں حضرت حافظ الحدیث و القرآن، غوث زماں، علامہ پیر سیّد محمد جلال الدین شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہ کی اخلاقی و روحانی تربیت کے اثرات و تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

''میں نے حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس، حلقہ درس اور گرد و پیش کے ماحول میں گالی گلوچ اور فحش گوئی نہیں سنی''۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پسماندہ اور دیہاتی علاقے میں جہاں گالی گلوچ کو لوگ عیب بھی نہیں سمجھتے اور طرزِ گفتگو بنائے ہوئے تھے، وہاں ہمارے رہبر و راہنما حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر تطہیر اخلاق و تعمیر سیرت اور بلندی کردار کے لیے مخلصانہ کوششیں کیں اور عوام الناس کے اخلاق و عادات کو کس طرح سنوارا اور اخلاقی و روحانی اقدار کو کس طرح سربلند کیا اور آپ کے فیض یافتگان میں انہی اخلاق عالیہ کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔

سب سے بڑی بد بختی:

سب سے بڑی بد بختی یہ ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور مقبول ترین ہستیوں کو بھی بکواس بکتے ہیں اور صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اولیائے عظام، صوفیائے کرام کہ جن کی بدولت مسلم امہ کو دولت ایمان نصیب ہوئی، انہیں بھی برا بھلا کہتے نظر آتے ہیں، جو دائمی شقاوت اور

محرومی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

گالی گلوچ اور فحش گوئی کی تمام صورتوں کی مذمت اور ممانعت ہے خواہ کسی شخص کی ذات میں عیب نکالا جائے یا اس کے نسب کو برا کہا جائے یا اس کے والدین کو برا بھلا کہا جائے یا وہ کسی نفرت انگیز مرض میں مبتلا ہو تو اسے طنز کا نشانہ بنائے، الغرض کسی صورت میں بھی مسلمان بھائی کو سب و شتم، گالی گلوچ کا نشانہ بنانا اخلاقی برائی ہے جس کی اسلام نے اجازت نہیں دی، لہذا گالی گلوچ کی ہر قسم کی صورت سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنا چاہیئے تا کہ ایسے افراد اور ایسی اخلاقی برائیوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

قرآن مجید کی روشنی میں گالی گلوچ کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر قسم کی سب و شتم کی ممانعت فرما دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ...... اللہ تعالیٰ کو بری بات کا پکار کر کہنا پسند نہیں مگر ایسا شخص کہ جس پر ظلم ہوا ہو۔

(القرآن الکریم، سورۃ النساء، سورت نمبر: 4، آیت نمبر: 148)

یعنی مظلوم کو ظالم کے ظلم کے اظہار کی اجازت ہے اور یہ اظہار گالی گلوچ کے حکم میں داخل نہیں ہوگا۔

حدیث شریف میں گالی گلوچ کی مذمت:

فحش گو پر جنت حرام ھے:

سیّد عالم، نورِ مجسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات عالیہ میں فحش گوئی اور گالی گلوچ کی سختی سے ممانعت فرمائی اور مختلف انداز میں اس کی مذمت فرمائی ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ فَاحِشٍ أَنْ يَّدْخُلَهَا ...... ہر بیہودہ پر جنت میں داخل ہونا حرام ہے۔

(الصمت، باب: ذم الفحش و البذاء، ص: 183، حدیث نمبر: 322)

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بیہودہ باتیں کرنے کا کتنا برا انجام ہے۔

فحش گوئی منافقت کی علامت ھے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْبَذَاءُ وَ الْبَیَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ.

ترجمہ: فحش گوئی اور جو بات ظاہر کرنے کی نہ ہو اسے ظاہر کرنا، منافقت کے دو شعبے ہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب العي، ج: 4، ص:375، حدیث نمبر : 2027)

لہذا فحش گوئی اور بدزبانی سے زبان کو محفوظ رکھنا چاہیئے تاکہ منافقت، خبث باطنی اور کمینہ پن جیسی بری عادات واثرات سے معاشرہ محفوظ اور پاک رہ سکے۔

فحش گو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ وَ لَا الصَّیَّاحَ فِی الْاَسْوَاقِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فحش گو، بیہودہ گو اور بازاروں میں چیخنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

(الأدب المفرد، باب:لیس المؤمن بالطعان، صفحہ نمبر: 82، حدیث نمبر : 310)

فحش گوئی کا اسلام میں کوئی دخل نہیں:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور میرے والد گرامی میرے آگے بیٹھے تھے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الْفُحْشَ وَ التَّفَاحُشَ لَیْسَا مِنَ الْاِسْلَامِ فِیْ شَیْءٍ وَ اِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اِسْلَامًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ...... فحش اور بیہودہ گوئی اسلام میں کسی چیز میں شمار نہیں (کسی فضیلت وعظمت والی چیزوں میں شمار نہیں ہوتیں) اور سب سے اچھے اسلام والا وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق کا حامل ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، ج: 5، ص: 99، حدیث نمبر : 20980)

گویا کہ اسلام کی نظر میں محاسن اخلاق ہی حقیقی عزت و عظمت ہے۔

بہترین وصیت:

حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ:

أَوْصِنِيْ ...... آپ مجھے وصیت فرمائیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عَلَيْكَ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ وَ اِنِ امْرَءٌ عَيَّرَكَ بِشَيْءٍ يَعْلَمُهُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِشَيْءٍ تَعْلَمُهُ مِنْهُ دَعْهُ يَكُنْ وَبَالُهُ عَلَيْهِ وَ أَجْرُهُ لَكَ وَ لَا تَسُبَّنَّ شَيْئًا ...... اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ، تجھ میں کوئی بات دیکھ کر اگر کوئی تجھے عار دلائے تو اس کی بات دیکھ کر تو اسے عار نہ دلا (یعنی اگر کوئی شخص تجھے برا کہے تو اس کے جواب میں تو اسے برا نہ کہے) اس میں اس پر وبال اور گناہ ہوگا اور تجھے ثواب ملے گا اور کسی چیز کو گالی مت دینا۔

حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ ...... میں نے اس کے بعد کبھی گالی نہیں دی۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، ج: 2، ص: 279، حدیث نمبر: 521)

گالی گلوچ، شیطان سے ہمدردی کا اظہار:

حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک آدمی جو میری قوم سے ہے، مجھ سے رتبہ میں کم ہے اور مجھے گالیاں دیتا ہے اجازت ہو تو میں بھی اس سے بدلہ لے لوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْمُسْتَبَانِ شَيْطَانَانِ يَتَعَاوِيَانِ وَ يَتَهَارَجَانِ ...... گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور تہمت لگاتے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان عظیم خطر اللسان و فضیلۃ الصمت، ج: 3، ص: 122)

ان مذکورہ بالا ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ فحش گوئی اور گالی گلوچ شریعت مطہرہ میں ممنوع اور مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ فحش گو اور بیہودہ باتیں کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور گالی گلوچ شیطانی کاموں میں سے ہے اور بندہ مومن کی شان کیخلاف ہے اور منافقت کی علامت اور نشانی ہے، لہٰذا ایک مسلمان کو مکروہ اور ناپسندیدہ عادات سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

گالی گلوچ سے بچنے میں حکمتیں:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات بے شمار حکمتوں سے معمور ہوتے ہیں اور انسانوں کی دینی دنیاوی اور اخروی فلاح وکامیابی سے مالا مال ہوتے ہیں۔

"کُلُّ اَمْرِ حَکِیْمٍ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ (حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا)" کے مطابق ہر حکم میں حکمت اور مصلحت ضرور ہوتی ہے، اگر قرآن وسنت میں مذکور فحش گوئی اور گالی گلوچ سے ممانعت اور مذمت میں غور وفکر کیا جائے تو درج ذیل چند مصلحتیں اور حکمتیں آشکارا ہوتی ہیں:

اپنے والدین کو ہی گالی دیتا ہے:

گالی گلوچ سے ممانعت میں ایک حکمت یہ مضمر ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے کو گالی دے گا تو دوسرا بھی اس کو گالی دے گا بلکہ دوسرا زیادہ گالیاں دے گا، جس سے فتنہ وفساد بڑھے گا، ظلم اور زیادتی کا دروازہ کھلے گا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ ...... سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔

عرض کیا گیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

کَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ؟ ...... کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت بھیج سکتا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ ...... جب کوئی کسی

کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اس کے باپ کو برا بھلا کہے گا اور جب کوئی کسی کی ماں کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔

(صحیح البخاری ، کتاب الأدب، باب لا یسب الرجل والدیہ ، ج: 5 ، ص :2228، حدیث نمبر : 5628)

گالی گلوچ ایک جاھلانہ عادت:

چونکہ بدزبانی اور فحش گوئی شرم وحیا اور وقار کیخلاف ہے اور جاہلانہ عادات واطوار میں سے ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت معرور رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ربدہ نامی مقام پہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملا اس حال میں کہ ان پہ بھی ایک حلہ تھا اور ان کے غلام پہ بھی اسی طرح کا ایک حلہ تھا، تو میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنِّیْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَیَّرْتُہٗ بِاُمِّہٖ ...... میں نے ایک آدمی کو اس کی ماں کی گالی دی،

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

یَا اَبَا ذَرٍّ اَعَیَّرْتَہٗ بِاُمِّہٖ اِنَّکَ امْرُءٌ فِیْکَ جَاھِلِیَّۃٌ ...... اے ابوذر! کیا تو نے اسے اس کی ماں کی گالی دی، تم میں تو جاہلیت کا اثر باقی ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے زیر ہاتھ بنایا ہے، تو جو تمہارے زیر اثر ہوں اُن کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو، ان کو طاقت سے زیادہ کام کرنے کا مکلّف نہ بناؤ اور اگر ان کا کام زیادہ ہو تو کام کو کرنے میں ان کی مدد کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب :المعاصی من أمر الجاھلیۃ و لا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک، ج: 1، ص: 20، حدیث نمبر : 30)

اس سے معلوم ہوا کہ نوکروں، غلاموں، شاگردوں وغیرہ کو بھی گالی نہ دی جائے اور گالی گلوچ زمانہ جہالت کی یادگار ہے اور اسلامی تہذیب واخلاق کے خلاف ہے۔

گالی گلوچ سے رکنا، لڑائی جھگڑے سے بچاتا ہے:

اس وجہ سے بھی گالی گلوچ ممنوع ہے کہ یہ لڑائی اور جھگڑے کا موجب بنتی ہے، مسلمانوں کی باہمی چپقلش، ناراضگی، لڑائی، جھگڑا ممنوع اور ناجائز ہے اور حدیث شریف میں بندہ مومن کو گالی دینا فسق قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ...... مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: خوف المؤمن من أن یحبط عمله و هو لا یشعر، ج: 1، ص: 27، حدیث نمبر: 48)

معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کو گالی گلوچ کرنا فسق اور نافرمانی ہے اور اسے مسلمان ہونے کی وجہ سے مارنا، پیٹنا یا ناجائز کام کو حلال سمجھ کر کرنا کفر اور بے ایمانی ہے۔

گالی گلوچ سے رکنا، لوگوں کو اذیت سے بچاتا ہے:

☆...... گالی گلوچ سے ممانعت کی ایک یہ بھی مصلحت و حکمت ہو سکتی ہے کہ اس سے لوگوں کو اذیت پہنچتی ہے جبکہ مسلمان بھائی کو اذیت اور تکلیف پہنچانا سخت ناجائز اور حرام ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ...... مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده، ج: 1، ص: 13، حدیث نمبر: 10)

گالی گلوچ سے رکنا، ذلت و رسوائی سے بچاتا ہے:

☆...... گالی سے ممانعت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس سے ذلت اور رسوائی ہوتی ہے جبکہ مسلمان بھائی کی عزت کا خیال نہ رکھنا اور اسے ذلیل و رسوا کرنا سخت جرم ہے، کیونکہ اسلام نے

جان و مال کی طرح ہر مسلمان کی عزت و آبرو کو بھی محفوظ کر دیا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع جو کہ مقدس دن (یوم نحر)، مقدس مہینہ (ذوالحج) اور مقدس شہر (مکہ) میں دیا، اس میں ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ بَیْنَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِ کُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا ...... اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون، مال اور تمہاری عزت کو اس طرح حرام کر دیا ہے جس طرح اس شہر میں اس مہینے کے اس دن کی حرمت ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رب مبلغ أوعی من سامع)، ج: 1، ص: 37، حدیث نمبر: 67)

تاہم گالی گلوچ سے مسلمانوں کی ذلت و رسوائی بھی ہوتی ہے اور اس سے مسلمانوں کو اذیت و تکلیف بھی پہنچتی ہے، اور یہ ہی باہمی لڑائی جھگڑے، فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہے، ان کے علاوہ گالی گلوچ اور بھی بے شمار خطرات و نقصانات کا پیش خیمہ بنتی ہے، لہذا مسلمانوں کو فحش گوئی اور گالی گلوچ سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

بہتان والزام تراشی سے زبان کی پاکیزگی

☆......: الزام تراشی، بارگاہ الٰہی میں رسوائی کا سبب

☆......: الزام تراشی کرنے والے کا انجام

☆......: توبہ شدہ گناہ کی عار دلوانے کا انجام

☆......: قرآن کی روشنی میں بہتان اور الزام تراشی کی مذمت

☆......: اسلام کی مقدس شخصیات کی گستاخی کتنا بڑا ظلم

☆......: ولی اللہ کی دشمنی، اللہ تعالیٰ سے کھلا اعلان جنگ

☆......: سات چیزیں انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں

☆......: بہتان، سو سال کی نیکیاں تباہ کر دیتا ہے

☆......: بہتان بازی کرنے والے کا انجام

بہتان اور الزام تراشی سے زبان کی پاکیزگی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر مخلوقات پہ فضیلت وعزت عطا فرمائی ہے اور شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کی عزت وآبرو کو تحفظ دینے کے لیے ارشادات واحکامات بھی صادر فرمائے ہیں اور ان تمام بداخلاقیوں کی مذمت فرمائی ہے جن سے بندہ مومن کی عزت وآبرو کو نقصان پہنچتا ہو اور کسی بھی مسلمان کی عزت دری کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔

الزام تراشی، بارگاہ الٰہی میں رسوائی کا سبب:

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَ لَمْ يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَ لَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ ...... اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو اور دل سے ایمان نہیں لائے ہو، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ ہی ان کی عزت کے درپے ہو کیونکہ جو کسی مسلمان بھائی کی عزت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بے عزتی کرتا ہے۔

وَ مَن يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهِ ...... اور اللہ تعالیٰ جس کی پردہ دری کرے تو اسے اپنی بارگاہ میں رسوا کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب: في الغيبة، ج: 4، ص: 421، حديث نمبر: 4882)

اس ارشاد گرامی سے معلوم ہوا کہ ہر وہ قول وعمل جس سے کسی مسلمان کی بے عزتی ہوتی ہو اور اس کی ذلت ورسوائی ہوتی ہو ایسے قول وفعل سے اجتناب کرنا چاہیئے، ورنہ ایسا قول وعمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں ذلیل ورسوا کرے گا اور سخت عذاب دے گا۔

الزام تراشی کرنے والے کا انجام:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ يَخْمَشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ بِأَظَافِيْرِهِمْ ...... معراج کی

رات میرا ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو اپنے چہروں کو ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔

میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے عرض کی کہ:

هٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ النَّاسَ وَ يَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ ...... یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو میں باتیں کرتے تھے۔

(الصمت، باب الغيبة و ذمها، صفحه نمبر: 119، حديث نمبر: 165)

مذکورہ ارشادات مقدسہ سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن کی عزت و آبرو کا لحاظ کس قدر ضروری ہے اور ہر وہ قول و فعل جس سے مسلمان کی آبرو مجروح ہوتی ہو وہ شرعی و اخلاقی جرم ہے۔

توبہ شدہ گناہ کی عار دلوانے کا انجام:

وہ عیب یا گناہ جو مسلمان سے سرزد ہوا ہو اور پھر اس نے اس گناہ سے توبہ کر لی ہو، ایسے گناہ کی عار دلانا بھی جرم ٹھہرایا گیا ہے اور اس کے متعلق وعید آئی ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ (قَالَ أَحْمَدُ: مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ) ...... جو شخص اپنے بھائی کو کسی گناہ کی عار دلائے تو وہ نہ مرے گا حتی کہ خود بھی کرے گا (امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اس سے مراد ایسا گناہ ہے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو)۔

(جامع الترمذی، کتاب: صفة القيامة و الرقائق و الورع، ج: 4، ص: 661، حديث نمبر: 2505)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ وہ عیب یا گناہ جو کسی میں پایا جاتا ہو اور اس نے اس گناہ سے توبہ کر لی ہو یا اس گناہ سے لوگ مطلع نہ ہوں ایسے گناہ سے اسے عار دلانا جائز نہیں ہے بلکہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے انجام کے طور پر مرنے سے پہلے وہ خود اس میں گرفتار اور مبتلا ہوگا۔

گذشتہ تمہید سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان بھائی میں کوئی عیب یا گناہ ہو جس سے وہ توبہ کر چکا ہے محض عار اور ذلت کے لیے بیان کرنا کہ اس کی عزت دری ہو، یہ ناجائز اور شرعی جرم ہے تو کسی

مسلمان پر تہمت یا بہتان لگانا بطریق اولیٰ جرم ہے اور اس سے بڑا گناہ ہے کیونکہ بہتان یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو جرم دار ٹھہرانا یا اس کی طرف کوئی ایسے گناہ یا برائی کو منسوب کرنا جو اس نے نہ کی ہو، یہ ایک طرح کا جھوٹ بھی ہے اور خیانت بھی، بعض بہتان تو ایسے ہوتے ہیں جن کا سرے سے وجود ہی نہیں ہوتا محض غصہ یا جوش غضب میں آ کر انسان بلاوجہ الزام تراشی کرتا ہے، حسد اور سیاسی انتقام بھی الزام تراشی کے اہم اسباب میں سے ہیں اور بعض اوقات تو انسان خود جرم کرتا ہے اور اس کا مجرم کسی غریب آدمی کو ٹھہراتا ہے، یہ کس قدر ظلم اور زیادتی ہے، یہ لوگ دنیا کی شرم کے مارے انسانوں سے چھپنے کے لیے اپنے گناہ دوسروں کے سر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے جو ہر جگہ ان کے ساتھ ہے اور ان کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں بہتان و الزام تراشی کی مذمت:

بہتان اور الزام تراشی کرنے والے نے اپنا جرم دوسرے کے سر تھوپ کر بہت بڑے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر لادا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا.

ترجمہ: جو شخص خطا یا گناہ کرے پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگائے پس اس نے بہتان اور کھلا گناہ (اپنے سر) لادا۔

(القرآن الکریم، سورۃ النساء، سورت نمبر: 4، آیت نمبر: 112)

کسی مسلمان بھائی پر بغیر کسی جرم کے بہتان لگانا اسے ناجائز تکلیف اور اذیت دینا ہے جو کہ شریعت مطہرہ میں ناجائز اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی شدید مذمت کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا.

ترجمہ: اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر کچھ کیے (تہمت لگا کر) تکلیف

پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (اپنے سر) اٹھایا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب، سورت نمبر: 33، آیت نمبر: 58)

آیت مذکورہ میں ان شر پسندوں کی مذمت کی گئی ہے جو اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی قصور کے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں، ان پر جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں اور بلاوجہ الزام تراشی کرتے ہیں، الغرض مسلمانوں کی دلآزاری جس طریقے سے بھی کی جائے سخت ناجائز اور شدید گناہ ہے۔

اسلام کی مقدس شخصیات کی گستاخی کتنا بڑا ظلم؟:

جب عام مسلمانوں کو اذیت اور تکلیف دینا جرم اور گناہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول اور محبوب بندوں کے بارے گستاخیاں کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا، خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات، آل پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اور اولیائے کرام وصوفیائے عظام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنا کتنا بڑا ظلم ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن معقل مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ أَصْحَابِیْ ...... میرے صحابہ کے بارے اللہ تعالیٰ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو!

لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ ...... میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنالینا،

فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّهُمْ ...... پس جس شخص نے ان سے محبت کی گویا کہ اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی،

وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ أَبْغَضَهُمْ ...... اور جس نے ان سے بغض رکھا تو گویا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا،

وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰهَ وَمَنْ آذَی اللّٰهَ یُوْشِكُ أَنْ یَّأْخُذَہٗ ...... جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی گویا کہ اس نے اللہ کو اذیت دی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے گا۔

(شعب الایمان، باب فی حب النبی علیہ السلام، ج:2، ص:191، حدیث نمبر: 1511)

مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازیبا باتیں کرنا اور انہیں اذیت دینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے۔

ولی اللہ کی دشمنی، اللہ تعالیٰ سے کھلا اعلان جنگ:

حدیث شریف کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے عداوت اور دشمنی رکھنا دراصل اللہ تعالیٰ کو اعلان جنگ کرنا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ...... جس نے میرے ولی کے ساتھ عداوت اور دشمنی رکھی تو پس میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ج: 5، ص: 2384، حدیث نمبر: 6137)

(نوٹ: یہ حدیث شریف "حدیث قدسی" ہے)۔

سات چیزیں انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ ...... سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی سات چیزیں ہیں؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

1: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ ...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا،

2: وَالسِّحْرُ ...... جادو کرنا،

3: وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ...... کسی بے گناہ کو قتل کرنا،

4: وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ ...... یتیم کا مال کھانا،

5: وَاَكْلُ الرِّبَا ...... سود کھانا،

6: وَالتَّوَلِّی يَوْمَ الزَّحْفِ ...... میدان جنگ سے بھاگنا،

7: وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ ...... پاک دامن انجان

ایماندار خواتین پر تہمت لگانا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:بیان الکبائر و اکبرھا، ج: 1، ص: 64، حدیث نمبر: 272)

معلوم ہوا کہ کسی پاکدامن بے خبر مسلمان عورت کو زنا کی تہمت لگانا دنیا و آخرت میں ہلاکت و بربادی کا ذریعہ ہے۔

بهتان، سو سال کی نیکیاں تباہ کر دیتا هے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَةِ لَيَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ ...... کسی پاک دامن عورت پر بہتان لگانا سوسال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين، كتاب الأهوال، ج: 4، ص:617، حديث نمبر: 8712)

بهتان بازی کرنے والے کا انجام:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو (جو پاک دامن مؤمنہ عورت پر بہتان لگاتے ہیں) عذاب عظیم اور دنیا و آخرت میں لعنت اور پھٹکار کے سزاوار ٹھہرایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

...... جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر جو انجان اور ایمان والی ہیں، ایسے لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ وہ یاد کریں اس دن کو جب ان کیخلاف ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

(القرآن الکریم، سورة النور، سورت نمبر: 24، آیات نمبر: 24 - 23)

یعنی جو لوگ آج دنیا کی زندگی میں اپنی چرب زبانی سے پاکدامن لوگوں پر تہمت اور بہتان لگاتے ہیں اور مختلف تاویلیں اور بہانے کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے ہاتھ، پاؤں اور ان کی

زبانیں ان کے خلاف گواہی دیں گی، پھر کیا کریں گے، لہذا آج ہی تہمت اور بہتان جیسے امراض سے اپنے آپ کو بچائیں ورنہ بروز قیامت جوابدہ ہونا پڑے گا۔

بہتان اور الزام تراشی کرنے والا شخص اگر وقتی اور عارضی طور پر کسی پاکدامن مسلمان کو زنا کی تہمت لگا کر اپنے غصے کو ٹھنڈا کر بھی لے، لیکن شریعت مطہرہ میں اس بات کو تب تسلیم کیا جائے گا جب وہ چار گواہ لائے، ورنہ اسے اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا اور اسے فاسق لوگوں میں شمار کیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ...... جو لوگ مسلمان پاکدامن عورتوں کو (زنا کی) تہمت لگائیں پھر وہ چار مرد بطور گواہ پیش نہ کریں ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کو کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ النور، سورت نمبر: 24، آیت نمبر: 4)

فقہ اسلامی کی کتب میں بھی باقاعدہ حد قذف کے ابواب قائم کیے گئے ہیں، جن میں مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ مسلمان پاکدامن خواہ مرد ہو یا عورت کو زنا کی تہمت لگانے والے پر حد قذف واجب ہوگی، جو کہ اسی کوڑے ہیں۔

علاوہ ازیں بہتان اور الزام تراشی کے معاشرے میں بے شمار نقصانات ہیں: باہمی رنجشیں جنم لیتی ہیں، تعلقات میں بگاڑ بنتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور معاشرے میں بہتان لگانے پر لوگوں کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بہتان اور الزام تراشی جیسی بداخلاقیوں سے پورے مسلم معاشرے کو محفوظ رکھے۔

فصل دوم

دل کی پاکیزگی

تمہید: دل کی پاکیزگی

اسلام نے تمام اخلاق واعمال کی بنیاد نیت پر رکھی ہے اور تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ...... تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(صحیح البخاری، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج: 1، ص: 3، حدیث نمبر: 1)

نیت چونکہ دل کے ارادے کا نام ہے، پہلے انسان کے دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے پھر انسان اس ارادے کے مطابق عمل کرتا ہے گویا کہ انسانی افکار وخیالات، جذبات واحساسات غرض تمام حرکات وسکنات کا مرکز دل ہے اور انسانی جسم اور جسم کے تمام اعضاء دل کے تابع ہیں۔

دل کی اہمیت:

دل کی پاکیزگی انسانی اعضاء کی درستگی سے زیادہ مقدم ہے اور دل کی اصلاح ہوگی تو تمام اعمال خود بخود صحیح ہو جائیں گے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جسم میں دل کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَا وَ اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَ هِيَ الْقَلْبُ ...... خبردار بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہو جائے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، ج: 1، ص: 28، حدیث نمبر: 52)

گویا کہ دل پورے جسم کا بادشاہ ہے، وہ جیسے چاہتا ہے دیگر اعضاء ایسے ہی کرتے ہیں، اسی لیے ہی اولیاء کرام اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سب سے پہلے دل کی اصلاح کرتے ہیں، جب

دل اخلاقی اور روحانی امراض سے پاک ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتا ہے، اس کے برعکس جب دل کو اخلاقی و روحانی امراض گھیر لیتے ہیں تو پھر انسان نفس امارہ کا بندہ بن جاتا ہے اور اپنی نفسانی خواہشات کا تابع ہو جاتا ہے اور شیطانی وسوسے اور خیالات اس کے دل کو نجاستوں اور کدورتوں سے پراگندہ کر دیتے ہیں۔ جب آئینہ دل دھندلا ہو جاتا ہے تو انسان سے مذموم اخلاق اور ناپسندیدہ اعمال صادر ہوتے ہیں، لہٰذا اخلاق کی پاکیزگی اور اعمال کی تطہیر کے لیے دل کی پاکیزگی انتہائی ضروری ہے۔

لوگوں میں سب سے افضل کون؟

جب انسان اپنے دل کو کفر و شرک، تعصب و منافقت، بغض و حسد، خیانت و بددیانتی، بدظنی و خودغرضی، ریاکاری اور بےادبی جیسی مہلک اور خطرناک بیماریوں سے محفوظ کر لیتا ہے تو پھر انسان ''خیر الناس'' کے منصب پہ فائز ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ ؟ ...... لوگوں میں سے سب سے افضل کون ہے؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ ...... ہر وہ شخص کہ جس کا دل حسد و کینہ سے پاک ہو اور جس کی زبان سچی ہو،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ:

صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ؟ ...... زبان کی سچائی تو ہمیں معلوم ہے لیکن ''مخموم القلب'' کیا ہے؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَ لَا بَغْيَ وَ لَا غِلَّ وَ لَا حَسَدَ ...... وہ (مخموم القلب) ایسا متقی و پرہیزگار (انسان) ہے کہ جس میں نہ گناہ ہو، نہ سرکشی ہو، نہ کینہ اور نہ ہی حسد ہو۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب: الورع و التقوى، ج: 2، ص: 1409، حديث نمبر: 4216)

دل کی پاکیزگی کیسے ممکن ہے؟

غفلت شعار انسان لذات فانیہ میں پھنس کر دل کی دنیا ویران کر دیتا ہے، اگر دل ویران ہو جائے تو دنیا کی زندگی بے چین اور بے سکون ہو جاتی ہے، اس کے برعکس اگر انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے اور ان کے احکام بجالائے تو دل کی دنیا آباد ہو جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے تو پھر دنیا ہی جنت بن جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ...... خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الرعد، سورت نمبر: 13، آیت نمبر: 28)

دل کیسے زندہ ہوتا ہے:

ذکر خدا میں مستغرق ہونے سے دلوں کو ایسی مبارک زندگی مل جاتی ہے، پھر انسان کو جسم کی موت سے کوئی خوف نہیں رہتا، جیسا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

دل زندہ ہرگز نہ گرد ہلاک
تن زندۂ دل گر بمیرد چہ ہلاک

زنگ آلود دل پاکیزہ کیسے ہوتا ہے؟:

گناہوں کی نجاستوں اور کدورتوں سے دل زنگ آلود اور تاریک ہو جاتے ہیں ان کو جلا اور نور بخشنے کا ایک نسخہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:

موت کو کثرت سے یاد کرنے سے اور قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنے سے دل کا زنگ اتر جاتا ہے اور آئینہ قلب اجلا اور صاف ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ ...... بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسا کہ لوہے کو پانی لگے تو وہ زنگ آلود ہو جاتا ہے،

عرض کی گئی کہ:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و سلم! وَ مَا جِلَاءُ ھَا ...... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دلوں کی جلاء اور پاکیزگی کیسے ممکن ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ تَلَاوَةِ الْقُرْآنِ ...... موت کو کثرت سے یاد کرنے سے اور قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنے سے دلوں کی جلا اور پاکیزگی ممکن ہے۔

(شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان و ھو باب فی تعظیم القرآن، فصل: فی ادمان تلاوۃ القرآن، ج: 2، ص: 352، حدیث نمبر: 2014)

یعنی موت کو کثرت سے یاد کرنے سے اور قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنے سے دلوں کا زنگ اتر جاتا ہے اور تاریک دل منور اور روشن ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان دلوں میں تجلی حق جلوہ گر ہو جاتی ہے اور بندہ مؤمن کو جو دینی امر مطلوب ہوتا ہے اس کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور ایسا پاکیزہ دل بندے کی پوری راہنمائی کرتا ہے۔

دل ھی واعظ ھے:

یہی دل بندے کے لیے قاضی بھی ہے، مفتی بھی ہے، راہنما بھی ہے اور واعظ بھی ہے، جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَاعِظًا مِنْ قَلْبِهِ ...... جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے اس کے دل کو ہی واعظ (نصیحت کرنے والا) بنا دیتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: شرح عجائب القلب، بیان مجامع أوصاف القلب و أمثلته، ج: 3، ص: 12)

پھر دل گناہ سے اجتناب کی تلقین کرتا رہتا ہے اور نیکی کی طرف رغبت دلاتا رہتا ہے۔

دل کی پاکیزگی کے لیے نظر کی پاکیزگی ضروری ھے:

دل کی پاکیزگی کے لیے نظر کی پاکیزگی بھی از حد ضروری ہے کیونکہ نظر بد شیطان کے تیروں

میں سے زہر آلود تیر ہے اور جو شخص اپنی نظر پر قادر نہیں وہ اپنے دین کی حفاظت نہیں کر سکتا۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

اِيَّاكُمْ وَ النَّظْرَةِ فَاِنَّهَا تَزْرَعُ فِي الْقَلْبِ الشَّهْوَةَ وَ كَفٰى بِهَا لِصَاحِبِهَا فِتْنَةً ......

نظر بد سے بچتے رہو کیونکہ اس سے دل میں شہوت کا بیج جنم لیتا ہے اور اسی قدر فتنہ کافی ہے۔

(ذم الهوى، الباب الثالث عشر في التحذير من شر النظر، ص: 91)

چونکہ نظر بد سے دل میں شہوت جنم لیتی ہے اور شہوت زنا کا موجب ہوتی ہے، اسی لیے نظر بد کو زنا قرار دیا گیا ہے اور غیر محرم سے پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قلب ونظر کی پاکیزگی سے ہی اخلاق و اعمال کی پاکیزگی نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاق بد اور خصائل ناپسندیدہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناحق غصہ، بغض وکینہ اور حسد گلشنِ اخلاق کا دشمن

مذکورہ بالا چند سطور میں زبان کی پاکیزگی کے متعلق بحث کی گئی ہے کہ جس میں زبان کو جھوٹ، غیبت، چغل خوری، بدگوئی اور فحش گوئی، جھوٹی قسمیں کھانے اور بہتان وغیرہ سے پاک رکھنے کے متعلق اسلام کی اخلاقی تعلیمات ذکر کی ہیں اور جب کہ درج ذیل میں ان بداخلاقیوں کی مذمت کی جائے گی جن سے دل کو پاک رکھنا ضروری ہے اوران سے دلوں کی پاکیزگی کی ممکنہ حفاظتی تدابیر اور علاج کے طریقے ذکر کئے جائیں گے، تاکہ معاشرے میں تطہیر قلوب اور تزکیہ نفوس کے لئے راہ ہموار ہو سکے اور بداخلاقیوں کی روک تھام کر کے محاسن اخلاق کے گلشن کی آبیاری آسان سے آسان تر بنائی جا سکے اور بداخلاقیوں کی وجہ سے وطن عزیز میں جو فتنہ وفساد، قتل وغارت اور دہشت گردی جیسی خطرناک فضاء قائم ہو رہی ہے اسکا انسداد ہو سکے اور معاشرے کو اطمینان، سکون اور امن وسلامتی کا ماحول مہیا کیا جا سکے۔

چونکہ اسلام کے گلدستہ اخلاق کے لئے انتہائی خطرناک چیز غیظ وغضب، بغض وکینہ اور حسد ہے اور یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے سے تعلق رکھتی ہیں، کیونکہ حسد بغض وکینہ کا نتیجہ ہے اور بغض و کینہ غصے کا نتیجہ ہے اور دل کو ان تینوں سے پاک رکھنا انتہائی ضروری ہے، اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ ناحق غصہ دل میں کسی شخص کے بارے بغض وکینہ پیدا کرتا ہے، لہٰذا دل کو بغض وکینہ سے پاک رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ کسی شخص پر ناحق غصہ نہ کریں۔

اب ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے ناحق غصہ کی مذمت قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال وارشادات کی روشنی میں ذکر کی جائے گی، پھر غصہ پینے کے فضائل اور غصہ زائل کرنے کے مختلف طریقے اور تدابیر ذکر کی جائیں گی۔

ناحق غصہ سے دل کی پاکیزگی

☆......: غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے

☆......: غصہ نہ کیا کر!

☆......: غصہ ہر برائی کی چابی ہے

☆......: بہترین بات

☆......: سب سے بہادر شخص

☆......: غصہ کنٹرول کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے

☆......: غصہ کو زائل کرنے کی مختلف تدابیر

☆......: غصہ دور کرنے کے لیے غسل کرو

☆......: غصہ دور کرنے کے لیے وضو کرو

☆......: غصہ دور کرنے کے لیے خاموشی اختیار کرو

☆......: غصہ دو کرنے کے لیے بیٹھ جاؤ

☆......: غصہ دور کرنے کے لیے لیٹ جاؤ

☆......: غصہ دور کرنے کے لیے تعوذ پڑھو

☆......: غصہ کو دور کرنے کے دو قسم علاج

نا حق غصہ سے دل کی پاکیزگی:

یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ جب انسان کو غصہ آتا ہے تو وہ قابو سے باہر ہو جاتا ہے جس سے انسان بڑے ظالمانہ اور وحشیانہ اقدامات کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور اکثر غصہ کی حالت میں کئے گئے کاموں پر ندامت اور شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے:

غصہ بہت سارے فسادات کی بھی جڑ ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا تَغْضَبْ فَإِنَّ الْغَضَبَ مُفْسِدَةٌ ...... غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ فساد ڈالتا ہے۔

(کنز العمال، حرف الهمزة، الفصل الأول: في الأخلاق و أفعال المذمومة على ترتيب حروف المعجم، ج: 3، ص: 521، حدیث نمبر: 7709)

غصہ نہ کیا کر!:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

قُلْ لِيْ قَوْلًا وَ أَقْلِلْ لَعَلِّيْ أَعْقِلُهُ ...... مجھے کوئی بات ارشاد فرمائیں اور اس میں کمی فرمائیں تاکہ میں اس میں غور وفکر کرسکوں۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا تَغْضَبْ ...... غصہ نہ کیا کر۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مزید دو مرتبہ یہی عرض کیا، مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا کہ: غصہ نہ کیا کر۔

(مسند أبي يعلى الموصلي، تابع مسند عبد الله بن عمر رضي الله عنه، ج: 10، ص: 51، حدیث نمبر: 5685)

غصہ ہر برائی کی چابی ہے:

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اَلْغَضَبُ مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ ...... غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب :ذم الغضب و الحقد و الحسد، بیان ذم الغضب، ج: 3، ص: 166)

بہترین بات:

ایک انصاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

رَأْسُ الْحمَقِ الْحِدَۃُ وَ قَائِدُہُ الْغَضَبُ وَ مَنْ رَضِیَ بِالْجَھْلِ اِسْتَغْنٰی عَنِ الْحِلْمِ وَ الْحِلْمُ زَیْنٌ وَ مَنْفِعَۃٌ وَ الْجَھْلُ شَیْنٌ وَ مَضِرَّۃٌ وَ السُّکُوْتُ عَنْ جَوَابِ الْاَحْمَقِ جَوَابُہٗ ...... غصہ حماقت کی اصل ہے اور ناراضگی اس کی راہنما ہے اور جو جہالت پر راضی ہوتا ہے وہ بردباری سے محروم رہتا ہے، حالانکہ بردباری زینت اور نفع کا سبب ہے جبکہ جہالت عیب اور نقصان کا سبب ہے، نیز احمق کی بات کے جواب میں خاموش رہنا سعادت ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب :ذم الغضب و الحقد و الحسد، بیان ذم الغضب، ج: 3، ص: 166)

درج بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ ناحق غصہ بندے کو احمق اور پاگل بنا دیتا ہے اور حالت غصہ میں اسے غلط اور صحیح کی پہچان نہیں رہتی اور شیطان اسے اس طرح الٹ پلٹ کرتا ہے جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔

سب سے بہادر شخص:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اُدُلُّکُمْ عَلٰی اَشَدِّکُمْ؟ ...... کیا میں تمہیں تم میں سب سے بہادر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟

اَمْلَکُکُمْ لِنَفْسِہٖ عِنْدَ الْغَضَبِ ...... تم میں سب سے بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے

آپ پر زیادہ قابو پانے والا ہے۔

(کنز العمال، حرف الهمزة، الفصل الأول:في الأخلاق و الأفعال المذمومة على ترتيب حروف المعجم، ج: 3، ص: 520، حديث نمبر: 7700)

غصہ کنٹرول کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ھے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غصہ پینے والوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَ الْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ.

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے ان سے جو) غصہ پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

(القرآن الكريم، سورة آل عمران، سورت نمبر: 3، آيت نمبر: 134)

یعنی ایک اچھے مسلمان کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو آؤٹ آف کنٹرول (Out of control) نہ ہو بلکہ اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور لوگوں کو معاف کر دے۔

غصہ کو زائل کرنے کی مختلف تدابیر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ناحق غصہ کی مذمت کی اور غصہ پر قابو پانے کی فضیلت بیان فرمائی، وہاں اس کے ساتھ ساتھ غصے کو زائل کرنے کے مختلف طریقے اور تدابیر بیان کی ہیں، ذیل میں احادیث شریف کی روشنی میں ان میں سے چند طریقے ذکر کئے جاتے ہیں:

غصہ دور کرنے کے لیے غسل کرو:

☆...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّیْطَانِ وَ الشَّیْطَانُ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَ الْمَاءُ یُطْفِئُ النَّارَ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَغْتَسِلْ.

ترجمہ: غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان آگ کی پیدائش ہے اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے۔

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، خطبة الكتاب، ج: 1، ص: 84)

غصہ دور کرنے کے لیے وضو کرو:

☆......: حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَ اِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَ اِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ ...... بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور بے شک شیطان آگ سے بنایا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے پس جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب: ما یقال عند الغضب، ج: 4، ص: 396، حدیث نمبر: 4786)

غصہ دور کرنے کے لیے خاموشی اختیار کرو:

☆......: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ ...... جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ خاموشی اختیار کرے۔

(مسند امام أحمد بن حنبل، و من مسند بنی هاشم، مسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب عن النبی صلی الله علیه وسلم، ج: 1، ص: 239، حدیث نمبر: 2136)

غصہ دور کرنے کے لیے بیٹھ جاؤ:

☆......: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَ هُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ ...... جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے۔

(مسند امام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث المشایخ عن أبی بن کعب رضی الله عنه، ج: 5، ص: 152، حدیث نمبر: 21386)

غصہ دور کرنے کے لیے لیٹ جاؤ:

☆...... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَ هُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَ إِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ ...... جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب: ما يقال عند الغضب، ج: 4، ص: 395، حديث نمبر: 4784)

غصہ دور کرنے کے لیے تعوذ پڑھو:

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ يَقُوْلُ أَحَدُكُمْ إِذَا غَضِبَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ذَهَبَ غَضَبُهُ ...... اگر تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے تو اس کا غصہ چلا جائے گا۔

(المعجم الصغير، حرف الميم، باب الميم من اسمه محمد، ج: 2، ص: 197، حديث نمبر: 1021)

غصہ کو دور کرنے کے دو قسم علاج:

ان مذکورہ بالا احادیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کو دور کرنے کے لئے دو قسم کے علاج بتائے ہیں:

☆...... روحانی۔

☆...... ظاہری۔

روحانی علاج یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھ لے،

چونکہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے جب یہ پڑھ لے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کی پناہ نصیب ہو جائے گی۔

ظاہری علاج یہ ہے کہ انسان غصہ کے وقت خاموشی اختیار کرے اور کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

ایک اور بھی طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ غسل کرے یا وضو کرے، اس سے بھی منشاء یہ ہے کہ غصے کی حالت میں گرمی سے خون کا دورانیہ بڑھ جاتا ہے تو پانی پڑنے سے مزاج میں ٹھنڈک آئے گی اور غصہ کی گرمی دور ہو جائے گی۔

بیٹھنے اور لیٹ جانے سے بھی چونکہ ہیئت بدل جاتی ہے جس سے غصہ کم ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ناحق غصہ سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے اور اگر غصہ آئے تو اسے دور کرنے کے جو طریقے بتائے گئے ہیں ان پر عمل کرے تو غصہ دور ہو جائے گا۔

بغض وکینہ سے دل کی پاکیزگی

☆......: بغض وکینہ رکھنے والا رحمت خداوندی سے دور ہے

☆......: بغض رکھنے والا مغفرت سے محروم ہے

☆......: مؤمن کینہ رکھنے والا نہیں ہوتا

☆......: بغض وکینہ سے پیدا ہونے والی آٹھ خطرناک بیماریاں اوران کا علاج

بغض و کینہ سے دل کی پاکیزگی:

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر غصہ کا علاج نہ کیا جائے اور غصہ ختم نہ ہوتو دل میں اس شخص کے بارے میں بغض وکینہ بن جاتا ہے جس کا دل میں غصہ ہوتا ہے اور دل میں کسی مسلمان کے بارے بغض وکینہ کا پایا جانا انتہائی خطرناک ہے اور بغض کی وجہ سے بے شمار بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جن کا سد باب کرنا مشکل ہوتا ہے اور ان اخلاقی برائیوں میں سے ایک حسد ہے جو بغض وکینہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

بغض وکینہ رکھنے والا رحمت خداوندی سے دور ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ يَطَّلِعُ عَلٰى عِبَادِهِ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ وَ يَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِيْنَ وَ يُؤَخِّرُ أَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ ...... اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایان شان) تجلی فرماتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

(شعب الایمان، الباب الثالث و العشرون من شعب الایمان و هو باب فی الصیام، ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ج: 3، ص: 382، حدیث نمبر: 3835)

اس ارشاد گرامی سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے قریب تر اور ہر عام و خاص کے لئے اعلان کر رہی ہوتی ہے اس وقت بھی دل میں کسی مسلمان بھائی کا بغض وکینہ رکھنے والوں کو رحمت خداوندی سے حصہ نصیب نہیں ہوتا اور انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

بغض رکھنے والا مغفرت سے محروم ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

تُعْرَضُ أَعْمَالُ بَنِي آدَمَ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَفِي كُلِّ يَوْمِ خَمِيسٍ فَيَرْحَمُ الْمُتَرَحِّمِينَ وَ يَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِينَ ثُمَّ يَذَرُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ ...... پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ آپس میں بغض رکھنے والے اور قطع رحمی کرنے والوں کے علاوہ سب کے گناہ بخش دیتا ہے

(المعجم الکبیر، باب العین، عبد الله بن مسعود الهذلی، ج: 10، ص: 10، حدیث نمبر: 9776)

مؤمن کینہ رکھنے والا نہیں ہوتا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِحُقُوْدٍ ...... مومن کینہ رکھنے والا نہیں ہوتا۔

(احیاء علوم الدین، الباب الرابع فی سبب اقبال الخلق علی علم الخلاف، بیان: آفات المناظرة و ما یتولد منها من مهلکات الأخلاق، ج: 1، ص: 46)

بغض و کینہ سے پیدا ہونے والی آٹھ خطرناک بیماریاں اور ان کا علاج:

جب کسی مسلمان کے بارے دل میں بغض و کینہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو ختم نہ کرنے سے آٹھ برائیاں پیدا ہوتی ہیں، جن کو معلم الاخلاق، حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

1...... اَلْحَسَدُ وَ هُوَ أَنْ يَحْمِلَكَ الْحِقْدُ عَلٰى أَنْ تَتَمَنّٰى زَوَالَ النِّعْمَةِ عَنْهُ فَتَغْتَمُّ بِنِعْمَةٍ إِنْ أَصَابَهَا وَ تُسَرُّ بِمُصِيبَةٍ إِنْ نَزَلَتْ بِهِ وَ هٰذَا مِنْ فِعْلِ الْمُنَافِقِينَ ...... بغض وکینہ کی وجہ سے کوئی شخص یہ تمنا کرے کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہے اور اگر اس پر مصیبت آجائے تو یہ خوش ہو، یہ حسد ہے اور حسد منافقین کا کام ہے۔

2...... أَنْ تَزِيدَ عَلٰى إِضْمَارِ الْحَسَدِ فِي الْبَاطِنِ ...... دل میں حسد کا بڑھ جانا، یہ بھی کینہ کی وجہ سے ہے۔

3......: أَنْ تَهْجُرَهُ وَ تَصَارَمَهُ وَ تَنْقَطِعَ عَنْهُ وَ إِنْ طَلَبَكَ وَ أَقْبَلَ عَلَيْكَ ......
کسی شخص کا دوسرے سے علیحدہ ہونا اور قطع تعلق کرنا اگرچہ وہ ملنے کا طالب اور پاس آنے کی جانب مائل ہو مگر خود اس سے دور رہنا۔

4......: أَنْ تَعْرَضَ عَنْهُ اِسْتِصْغَارًا ...... دوسرے شخص کو بلاوجہ حقیر وذلیل سمجھنا۔

5......: أَنْ تَتَكَلَّمَ فِيْهِ بِمَا لَا يَحِلُّ مِنْ كِذْبٍ وَّ غِيْبَةٍ وَّ اِفْشَاءِ سِرٍّ وَّ هِتْكِ سَتْرٍ وَ غَيْرِهِ ...... دوسرے کے متعلق ناجائز کلمات زبان پر لانا جیسے جھوٹ، غیبت، راز فاش کرنا اور پردہ دری وغیرہ۔

6......: أَنْ تَحْكِيْهِ اِسْتِهْزَاءً بِهِ وَ سُخْرِيَةً مِنْهُ ...... باتوں میں کسی کی استہزاء کرنا اور کسی کا مذاق بنانا۔

7......: اِيْذَاؤُهُ بِالضَّرْبِ وَ مَا يُؤْلِمُ بَدَنَهُ ...... کسی کو مار کر جسمانی ایذا پہنچانا۔

8......: أَنْ تَمْنَعَهُ حَقَّهُ مِنْ قَضَاءِ دَيْنٍ أَوْ صِلَةِ رِحْمٍ أَوْ رَدِّ مَظْلَمَةٍ وَ كُلُّ ذَالِكَ حَرَامٌ ...... اگر کسی کا حق اپنے ذمہ ہو تو اس کی ادائیگی نہ کرنا، صلہ رحمی بجا نہ لانا یا کسی کی کسی چیز پر قبضہ کیا ہو تو اسے واپس نہ کرنا، یہ تمام کام حرام ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: ذم الغضب و الحقد و الحسد، القول فی معنی الحقد و نتائجه و فضیلة العفو و الرفق، ج: 3، ص: 181)

یہ درج بالا آٹھ کام ایسے ہیں جو شریعت مطہرہ میں ناجائز اور حرام ہیں اور کینہ کا ادنی درجہ یہ ہے کہ انسان ان آٹھ برائیوں سے اجتناب کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نوبت ہی نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ناجائز غصہ اور بغض وکینہ سے محفوظ رکھے۔

حسد سے دل کی پاکیزگی

☆...... قرآن مجید کی روشنی میں حسد کی مذمت

☆...... حدیث شریف کی روشنی میں حسد کی مذمت

☆...... حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

☆...... آپس میں حسد نہ کرو

☆...... حسد سے پاک دل والا جنتی قرار پایا

☆...... چھ قسم کے بدنصیب لوگ

☆...... عرش الٰہی کے سائے میں قابل رشک شخص کون؟

☆...... پہلا گناہ اور پہلا قتل، حسد کی وجہ سے ہوا

☆...... ایک حاسد کا عبرت ناک انجام

حسد سے دل کی پاکیزگی:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ غصہ سے بغض و کینہ پیدا ہوتا ہے اور بغض و کینہ سے حسد پیدا ہوتا ہے اور حسد اس چیز کا نام ہے کہ اگر ایک شخص پر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی احسان فرمائے مثلاً اس کو علم و فضل، مال و دولت، عزت و شہرت یا اور کوئی دینی یا دنیاوی نعمت عطا فرمائے تو وہ ان نعمتوں کو اُس کے لیے پسند نہ کرے اور اس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں اس سے چھین لی جائیں، یہ چیز شریعت مطہرہ میں انتہائی بری ہے اور قرآن و سنت میں حسد کی مذمت کی گئی ہے

قرآن مجید کی روشنی میں حسد کی مذمت:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ...... یا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اُس پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں (لوگوں کو) اپنے فضل سے دیا۔

(القرآن الکریم، سورۃ النساء، سورت نمبر: 4، آیت نمبر: 54)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر خاص فضل و کرم فرمایا اور انہیں قرآن و ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا جس (فضل و کرم) کو دیکھ کر یہودی جلتے مرتے تھے اور ان کی یہ خواہش تھی کہ یہ دولت مسلمانوں سے چھین لی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد اخلاقی حیثیت سے انتہائی خطرناک ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر مسلمان کو اس خطرہ سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ...... (اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں) برا چاہنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الفلق، سورت نمبر: 113، آیت نمبر: 5)

حدیث شریف کی روشنی میں حسد کی مذمت:

حسد نیکیوں کو کھا جاتا ھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَ الْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.

ترجمہ: حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب:فی الحسد، ج: 4، ص: 427، حدیث نمبر: 4905)

آپس میں حسد نہ کرو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحَاسَدُوْا وَ لَا تَبَاغَضُوْا وَ لَا تَقَاطَعُوْا وَ کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا.

ترجمہ: آپس میں حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ آپس میں ناطہ توڑو، اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ و الآداب، باب:النھی التحاسد و التباغض و التدابر، ج: 8، ص: 9، حدیث نمبر: 6695)

حسد سے پاک دل والا جنتی قرار پایا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

یَطَّلِعُ عَلَیْکُمُ الْآنَ مِنْ ھٰذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ.

اب اس راستے سے ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آئے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَطَلَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْیَتُہٗ مِنْ وَضُوْئِہٖ وَ قَدْ عَلَّقَ نَعْلَیْہِ فِیْ یَدِہِ الشِّمَالِ فَسَلَّمَ

تھوڑی دیر بعد ایک انصاری شخص آیا، جس کی داڑھی میں سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا وہ بائیں

ہاتھ میں جوتے پکڑے ہوئے نمودار ہوا اور اس نے سلام کیا۔

دوسرے اور تیسرے دن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی کلمات فرمائے اور وہ ہی شخص دوسرے اور تیسرے دن بھی آیا۔

تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ:

مجھ میں اور میرے باپ میں تکرار ہوگئی ہے، اس پر میں نے قسم کھائی ہے کہ تین دن ان کے پاس نہیں جاؤں گا، اگر آپ اجازت دیں تو کچھ دن آپ کے یہاں سو سکتا ہوں؟

انہوں نے جواب میں کہا کہ: کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تین راتیں ان کے گھر میں سوئے اور دیکھا کہ:

فَلَمْ يَرَهُ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهُ اِذَا تَعَارَضَ مِنَ اللَّيْلِ وَ تَقَلَّبَ عَلٰى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللّٰهَ وَ كَبَّرَهُ حَتّٰى يَقُوْمَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ غَيْرَ اَنَّهُ اِذَا تَعَارَضَ مِنَ اللَّيْلِ لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا.

وہ شخص رات کو قیام بھی نہیں کرتا، صرف ہر کروٹ پر ذکر الٰہی کرتا ہے اور اس کی تکبیر بیان کرتا ہے یہاں تک کہ صبح کا وقت ہو جاتا ہے، ہاں اتنا پتہ چلا کہ جب بھی اس شخص نے کوئی بات کہی تو بہتر ہی کہی۔

جب تین دن گزر گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کے جنتی ہونے کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہ آئی، تو میں نے ان سے حقیقت کی آگاہی کے لیے عرض کیا کہ:

یہ رتبہ کس طرح ملا، کوئی عظیم عمل نظر نہیں آیا؟

تو انہوں نے جواب دیا:

مَا هُوَ اِلَّا مَا رَاَيْتَ غَيْرَ اَنِّيْ لَا اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ عَلٰى اَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا وَّ لَا اَحْسُدُهُ عَلٰى خَيْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ.

بس یہی کچھ ہے جو تم نے دیکھا مگر اتنی بات ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو عطا فرماتا ہے اس پر میرے دل میں کوئی کدورت اور حسد نہیں ہوتا۔

تو میں (حضرت عبداللہ بن عمرو) نے کہا کہ: بس یہی ہے جس سے تم کو رتبہ ملا۔

(شعب الایمان، باب فی الحث علی ترك الغل والحسد، ج: 5، ج: 264، حدیث نمبر: 6605)

چھ قسم کے بد نصیب لوگ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

سِتَّةٌ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ قَبْلَ الْحِسَابِ بِسَنَةٍ ...... چھ قسم کے لوگ حساب سے ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔

عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1: اَلْأُمَرَاءُ بِالْجَوْرِ ...... حکمران، ظلم کرنے کی وجہ سے،

2: اَلْعَرَبُ بِالْعَصْبِيَّةِ ...... عرب، عصبیت اور طرف داری کی وجہ سے،

3: اَلدَّهَاقِيْنَ بِالتَّكَبُّرِ ...... سردار، تکبر کی وجہ سے،

4: اَلتُّجَّارُ بِالْخِيَانَةِ ...... تجارت کرنے والے، خیانت کی وجہ سے،

5: أَهْلُ الرُّسْتَاقِ بِالْجَهَالَةِ ...... دیہاتی لوگ، جہالت کی وجہ سے،

6: اَلْعُلَمَاءُ بِالْحَسَدِ ...... علماء، حسد کی وجہ سے (حساب سے ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہوں گے)۔

(احیاء علوم الدین، کتاب: ذم الغضب و الحقد و الحسد، القول فی ذم الحسد و فی حقیقته، ج: 3، ص: 188)

عرش الٰہی کے سائے میں قابل رشک شخص کون؟

جب حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرش کے سائے میں ایک شخص کو دیکھا تو اس کے مرتبہ پر بڑا رشک آیا اور کہا کہ بے شک یہ شخص اپنے رب کی بارگاہ میں بڑا معزز ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے اس کا نام پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا نام نہ بتایا بلکہ یہ

فرمایا کہ میں تمہیں اس کے تین عمل بتاتا ہوں:

1: كَانَ لَا يَحْسُدُ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ...... یہ ان نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمائی تھیں،

2: كَانَ لَا يَعُقُّ وَالِدَيْهِ ...... اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا،

3: وَ لَا يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ...... اور چغل خوری نہیں کرتا تھا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب :ذم الغضب و الحقد و الحسد، القول فی ذم الحسد و فی حقیقته، ج: 3، ص: 188)

حسد کرنے والا شخص درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نعمت کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر و تقسیم پر راضی نہیں ہے جو کہ انتہائی مذموم ہے۔

پہلا گناہ اور پہلا قتل، حسد کی وجہ سے ہوا:

بزرگان دین رحمہم اللہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حسد وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی، ابلیس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے معاملے میں ان سے حسد کیا اور اسی حسد کی وجہ سے ابلیس شیطان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ سب سے پہلا انسان جو قتل ہوا وہ بھی حسد کی وجہ سے ہوا کیونکہ حسد ہی نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الفلق، ج: 10، ص: 420)

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حسد کتنی برائیوں کی جڑ ہے اور کیسے کیسے فتنے اور لڑائیاں حسد کی وجہ سے معاشرے میں رونما ہوتی ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ:

حسد کرنے والا شخص مجلس میں ذلت اور مذمت پاتا ہے، فرشتوں سے لعنت اور عداوت پاتا ہے، مخلوق سے غم اور پریشانیاں اٹھاتا ہے، نزع کے وقت سختی اور مصیبت سے دوچار ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی میدان حشر میں ذلت، رسوائی، توہین اور مصیبت پائے گا۔

ایک حاسد کا عبرت ناک انجام:

ایک نیک شخص کسی بادشاہ کے پاس نصیحت کرنے کے لیے بیٹھا کرتا تھا اور وہ اس سے کہا کرتا تھا: اچھے لوگوں کے ساتھ ان کی اچھائی کی وجہ سے اچھا سلوک کرو کیونکہ برے لوگوں کے لیے ان کی برائی ہی کافی ہے۔

ایک جاہل آدمی کو اس نیک شخص کی بادشاہ کے ساتھ قربت و نزدیکی پر حسد ہوا تو اس نے اس نیک آدمی کے قتل کی سازش تیار کر دی اور بادشاہ کو کہا کہ یہ شخص آپ کو بدبودار سمجھتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ اس کے قریب جائیں گے تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تا کہ آپ کی بدبو سے بچ سکے۔

بادشاہ نے کہا تم جاؤ میں خود اس کو دیکھ لوں گا۔

یہ سازشی وہاں سے نکلا اور اس نیک شخص کو اپنے گھر دعوت پر بلا کر لہسن کھلا دیا، وہ نیک شخص وہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس آیا اور حسب عادت بادشاہ کو نصیحت کی تو بادشاہ نے کہا کہ میرے قریب آؤ۔

وہ قریب آیا تو اس نے اس خوف سے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ دیا کہ کہیں بادشاہ کو لہسن کی بو نہ آئے، بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ واقعی یہ مجھ سے نفرت کرتا ہے اور اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ کسی کے لیے اپنے ہاتھ سے صرف انعام دینے کا ہی فرمان لکھا کرتا تھا لیکن اب کی بار اس نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے لکھا کہ:

جب میرا خط لانے والا یہ شخص تمہارے پاس آئے تو اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال میں بھوسہ بھر کر میرے پاس بھیج دینا۔

اس نیک شخص نے وہ خط لیا اور دربار سے نکلا تو وہی سازشی شخص اسے ملا اس نے پوچھا کہ یہ خط کیسا ہے؟۔

نیک شخص نے جواب دیا کہ بادشاہ نے مجھے انعام لکھ کر دیا ہے۔

سازشی شخص نے کہا کہ یہ مجھے ہبہ کر دو۔ تو اس نیک شخص نے کہا کہ تم لے لو۔

پھر جب وہ شخص خط لے کر عامل کے پاس پہنچا تو اس عامل نے اس سے کہا کہ تمہارے خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر دوں اور تمہاری کھال میں بھوسہ بھر کر بادشاہ کو بھیج دوں، اس نے کہا کہ یہ خط میرے لیے نہیں ہے میرے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ میں بادشاہ سے رابطہ کرسکوں۔

تو عامل نے کہا کہ بادشاہ کا خط آنے کے بعد اس سے رجوع نہیں کیا جاسکتا۔

لہذا عامل نے اسے ذبح کر کے اور اس کی کھال بھوسے سے بھر کر بادشاہ کو بھیج دی۔

پھر وہی نیک شخص حسب عادت بادشاہ کے پاس آیا اور اپنی بات دہرائی کہ اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

تو بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا کہ تم نے خط کا کیا کیا؟

اس نے جواب دیا کہ مجھے فلاں شخص ملا تھا، اس نے مجھ سے وہ خط مانگا تو میں نے اسے دے دیا۔

تو بادشاہ نے کہا کہ اس نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم کہتے ہو کہ میرے جسم سے بو آتی ہے۔

تو اس نیک شخص نے جوب دیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کہا۔

پھر بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟

اس نے بتایا کہ اسی شخص نے مجھے لہسن کھلا دیا تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ آپ اس کی بو سونگھیں۔

بادشاہ نے کہا کہ تم سچے ہو، اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ، برے آدمی کی برائی اسے کفایت کر گئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب و الحقد و الحسد، بیان حقیقة الحسد و حکمه، ج:3، ص: 189)

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بغض وحسد سے پاک فرمائے۔

ریا اور نمائش سے دل کی پاکیزگی

☆......: ریا کی لغوی واصطلاحی تعریف

☆......: قرآن مجید کی روشنی میں ریا کاری کی مذمت

☆......: احادیث مقدسہ کی روشنی میں ریا کاری کی مذمت

☆......: ریا کاری کی پہچان اور اس کی مختلف صورتیں

☆: ریا بالاحوال ☆: ریا بالاقوال

☆: ریا بالاعمال ☆: ریا بالاصحاب

☆......: ریا کے مختلف چار درجات

☆: ایمان میں ریا ☆: فرض عبادات میں ریا

☆: نفلی عبادات میں ریا ☆: عمل جتانے میں ریا

☆......: ریا کاروں کے چند درجات

☆......: ریا کاری کی اقسام

☆: ریا جلی ☆: ریا خفی

☆......: ریا کاری کا علاج

☆: علمی دوا ☆: عملی دوا

ریا اور نمائش سے دل کی پاکیزگی:

ریا کاری بندہ مومن کے لیے انتہائی خطرناک اور مہلک مرض ہے جس سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، لعنت اور دوری کا سبب ہے اور کبیرہ گناہ ہے، اس کی آفات اور مہلکات اس قدر مخفی ہیں کہ بڑے بڑے علماء کو بھی معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ یہ نفس کے خفیہ فریبوں میں سے ہے۔

لہٰذا رضائے الٰہی کے حصول اور قرب خداوندی کے لیے ضروری ہے کہ دل کو ریا سے محفوظ رکھا جائے اگرچہ آج کے پرفتن دور میں ریا کاری سے بچنا مشکل ہے تاہم اس مذموم اور ہلاک کرنے والی خصلت کے ادارک اور تدارک کی کوشش کرنی چاہیے، اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں ریا کاری کی مذمت اور اس کے برے انجام ونتائج کو درج ذیل سطور میں تحریر کیا جاتا ہے۔

ریا کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

ریا: لغت میں دکھاوے اور نمود و نمائش کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں ریا کاری کی تعریف یہ ہے کہ: بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے عبادت کرے، مثلاً: لوگوں کو اپنی عبادت اور کمال سے آگاہ کرنا مقصود ہو تا کہ اسے لوگوں سے مال وجاہ یا تعریف وغیرہ حاصل ہو۔

قرآن مجید کی روشنی میں ریا کاری کی مذمت:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ریا کاری کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:

○...... : اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ...... (ہلاکت ہے) ان لوگوں کے لیے جو دکھاوا کرتے ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ الماعون، سورت نمبر: 107، آیت نمبر: 6)

نماز بھی ہلاکت و بربادی کا سبب بن سکتی ھے:

اس سے پہلی آیت میں نمازیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز اگرچہ سب سے اعلیٰ اور افضل عبادت ہے لیکن اس میں بھی اگر ریا کاری کا عمل دخل ہو تو اجر وثواب کا باعث ہونے کی بجائے ہلاکت وتباہی کا سبب بنتی ہے۔

○...... : لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ...... اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے (اپنے عمل میں ریا کاری نہ کر)۔

(القرآن الکریم، سورۃ الکھف، سورت نمبر : 18، آیت نمبر : 110)

یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنی عبادت اور عمل پر اجر کے ساتھ ساتھ تعریف کے بھی خواہاں ہیں۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اگر رضائے الٰہی کے علاوہ کوئی غرض فاسد ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں اور لوگوں کے دکھاوے اور نمائش کے لیے کی جانے والی عبادت بھی مردود ہے۔

ریاکاری اور نمود و نمائش سے جہاد اور صدقات بھی رائیگاں ہو جاتے ہیں:

○...... : وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ ...... اور ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ جو اپنے گھروں سے شیخی مارتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کے لیے نکلے ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ الأنفال، سورت نمبر : 8، آیت نمبر : 47)

یعنی جہاد میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ محض اپنی طاقت کا غرور اور اپنی قوت کی نمائش تمہاری لڑائی کا مقصد نہ ہو بلکہ حق کی مدد اور اعلائے کلمۃ الحق تمہارا مقصود ہو اور اگر جہاد جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی میں بھی ریاکاری مقصود ہو تو جہاد کی قربانی بھی رائیگاں ہو جائے گی۔

☆...... : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ...... اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

(القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، سورت نمبر : 2، آیت نمبر : 264)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ زکوۃ، صدقات و خیرات اور لوگوں کے ساتھ مالی تعاون

کرتے ہوئے بھی مقصد محض ریاکاری ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مقصود نہ ہو تو سخاوت جیسا اچھا عمل بھی باطل قرار پاتا ہے اور سخاوت کرنے والے کو کچھ ثواب نہیں ملتا۔

ان قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ ریاکاری اور نمود ونمائش سے نماز، زکوۃ، خیرات اور جہاد جیسے عظیم اور نیک اعمال بھی برباد ہو جاتے ہیں کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیک نیتی، اخلاص وللہیت پر ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ...... تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(صحيح البخاری، كتاب بدء الوحی، باب: كيف كان بدء الوحی الی رسول الله صلی الله عليه وسلم، ج: 1، ص: 3، حديث نمبر: 1)

احادیث مقدسہ کی روشنی میں ریاکاری کی مذمت:

ہمارے پیارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات عالیہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا سبق دیا ہے اور اعمال میں نمود ونمائش، دکھاوے و ریاکاری کی سخت مذمت فرمائی ہے، اس کے متعلق چند احادیث مبارکہ ذیل کی سطور میں ذکر کی جاتی ہیں:

ریاکاری شرک اصغر ہے:

☆...... حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ ...... مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شرک اصغر کیا ہے؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرِّيَاءُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عزوجل لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا

اِلَی الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِی الدُّنْیَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً ...... ریا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان (ریا کاری کرنے والے) لوگوں سے ارشاد فرمائے گا، جب کہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جارہی ہوگی، کہ تم (ریا کاری کرنے والو) ان کے پاس چلے جاؤ جن کے لیے تم دنیا میں ریاکاری کرتے تھے پس دیکھو کہ کیا تم ان کے ہاں کوئی جزا پاؤ گے؟

(مسند امام أحمد بن حنبل، باقی مسند الأنصار، حدیث محمود بن لبید، ج: 5، ص: 428، حدیث نمبر: 23680)

☆ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلشِّرْكُ أَخْفٰى فِیْ أُمَّتِیْ مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا ...... میری امت کا شرک چیونٹی کے چکنی چٹان پر چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہوگا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزهد، باب: منه من الريا و خفائه، ج: 10، ص: 384، حدیث نمبر: 17668)

ان ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ ریا شرک اصغر ہے اور اس قدر مخفی ہوتا ہے کہ اندھیری رات میں چکنی چٹان پر چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہوتا ہے اور کوئی آدمی کسی مرتبہ کی خاطر عمل کرے تو یہ بھی شرک خفی ہے اور ظلم کی بات کو پسند کرنا اور عدل و انصاف سے نفرت کرنا بھی شرک خفی میں شامل ہے۔

قاری قرآن، سخی اور شهید بھی ریاکاری کی وجہ سے جہنم میں داخل:

☆ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ کرنے کے لیے ان پر تجلی فرمائے گا، اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی، سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا

ان میں ایک قرآن مجید کا حافظ، دوسرا راہ خدا میں مارے جانے والا (شہید) اور تیسرا بہت مالدار شخص ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قاری قرآن سے کہے گا کہ:

اَلَمْ اُعَلِّمْكَ مَا اَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِيْ؟ ...... کیا میں نے تجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟

وہ عرض کرے گا:

بَلٰى يَا رَبِّ ...... کیوں نہیں اے میرے رب!،

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ:

فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا عَلِمْتَ ...... تو نے اپنے علم پر عمل کتنا کیا؟

وہ عرض کرے گا کہ:

كُنْتُ اَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ...... دن رات میں قیام کرتا رہا (قرآن مجید کو پڑھتا رہا)

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

كَذَبْتَ ...... تو جھوٹا ہے،

بَلْ اَرَدْتَ اَنْ يُقَالَ اِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ ...... تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔

پھر مالدار شخص کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

اَلَمْ اُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ اَدَعْكَ تَحْتَاجُ اِلٰى اَحَدٍ ...... کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو وسیع نہیں کیا، یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہ چھوڑا؟

تو وہ عرض کرے گا کہ:

بَلٰى يَا رَبِّ ...... کیوں نہیں اے میرے رب!،

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ:

فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا آتَيْتُكَ ...... تو نے میرے عطا کئے ہوئے مال میں کیا کیا؟

وہ عرض کرے گا:

كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَ أَتَصَدَّقُ ...... میں صلہ رحمی اور صدقہ کرتا تھا،

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَذَبْتَ ...... تو جھوٹا ہے،

بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ ...... تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت سخی ہے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔

پھر راہ خدا میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا:

فِيْمَا ذَا قُتِلْتَ ...... تجھے کیوں قتل کیا گیا؟

وہ عرض کرے گا کہ:

أُمِرْتَ بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ ...... مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں مرتے دم تک لڑتا رہا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَذَبْتَ ...... تو جھوٹا ہے،

بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ ...... بلکہ تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے فلاں بہت بہادر اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ...... اے ابو ہریرہ! یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب: الریا و السمعۃ ج: 4، ص: 591، حدیث نمبر: 2382)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ وہ فضیلتیں اور عظمتیں جو قابل قدر بھی ہیں اور باعث اجر و

ثواب بھی اگر وہ کارہائے فضیلت وعظمت ریاکاری اور نمود ونمائش کی غرض سے کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت نہیں پاسکیں گے اور حافظ، قاری، عالم، بہادر، مجاہد، شہید اور سخی افراد بھی قیامت کے دن ان امور خیر پر اجر وثواب کے مستحق نہیں ٹھہریں گے کیونکہ ان کے اعمال صالحہ میں ریاکاری اور دکھاوے کا عمل دخل ہوگا اور انہیں گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ جن کی خاطر اعمال کرتے تھے انہی سے اجر وثواب تلاش کرو، جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اجر وثواب نہیں دے سکے گا اور وہ ریاکار انتہائی مایوس، ناامید اور ذلیل وخوار ہوگا۔

زیادہ عمل والا جہنمی اور کم عمل والا جنتی کیسے قرار پایا!:

☆...... حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ یَرْفَعُوْنَ اَعْمَالَ الْعَبْدِ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ یَسْتَکْثِرُوْنَہٗ وَ یُزَکُّوْنَہٗ حَتّٰی یَبْلُغُوْا بِہٖ اِلٰی حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ مِنْ سُلْطَانِہٖ ...... فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندے کے عمل کو زیادہ سمجھتے ہوئے لے جارہے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا وہ وہاں پہنچ جائیں گے،

فَیُوْحِی اللّٰہُ اِلَیْھِمْ ...... تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرمائے گا،

اَنْتُمْ حَفَظَۃٌ عَلٰی عَمَلِ عَبْدِیْ وَ اَنَا رَقِیْبٌ عَلٰی مَا فِیْ نَفْسِہٖ ...... تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں،

اِنَّ عَبْدِیْ ھٰذَا لَمْ یَخْلُصْ لِیْ وَ لَمْ یَخْلُصْ عَمَلَہٗ فَاجْعَلُوْہُ فِیْ سِجِّیْنَ ...... میرا یہ بندہ میرے لیے عمل کرنے میں مخلص نہیں تھا، لہٰذا اسے سجین میں لے جاؤ،

وَ یَصْعَدُوْنَ بِعَمَلِ الْعَبْدِ یَسْتَقِلُّوْنَہٗ وَ یَحْقِرُوْنَہٗ حَتّٰی یَنْتَھُوْا اِلٰی حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ مِنْ سُلْطَانِہٖ ...... اسی طرح فرشتے ایک بندے کے عمل کو حقیر اور کم سمجھتے ہوئے لے جارہے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا وہاں پہنچ جائیں گے۔

فَيُوحِي اللّٰهُ اِلَيْهِمْ ...... تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرمائے گا کہ:

اَنْتُمْ حَفَظَةٌ عَلٰى عَمَلِ عَبْدِيْ وَ اَنَا رَقِيْبٌ عَلٰى مَا فِيْ نَفْسِهٖ ...... اے فرشتو! تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں،

اِنَّ عَبْدِيْ هٰذَا اَخْلَصَ عَمَلَهٗ فَاكْتُبُوْهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ ...... میرا بندہ عمل کرنے میں مخلص تھا، لہٰذا اسے علیین میں لے جاؤ۔

• (الزهد، باب :ذم الريا و العجب و غير ذالك، صفحه نمبر : 153 ، حديث نمبر : 452)

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ ایک شخص نیک اعمال کی کثرت کی وجہ سے اگر جنت کی طرف جا رہا ہوگا تو ریاکاری کی وجہ سے اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اگر نیک اعمال کی کمی کی وجہ سے اسے جہنم کی طرف فرشتے لے جا رہے ہوں گے تو اس کے اخلاص اور للّٰہیت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، لہٰذا نیک اعمال میں کثرت بھی ہونی چاہیے اور اخلاص و للّٰہیت بھی، اور ریاءکاری اور نمود و نمائش ہر گز مقصود نہیں ہونی چاہیے۔

ریاکاری کی تباہ کاری:

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا تَسْتَعِيْذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذَالِكَ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ ...... بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے،

اَعَدَّ ذَالِكَ الْوَادِيَ لِلْمُرَائِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم لِحَامِلِ كِتَابِ اللّٰهِ وَ لِلْمُصَدِّقِ فِيْ غَيْرِ ذَاتِ اللّٰهِ وَ لِلْحُجَّاجِ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَ لِلْخَارِجِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

...... اللہ تعالیٰ نے یہ وادی امت محمدیہ کے ان ریاکاروں کے لیے تیار کی ہے جو قرآن پاک کے حافظ، اللہ کے سوا کے لیے صدقہ کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے گھر کے حاجی اور راہ خدا میں نکلنے

والے ہوں گے۔

(المعجم الكبير، باب العين، أحاديث عبد الله بن العباس، ج: 12، ص: 175، حديث نمبر: 12835)

یعنی جہنم کی یہ وادی ان ریاکاروں کے لیے ہوگی جنہوں نے محض دکھاوے اور ریاکاری کے لیے قرآن مجید حفظ کیا، سخاوت کی، حج کیا اور جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود نہ تھی، ان ریاکاروں سے جہنم کی وادی بھی پناہ مانگتی ہے۔

ریاکار جنت کی خوشبو نہیں پائے گا:

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

رِیْحُ الْجَنَّةِ تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ وَ لَا یَجِدُھَا مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ ...... جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے مگر آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنے والا اسے نہ پا سکے گا۔

(كنز العمال، الكتاب الثالث فی الأخلاق، الباب الثانی:فی الأخلاق و الأفعال المذمومة، الفصل الأول:فی الأخلاق و الأفعال المذمومة علی ترتيب حروف المعجم، ج: 3، ص: 474، حديث نمبر: 7492)

ریاکاری کا انجام بد:

☆...... حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ یُّسَمِّعْ یُسَمِّعِ اللّٰہُ بِهٖ وَ مَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِیْ اللّٰہُ بِهٖ وَمَنْ كَانَ ذَا لِسَانَیْنِ فِی الدُّنْیَا جَعَلَ اللّٰہُ لَهٗ لِسَانَیْنِ مِنْ نَارٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ: جو دکھاوے کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے گا اور جو شہرت کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے اس کے سبب عذاب دے گا اور دنیا میں جس کی دو زبانیں ہوں گی اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن آگ سے اس کی دو زبانیں بنا دے گا۔

(المعجم الکبیر، باب الجیم، جندب بن عبد اللہ البجلی، ج: 2، ص: 170، حدیث نمبر: 1697)

قرب جنت سے جہنم کی طرف سفر:

☆...... حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُؤْمَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِنَاسٍ مِّنَ النَّاسِ إِلَى الْجَنَّةِ حَتّٰى إِذَا دَنَوْا مِنْهَا وَ اسْتَنْشَقُوْا رِيْحَهَا وَ نَظَرُوْا إِلٰى قُصُوْرِهَا وَ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِأَهْلِهَا فِيْهَا ...... قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا جب وہ جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کے محلات اور جنتیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ نعمتوں کو دیکھ لیں گے تو:

نُوْدُوْا أَنْ اصْرِفُوْهُمْ عَنْهَا لَا نَصِيْبَ لَهُمْ فِيْهَا ...... ندا دی جائے گی کہ انہیں لوٹا دو، کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے،

تو وہ ایسی حسرت لیکر لوٹیں گے جیسی اولین وآخرین نے نہ پائی ہوگی، پھر عرض کریں گے کہ:

يَا رَبَّنَا! لَوْ أَدْخَلْتَنَا النَّارَ قَبْلَ أَنْ تُرِيَنَا مَا أَرَيْتَنَا مِنْ ثَوَابِكَ وَ مَا أَعْدَدْتَ فِيْهَا لِأَوْلِيَائِكَ كَانَ أَهْوَنَ عَلَيْنَا ...... اے ہمارے رب! اگر تو ہم کو اپنا ثواب اور جو کچھ تو نے اپنے بندوں کے لیے تیار کیا ہے، یہ سب کچھ دکھانے سے پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیتا تو اس میں ہمارے لیے آسانی تھی،

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ:

ذَاكَ أَرَدْتُّ بِكُمْ كُنْتُمْ إِذَا خَلَوْتُمْ بَارَزْتُمُوْنِيْ بِالْعَظَائِمِ فَإِذَا لَقِيْتُمُ النَّاسَ لَقِيْتُمُوْهُمْ مُخْبِتِيْنَ تُرَاؤُوْنَ النَّاسَ بِخِلَافِ مَا تُعْطُوْنِيْ مِنْ قُلُوْبِكُمْ هِبْتُمُ النَّاسَ وَ لَمْ تَهَابُوْنِيْ وَ أَجْلَلْتُمُ النَّاسَ وَ لَمْ تُجِلُّوْنِيْ وَ تَرَكْتُمْ لِلنَّاسِ وَ لَمْ تَتْرُكُوْا لِيْ فَالْيَوْمَ أُذِيْقُكُمْ أَلِيْمَ الْعَذَابِ مَعَ مَا حَرَمْتُكُمْ مِنَ الثَّوَابِ ...... میں نے ارادہ سے تمہارے ساتھ

ایسا کیا ہے، جب تم تنہائی میں ہوتے ہو تو میرے ساتھ اعلان جنگ کرتے ہو اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے ہو تو میری بارگاہ میں دوغلے پن سے حاضر ہوتے ہو نیز لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کرتے ہو جب کہ تمہارے دلوں میں میری خاطر اس سے برعکس صورت ہوتی ہے، لوگوں سے محبت کرتے ہو جبکہ مجھ سے محبت نہیں کرتے، لوگوں کی عزت کرتے ہو جبکہ میری عزت نہیں کرتے، لوگوں کے لیے عمل چھوڑ دیتے ہو مگر میرے لیے برائی نہیں چھوڑتے، آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔

(المعجم الأوسط، من اسمه محمد، ج: 5، ص: 335، حديث نمبر: 5478)

قرآن مجید کی نصوص قطعیہ اور احادیث مقدسہ میں جس قدر ریاکاری کی مذمت آئی ہے اس سے اس کی حرمت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں رہا اور آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی ریاکاری کی مذمت اور حرمت میں متفق ہیں اور ریاءکاری کے گناہ کبیرہ ہونے پر امت کا اجماع ہے، ہر دور کے صالحین نے اس سے سخت نفرت اور بےزاری کا اظہار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے اور مقبول بندوں کے طفیل ہمیں ریا کی حقیقت سے آگاہی عطا کرے اور اس کے علاج اور دل کی پاکیزگی کی ہمیں توفیق نصیب فرمائے۔

ریاکاری کی پہچان اور اس کی مختلف صورتیں:

اصحاب علم وفضل، ماہرین اخلاقیات نے ریاکاری کی پہچان کے درج ذیل طریقے ذکر کیے ہیں:

☆......1: **ریا بالاحوال** (ظاہری حالات دیکھ کر ریاکاری کی پہچان):

اس کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کا اپنے جسم پر تھکن ظاہر کرنا، پراگندہ بال اور گھٹیا شکل کا اظہار، غم کی کثرت، غذا کی قلت اور اہم کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے آپ پر توجہ نہ دینے اور لگاتار روزوں اور شب بیداریوں، دنیا والوں سے بےرغبتی اور عبادت میں خوب کوشش کا وہم پیدا کرنے کے لیے پست آواز میں بولنا اور آنکھیں بند رکھنا۔

بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایسے ریاکاری اور ملمع سازی کرنے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ ذلیل اور رسوا لوگ کیا جانیں کہ اس وقت وہ بھتہ خوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر ہوتے ہیں

کیونکہ ڈاکو اپنے گناہوں کے معترف ہیں اور ان ریاکاروں کی طرح اپنی دینداری پر تکبر اور غرور نہیں کرتے، جبکہ یہ بدبخت اور ذلیل لوگ گناہ بھی کرتے ہیں اور اس پر دلیری بھی دکھاتے ہیں۔

☆......2: **ریا بالاقوال** (باتوں سے ریاکاری کی پہچان):

باتوں کے ذریعے ریاکاری کی پہچان کے بے شمار طریقے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا، کسی کا وعظ ونصیحت اور سنتوں کو زبانی یاد کرنے کا اظہار کرنا بھی ریاکاری ہے، نیز مشائخ سے ملاقات اور علوم کی پختگی کا اظہار کرتے رہنا بھی ریاکاری کی قسم شمار کی گئی ہے۔

☆......3: **ریا بالاعمال** (اعمال وافعال کے ذریعے ریاکاری کی پہچان):

ارکان نماز کو طویل کرنا اور انہیں عمدگی سے ادا کرنا اور ان میں خشوع وخضوع ظاہر کرنا، اسی طرح روزہ، تلاوت قرآن مجید وغیرہ ودیگر عبادات میں ریاکاری سے کام لینا۔

قبلہ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ اور ریاکار تہجد گزار اور حاجی کی پہچان:

قبلہ مرشدی وسیدی، فخر المشائخ حضرت علامہ پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ تہجد گزار ریاکاری کا اظہار اس طریقے سے بھی کرتے ہیں کہ صبح اپنی گلی محلے والوں سے پوچھا کہ رات خیریت تو تھی؟، کتے بھونک رہے تھے اور بہت شور تھا۔ جبکہ اس سوال سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ پوچھیں گے کس وقت کتے بھونک رہے تھے؟، تو وہ جواب میں کہوں گا کہ جب میں تہجد پڑھنے کے لیے اٹھا تو کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آرہی تھیں، اور یوں ہی حاجی صاحب مجلس میں بیٹھے ہوئے اپنے حج بیت اللہ شریف کے اظہار کے لیے حرمین شریفین کے مقامات مقدسہ میں سے کسی مقام کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے لگتے ہیں تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ حاجی صاحب ہیں۔

اس طرح بے شمار ریاکاری کے اظہار کے طریقے اپنائے جاتے ہیں، جن کا پہچاننا مشکل ہوتا ہے اور بچنا تو مزید مشکل ہے۔

☆......3: **ریا بالاصحاب** (دوستوں کے ذریعے ریاکاری کا اظہار):

دوستوں اور ملاقات کے لیئے آنے والوں کے ذریعے بھی ریاکاری ہوسکتی ہے، جیسے کوئی کسی عالم دین، نیک صالح بندے سے اپنے ہاں آنے کی تمنا ظاہر کرے اور لوگوں کو بتاتا پھرے کہ میں نے فلاں بزرگ سے ملاقات کی ہے اور مقصد یہ ہو کہ لوگ اس کی تعریف کریں گے اور اسے شہرت حاصل ہوگی۔

الغرض ریاکاری کی پہچان کے یہ مذکورہ بالا طریقے ہیں، ان میں اس بات کو ضرور مدنظر رکھا جائے کہ نیک کاموں میں اگر نیت درست ہو تو انتہائی مبارک ہے، یہ جو مذمت کی گئی ہے صرف ان نیک کاموں کی ہے جن کی ادائیگی کے وقت نیت درست نہیں، اور بعد میں لوگوں کے سامنے ان نیک کاموں یا باتوں کے تذکرے میں بھی نیت درست نہیں ایسی ریاکاری محض فراڈ اور دھوکا ہے۔

اچھا لباس پہننا ریاکاری نہیں:

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اچھا لباس پہننا، بننا اور سنورنا ریاکاری نہیں ہے بلکہ اگر سنت سمجھ کر کیا جائے تو عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اور بندے کو اجر و ثواب بھی ملتا ہے، جیسا کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے پانی کے مٹکے میں دیکھ کر اپنے عمامہ اور بالوں کو درست فرمایا، تو میں نے عرض کی کہ:

أَوَ تَفْعَلُ ذَالِكَ ...... کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

نَعَمْ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَتَزَيَّنَ لِاِخْوَانِهِ اِذَا خَرَجَ اِلَيْهِمْ ...... ہاں! بے شک اللہ تعالیٰ بندے کا اپنے بھائیوں کے پاس جاتے وقت بننے سنورنے کو پسند فرماتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاه و الریا، بیان حقیقة الریاء، ج: 3، ص: 300)

ریا کے مختلف چار درجات:

برائی اور قبح کے اعتبار سے ریا کے مختلف درجات ہیں:

ایمان میں ریا:

1...... ریا کا سب سے بدترین درجہ ایمان میں ریا کا ہے جو ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کفریہ عقائد و نظریات کے حامل ہوتے ہیں اور جنہیں منافقین کہا جاتا ہے، جن کی مذمت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پہ فرمائی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ...... بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ النساء، سورت نمبر: 4، آیت نمبر: 145)

فرض عبادات میں ریا:

2...... فرض عبادات میں ریاکاری کرنے والوں کا مرتبہ ان کے بعد ہے، جیسے کوئی شخص تنہائی میں عبادت چھوڑنے کی عادت بنائے اور لوگوں کے سامنے مذمت کے خوف سے ادا کرلیا کرے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا گناہ بہت سخت ہے کیونکہ یہ عمل جہالت کی انتہاء کا پتہ دیتا ہے اور نافرمانی کے سب سے بڑے درجے کی طرف لے جاتا ہے۔

نفلی عبادات میں ریا:

3...... نفلی عبادات میں ریاکاری کرنے والوں کا درجہ فرض عبادات میں ریاکاری کرنے والوں کے درجے کے بعد ہے۔

عمل جتانے میں ریا:

4...... اس کے بعد اپنی عبادات میں عمدہ اوصاف کے ذریعے ریاکاری میں مبتلا لوگوں کا درجہ ہے جیسے نماز اچھی طرح ادا کرنا اور لوگوں کے سامنے تمام ارکان کامل طور پر ادا کرنا لیکن تنہائی میں نماز کی ادائیگی کامل طور پر نہ کرنا، یہ درست نہیں کیونکہ اس میں مخلوق کو خالق پر مقدم کرنا پایا جارہا

ہےاور ریاکاری ہے جو کہ گناہ ہے۔

ریاکاروں کے چند درجات:

ریاکاری کے باعث ریاکاروں کے بھی چند درجات ہیں:

☆......: انسان نیکی وتقوی کے ذریعے حکمرانی اور اعلیٰ منصب حاصل کرے تاکہ اس کے پاس امانتیں رکھی جائیں یا اسے زکوۃ وصدقات پر مقرر کیا جائے اور وہ ان تمام امور میں خیانت کا قصد کرے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے ریاکار بہت برے ہیں جنہوں نے نیکی وعبادت کو معصیت و فسق تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہےاوران کا انجام کار انتہائی برا ہے۔

☆......: وہ شخص بھی ریاکار ہے جسے گناہ یا خیانت کی تہمت لگائی جائے تو وہ اس تہمت کو دور کرنے کے لیے اطاعت اور صدقہ کا اظہار کرے۔

☆......: حصول مال یا حصول نکاح کی نیت سے عبادت کرنے والا بھی ریاکار ہے۔

یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کے حقدار ہیں اور یہ بات سخت ہلاک کرنے والی ہے۔

ریا کی اقسام:

بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ریا کی دو بنیادی اقسام ذکر کی ہیں:

☆: ریاجلی، ☆: ریاخفی،

ریا جلی:

ریاجلی سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر ابھارے اور اس کا باعث بنے جبکہ خفی ریا سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر تو نہ ابھارے البتہ مشقت میں کمی کردے جیسے ایک شخص روزانہ نماز تہجد ادا کرنے کا عادی ہو لیکن اس طرح کہ وہ نماز اس پر گراں گزرتی ہو مگر جب کوئی شخص اس کی تہجد پر مطلع ہو جائے تو اب اس کی چستی میں اضافہ ہو جائے اور اس پر وہ گراں بھی نہ گزرے اور اس سے بھی زیادہ خفی ریا وہ ہے جو نہ تو آسانی مہیا کر سکے اور نہ ہی کسی تخفیف کا باعث بنے، اس کے باوجود وہ ریاکاری میں اس طرح مبتلا ہو جائے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے، اس ریا کو پہچاننے کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کا اس کی عبادت واطاعت پر مطلع ہونا اس کو خوش کردے اور یہ خوشی خفی ریا پر دلالت

کرتی ہے کیونکہ اگر دل لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ اپنی عبادت پر ان کے آگاہ ہونے سے خوشی کا اظہار نہ کرتا اور اس قسم کی ریا میں وہ کسی ایسے سبب کو تلاش کرتا ہے جو لوگوں کے آگاہ ہونے کے باعث بنے خواہ وہ سبب اشارہ ہو یا آہستہ آواز میں باتیں کرتا ہو یا ہونٹوں کو خشک رکھنا یا لمبی لمبی تہجد گزاری پر دلالت کرنے والی انگڑائیوں اور جمائیوں کے غلبہ کا اظہار ہو۔

ریا خفی:

خفی ریا یہ ہے کہ نہ تو لوگوں کے آگاہ ہونے کی خواہش ہو اور نہ ہی عبادت ظاہر ہونے پر خوشی ہو، البتہ اس بات پر خوشی ہو کہ ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کریں اور اسے خندہ پیشانی سے ملیں اور اس کی تعریف کریں اور اس کی ضروریات پوری کرنے میں جلدی کریں، خرید و فروخت میں اس کی رعایت کریں اور جب وہ ان کے پاس آئے تو وہ اس کے لیے جگہ چھوڑ دیں ان صورتوں میں ریا اس لیے سمجھی جائے گی کہ اس کا نفس گویا اس عبادت کے مقابلہ میں اپنا احترام چاہتا ہے۔ لہذا جب بھی مخلوق سے متعلق چیزوں میں اطاعت کا پایا جانا اس کے نہ پائے جانے کی طرح نہ ہو جائے تو بندہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے علم پر قناعت کرتا ہے اور نہ ہی چیونٹی کی چال سے زیادہ خفیف ریا کے شائبہ سے خالی ہو سکتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا خفی کو شرک قرار دیا ہے، جیسا کہ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ ...... مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شرک اصغر کیا ہے؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرِّيَاءُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عزوجل لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً ...... ریا، اللہ

تعالیٰ قیامت کے دن ان (ریاکاری کرنے والے) لوگوں سے ارشاد فرمائے گا، جب کہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزادی جارہی ہوگی، کہ تم (ریاکاری کرنے والو) ان کے پاس چلے جاؤ جن کے لیے تم دنیا میں ریاکاری کرتے تھے پس دیکھو کہ کیا تم ان کے ہاں کوئی جزا پاؤ گے؟

(مسند امام أحمد بن حنبل، باقي مسند الأنصار، حديث محمود بن لبيد، ج: 5، ص: 428، حديث نمبر: 23680)

ریاکاری چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ھے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلشِّرْكُ أَخْفٰى فِيْ أُمَّتِيْ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا ...... میری امت کا شرک چیونٹی کے چکنی چٹان پر چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہوگا۔

(مجمع الزوائد، كتاب الزهد، باب: منه من الرياء و خفائه، ج: 10، ص: 384، حديث نمبر: 17668)

اور یہ ریا کی وہ قسم ہے جس میں نفوس کی آفات اور دلوں کی مصیبت کی وجہ سے جاہل تو جاہل بڑے بڑے علماء بھی پھسل جاتے ہیں۔

ریاکاری اجر سے محروم کر دیتی ھے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قاریوں سے ارشاد فرمائے گا کہ:

أَلَمْ يَكُنْ يُرَخَّصُ عَلَيْكُمُ السِّعْرُ أَلَمْ تَكُوْنُوْا تُبْتَدَؤُوْنَ بِالسَّلَامِ أَلَمْ تَكُوْنُوْا تُقْضٰى لَكُمُ الْحَوَائِجُ.

ترجمہ: کیا تمہیں سودا سستا نہیں جاتا تھا، کیا تمہیں سلام میں پہل نہیں کی جاتی تھی، کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں؟

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

لَا أَجْرَ لَكُمْ قَدِ اسْتَوْفَيْتُمْ أُجُورَكُمْ.

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ) تمہارے لیے کوئی اجر نہیں ہے کیونکہ تم نے اپنا اجر پورا پورا وصول کر لیا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ و الریاء، بیان الریاء الخفی، ج: 3، ص: 306)

لہذا مخلص آدمی ہمیشہ خفی ریا سے ڈرتے ہیں اور جتنی کوشش اپنے گناہ چھپانے میں کرتے ہیں اس سے زیادہ اپنی نیکیوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ وہ نیکیوں کو خالص کرنا چاہتے ہے تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور انہیں پورا پورا اجر وثواب عطا فرمائے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ کبھی بندہ یہ سوچ کر خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا میں اس کے گناہوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اور اس کی نیکیوں کو ظاہر فرمایا ہے تو آخرت میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک فرمائے گا اور بندہ اس کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم شمار کر کے خوش ہو تو یہ خوشی ریا نہیں بلکہ شکر الٰہی کی ایک صورت ہے کیونکہ یہ خوشی بندوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کرم اور نظر رحمت کی وجہ سے ہے۔

نیک عمل کا اظہار نیکی کی رغبت بھی پیدا کرتا ہے:

اگر کسی بندے کو لوگوں کی تعریف سے خوشی اس لیے ہو کہ میرے نیک اعمال پر مطلع ہونے والوں کو میری اقتداء میں رغبت حاصل ہوگی اور اس طرح مجھے دوگنا ثواب ملے گا، ایک ثواب تو اس بات کا ہوا کہ اس کی نیت میں عمل کو پوشیدہ رکھنا تھا اور دوسرا ثواب اس کے ظاہر ہونے کا ہوا اور لوگوں کا اس کی پیروی کرنے کا ہوا کیونکہ نفع کے آثار کا ظہور لذت بخشتا ہے اور خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

اسی طرح بندہ کبھی اس وجہ سے خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے عمل کی توفیق دی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ بعض ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو عبادت گزار لوگوں کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں اس صورت میں اخلاص کی علامت یہ ہوگی کہ جس طرح اسے اپنی تعریف پر

خوشی ہو اسی طرح دوسروں کی تعریف بھی اس کے لیے باعث مسرت ہو۔

الغرض جب عمل ان تمام چیزوں سے پاک ہو اور اسے ظاہر کرنے میں کسی کی ایذا رسانی بھی نہ ہو تو اب اگر اس اظہار میں لوگوں کو اس عمل پر ابھارنے کی نیت ہوتا کہ وہ اس کی اقتداء و پیروی کرے اور اس شخص کا شمار ان علماء کرام میں ہوتا ہے کہ جن کی پیروی کرنے میں لوگ جلدی کرتے ہیں تو ایسی صورت میں عمل کو ظاہر کرنا افضل ہے کیونکہ اس سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے۔

اچھا طریقہ جاری کرنا اچھا، برا طریقہ جاری کرنا برا:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا ...... جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو نہ صرف اسے اچھے کام کا اجر ملے گا بلکہ قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کو ملے گا۔

وَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا ...... جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو نہ صرف اس کو برے کام کا گناہ ملے گا بلکہ قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس کو ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب: الحث علی الصدقۃ، ج: 3، ص: 86، حدیث نمبر: 2398)

خشوع دل میں ہوتا ہے:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اپنی گردن جھکائے پایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا کہ:

یَا صَاحِبَ الرَّقَبَةِ اِرْفَعْ رَقَبَتَكَ لَیْسَ الْخُشُوْعُ فِی الرِّقَابِ اِنَّمَا الْخُشُوْعُ فِی الْقُلُوْبِ ...... اے گردن نیچی رکھنے والے! اپنی گردن اوپر کر لے کیونکہ خشوع گردنوں میں نہیں بلکہ دل میں ہوتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ و الریاء، بیان ذم الریاء، ج: 3، ص: 296)

ریا کاری کہاں پہنچا دیتی ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے نماز فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو نصیحت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا، تو اس نے عرض کی کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے لوگوں کو وعظ کرنے سے روک رہے ہیں؟، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

أَخْشٰى أَنْ تَنْتَفِخَ حَتّٰى تَبْلُغَ الثُّرَيَّا ...... مجھے خدشہ ہے کہ تم پھول کر آسمان تک نہ پہنچ جاؤ۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ و الریاء، بیان ترک الطاعات خوفا من الریاء و دخول الآفات، ج: 3، ص: 296)

اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وعظ و نصیحت، درس و تبلیغ اچھا کام نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان نیک امور میں ریا کاری میں مبتلا ہونا خطرناک ہے اور جس عمل میں لوگوں کی طرف سے پروٹوکول اور فوائد زیادہ حاصل ہوتے ہیں، اکثر اس میں ریا زیادہ ہوتا ہے اور جس عمل میں لوگوں کی طرف سے منفعت کم ہو اس میں عام طور پر ریا بھی کم ہوتی ہے۔

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی:

مدرس خطیب سے بڑا زاھد ھے:

ہمارے مرشد و راہنما، غوث زمان حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب مشہدی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''وعظ میں ریا کا شائبہ 75 فیصد ہوتا ہے جبکہ تدریس میں ریا کا شائبہ 25 فیصد ہوتا ہے''۔

چونکہ آج معاشرے میں وعظ و تقریر میں لوگوں کی طرف سے پروٹوکول زیادہ ملتا ہے اور تدریس میں اس قدر عوام توجہ نہیں دیتی۔

اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ علوم اسلامیہ وفنون عربیہ کی اخلاص اور محنت سے تدریس کرنے والا شخص بہت بڑا زاہد ہے اور مخلص عالم کی یہ نشانی ہے کہ جب اس سے اچھا کوئی واعظ یا اس سے زیادہ علم والا شخص ظاہر ہو جائے اور لوگ اسے زیادہ پسند کرنے لگیں تو وہ اس سے خوش ہو اور حسد نہ کرے، البتہ اس پر رشک کرنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ مخلص عالم ہے جو اس بات کو بھی

پسند نہ کرے کہ راستوں میں لوگ اس کے پیچھے چلیں۔

ان مذکورہ اقوال و ارشادات سے معلوم ہوا کہ ریا سے بچنا مشکل بھی ہے اور ضروری بھی ہے کیونکہ ہر عقلمند یہ بات سمجھتا ہے کہ جس کام کا فائدہ نہ ہو وہ بے سود ہے تو جب ریا سے نیک عمل بھی ضائع ہو جاتا ہے تو کوئی عقلمند اچھا نہیں سمجھے گا کہ وہ ایک نیک عمل بڑی محنت اور مشقت سے کرے اور اسے اجر و ثواب حاصل نہ ہو، لہٰذا ہر ذی شعور کو اس مرض کا علاج بھی ڈھونڈنا چاہیے تا کہ اعمال صالحہ کو ریا کاری جیسی مہلک مرض سے بچایا جا سکے۔

ریاکاری کا علاج:

اہل علم و فضل نے کہا ہے کہ ریا کاری کا علاج دو قسم کی دواؤں سے ہو سکتا ہے:

☆......: علمی دوا، ☆......: عملی دوا۔

علمی دوا:

علمی دوا سے اس مرض کا علاج اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ انسان یہ بات جان لے کہ ریا کاری بہت نقصان دہ اور دل کی اصلاح کھو دینے والی، دنیا میں توفیق اور آخرت میں بلند درجات سے محروم کر دینے والی ہے اور آخرت میں سخت عذاب، شدید ناراضگی، ظاہری رسوائی اور ذلت کا باعث ہے کیونکہ جب ریا کار کو لوگوں کے سامنے بلا کر کہا جائے گا کہ اے فاجر!، اے دھوکے باز!، اے ریا کار! کیا تجھے حیا نہیں آئی جب تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کے بدلے دنیا کا ساز و سامان خریدا اور تو نے بندوں کے دلوں پہ نظر رکھی، اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور اس کی اطاعت کا مذاق اڑایا اور تو نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا اور اس کے بندوں سے محبت کی، لوگوں کے لیے ایسی چیزوں سے آراستہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری تھی اور تو نے اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کر کے لوگوں کی قربت پائی۔

لہٰذا ریا کاری سے بچنے کے لیے اس شعور کو فروغ دینے کی ضرورت ہے کہ ریا کاری آخرت میں رسوائی اور ذلت کا سبب بنے گی اور اس کی وجہ سے ریا کار جہنم میں ڈالا جائے گا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا مستحق ہوگا اور جو شخص اس بات کو بصیرت کی نگاہ سے

دیکھے گا لوگوں میں اس کی رغبت ختم ہوگی اور وہ سچائی کو قبول کرے گا۔

عملی دوا:

ریاکاری کی مرض کا علاج عملی طریقے سے یہ ہے کہ بندہ عبادت کو اس طرح چھپانے کی عادت ڈالے، جیسے اپنے گناہ کو چھپانے کی عادت ڈالتا ہے اور اس عمل پر مداومت اور ہمیشگی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مرض کا علاج ہو جائے گا۔

الغرض اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی ذکر کردہ ہدایات وتعلیمات کی روشنی میں ریاکاری اور ریا کاروں کی مذمت کی ہے اور ریا کے درجات کو پہچاننے کے طریقے اور اس کے مہلک اور خطرناک نتائج ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس مرض کی علمی وعملی دوا بھی ذکر کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریاکاری سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تکبر وخود پسندی سے دل کی پاکیزگی

☆......: قرآن مجید کی روشنی میں تکبر کی مذمت

☆......: احادیث مقدسہ کی روشنی میں تکبر کی مذمت

☆: تکبر والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

☆: تکبر کا نقصان

☆: اللہ تعالیٰ تین بندوں سے قیامت میں کلام نہیں کرے گا

☆: بڑائی بندے کو زیب نہیں دیتی

☆: تین چیزیں نجات دیتی ہیں اور تین ہلاک کرتی ہیں

☆: سب سے زیادہ خطرناک چیز خود پسندی ہے

☆: عاجزی کرنے والے لوگوں کی نظر میں عظیم اور تکبر کرنے والا حقیر

☆: تکبر کرنے والے کا عبرتناک انجام

☆: تکبر ستر سال کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے

☆: تکبر ایک بری خصلت

☆: تکبر، حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے دور کر دے گا

☆: تکبر سے شکل بگڑ جاتی ہے

تکبر اور خود پسندی سے دل کی پاکیزگی:

تکبر اور خود پسندی اخلاقی اور معاشرتی حیثیت سے بہت خطرناک اور مذموم حرکت ہے، جس سے اخلاق و معاشرت بری طرح متاثر ہوتی ہے اور اس کے قابل مذمت ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے تکبر اور خود پسندی جیسی بد اخلاقی کا ظہور شیطان سے ہوا اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلے میں اپنے آپ کو بالاتر سمجھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو کمتر گردانا اور پکار اٹھا کہ:

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ...... میں اس سے بہتر ہوں،

وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو تکبر اور خود پسندی کی وجہ سے لعنتی اور مردود قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ:

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ......

تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے، نکل تو ذلت والوں میں سے ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الأعراف، سورت نمبر: 7، آیت نمبر: 12)

اس مذکورہ آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ تکبر اور خود پسندی کا موجد ابلیس لعین ہے اور اس کی سزا دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہی ہے اور جو شخص تکبر کرے گا وہ معاشرے میں قابل نفرت ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور رحمت سے محروم ہو گا اور بارگاہ خداوندی سے مردود قرار پائے گا۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے قلوب و نفوس کو اس ناپاک اور مذموم عمل سے پاک اور محفوظ رکھیں۔

اس بد اخلاقی کی قرآن و سنت کی روشنی میں مذمت ذکر کی جاتی ہے اور اس کے اسباب و نقصانات اور علاج اور تدارک کی ممکنہ کوشش اور حل ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اس کے خطرناک اور مہلک اثرات و نتائج سے معاشرے کو محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں تکبر کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر تکبر اور خود پسندی کی مذمت کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تکبر کرنے والوں کی بھی مذمت کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

1......: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ...... بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت فرماتا کسی اترانے والے بڑائی مارنے والے سے۔

(القرآن الكريم، سورة النساء، سورت نمبر: 4، آیت نمبر: 36)

2......: إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ...... بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

(القرآن الكريم، سورة النحل، سورت نمبر: 16، آیت نمبر: 23)

اور تکبر کرنے والوں کے دل اس قدر گندے ہو چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نا قابل ہدایت قرار دیتے ہوئے ان پر مہر لگادی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

3......: كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ...... اللہ یوں ہی منکر سرکش کے دل پہ مہر لگادیتا ہے۔

(القرآن الكريم، سورة غافر، سورت نمبر: 40، آیت نمبر: 35)

اور تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں ٹھکانے کی دھمکی دی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

4......: أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ...... کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟

(القرآن الكريم، سورة الزمر، سورت نمبر: 39، آیت نمبر: 60)

جب تکبر اور خود پسندی کا نشہ بڑھتا ہے تو انسان اپنے خالق و رازق کو بھول جاتا ہے اور اس کے آگے سر نیاز جھکانے سے بھی باز رہتا ہے اور عبادت خداوندی سے تکبر کرتے ہوئے دور رہتا ہے اور حق کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو کر جہنم کا حقدار بنتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

5......: إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ...... بے شک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر جائیں گے۔

(القرآن الكريم، سورة غافر، سورت نمبر: 40، آیت نمبر: 60)

اور اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتا ہے کہ:

6......: لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا وَ عَتَوْا عُتُوًّا كَبِيْرًا ...... اپنے جی میں بہت تکبر کرتے ہیں اور شرارت میں بہت سر چڑھ رہے ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، سورت نمبر: 25، آیت نمبر: 21)

اور تکبر کرنے والے کی نامرادی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

7......: وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ...... اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا۔

(القرآن الکریم، سورۃ ابراھیم، سورت نمبر: 14، آیت نمبر: 15)

تکبر اور خود پسندی نے جس طرح لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی سے محروم رکھا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل علیہم السلام کی نبوت و رسالت کے اقرار سے دور رکھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

8......: فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ...... تو انہوں نے غرور کیا اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے۔

(القرآن الکریم، سورۃ المؤمنون، سورت نمبر: 23، آیت نمبر: 46)

اسی تکبر کی بناء پر وہ نبیوں اور رسولوں کی اطاعت کرنا پسند نہیں کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

9......: فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ...... تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے: ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تمہیں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ ھود، سورت نمبر: 11، آیت نمبر: 27)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار محض اس لیے تھا کہ کفار انہیں صرف اپنے جیسا تصور کرتے اور ان کی فضیلت وعظمت کا انکار کرتے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتے اور تکبر کرتے تھے اور اسی تکبر اور خود پسندی کی وجہ سے قوم کے مذہبی، سیاسی و ڈیرے انبیاء ورسل علیہم السلام کی اطاعت اور پیروی کرنے سے گریز کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں اسی لیے بڑی شدت کے ساتھ تکبر وخود پسندی اور تکبر کرنے والوں کی بھرپور مذمت فرمائی ہے اور انہیں متکبر، جبار، مختال، عنید، فخور، سرکش، ہٹ دھرم، ذلیل و خوار اور جہنم میں داخل ہونے والے کہا گیا ہے اور ان آیات مقدسہ کی روشنی سے ہمیں بھی سبق حاصل کرنا چاہیے اور ہمیں عاجزی وانکساری کو اپنا شیوہ بنانا چاہیے۔

احادیث مقدسہ کی روشنی میں تکبر کی مذمت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبر اور خود پسندی کو ناپسند فرمایا اور تکبر کرنے والوں کی مذمت بیان فرمائی، جیسا کہ درج ذیل چند احادیث مقدسہ سے واضح ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبر اور خود پسندی سے نفوس کی پاکیزگی اور قلوب کی تطہیر کا کس قدر اہتمام فرمایا ہے۔

تکبر والا جنت میں داخل نہیں ہوگا:

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ ...... وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا،

وَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرِيَاءَ ...... اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: تحریم الکبر و بیانہ، ج: 1، ص: 65، حدیث نمبر: 276)

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ "جس کے دل

میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل نہیں ہوگا کیونکہ نور ایمان کی وجہ سے بالآخر جنت میں ہی جائے گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے چند مطالب و معانی ہو سکتے ہیں کہ ''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر وغرور ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا'':

☆: یہاں ایک مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تکبر اور غرور کرنا (نعوذ باللہ من ذلک) یہ غرور کفر ہے، لہذا ایہ غرور کرنے والا جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔

☆: دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر غرور وتکبر ہوگا وہ جنت میں پہلے داخل نہیں ہوگا، جہنم میں جزا وسزا لینے کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔

☆: تیسرا مطلب یہ ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی غرور ہوگا وہ غرور لے کر جنت میں داخل نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ پہلے اس کے دل سے تکبر وغرور دور فرمائے گا پھر اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(مرآۃ المناجیح، کتاب الآداب، باب الغضب و الکبر، الفصل الأول، ج: 6، ص: 657)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا یہ فلسفہ بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کے جو مخصوص اخلاق ہیں وہی جنت کا دروازہ ہیں اور تکبر وغرور ان تمام دروازوں کو بند کر دیتا ہے، اس لیے جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور دنیا کی طرح آخرت میں بھی مسلمانوں سے الگ تھلگ رہے گا۔

تکبر کا نقصان:

☆......: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ ...... جس کے دل میں ذرہ بھر غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا،

تو ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کا جوتا اچھا ہو؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ ...... بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ خوبصورتی اور جمال کو پسند فرماتا ہے، تکبر اور غرور یہ ہے کہ حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب :تحریم الکبر و بیانه، ج: 1، ص: 65، حدیث نمبر : 275)

اس روایت میں سائل نے یہ سمجھا کہ شاید اچھا لباس اور اچھا جوتا بھی تکبر میں داخل ہے کیونکہ اس میں بھی اپنی مالداری یا بڑائی کا اظہار ہوتا ہے اور اکثر تکبر کرنے والے اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے ہیں تو یہ لباس کی عمدگی متکبرین کی علامت ہوتی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے تو مسلمان کو چاہئے کہ اپنی عادات، صورت، لباس اور اعمال اچھے رکھے تا کہ رب تعالیٰ کی صفت جمیل کا مظہر بنے نیز اس لباس میں رب تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے، یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ...... اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کریں۔

(القرآن الکریم، سورۃ الضحیٰ، سورت نمبر: 93، آیت نمبر: 11)

لہذا (اچھا جوتا اور اچھا لباس پہننا) اسے تکبر سے کوئی تعلق نہیں۔

اور اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبر کی حقیقت بیان کرتے ارشاد فرمایا:

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ ...... تکبر یہ ہے کہ کسی معمولی انسان کی حق بات کو اس لیے جھٹلائے کہ یہ عام آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور حق بات کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر اور ذلیل سمجھے۔

(مرآۃ المناجیح، کتاب الآداب، باب الغضب و الکبر، الفصل الأول، ج: 6، ص: 658)

اللہ تعالیٰ تین بندوں سے قیامت میں کلام نہیں کریگا:

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا يُزَكِّيهِمْ (وَ فِي رِوَايَةٍ :وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ) وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ...... تین ایسے شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا (اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے،

شَيْخٌ زَانٍ وَّ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَّ عَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ ...... بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور فقیر تکبر والا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:تحریم الکبر و بیانه، ج: 1، ص: 65، حدیث نمبر: 275)

مذکور حدیث شریف میں تین ایسے افراد کی مذمت کی گئی ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا اور کرم ومحبت کی کلام نہیں فرمائے گا بلکہ غضب وقہر کا معاملہ کرے گا۔

محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے اول وقت میں جب عدل الٰہی کا ظہور ہوگا تب ان سے کلام نہیں کرے گا یا مطلقاً بلا واسطہ کلام نہیں کرے گا اور فرشتوں کی وساطت سے کلام فرمائے گا اور ان کو پاک نہیں کرے گا یعنی ان کے گناہ معاف نہیں کرے گا اور ان تین افراد میں سے ایک بوڑھا زانی ہے کیونکہ زنا بہرحال برا ہے مگر بوڑھا شخص کرے تو بدترین گناہ ہے، اسی طرح عام لوگوں کی نسبت بادشاہ کا جھوٹ بولنا بہت بڑا جرم ہے کیونکہ بعض لوگ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں اور بعض لوگ بادشاہ کے ڈر سے جھوٹ بولتے ہیں اور بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آ کر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں لیکن بادشاہ کو ان مذکورہ وجوہات میں سے کوئی مجبوری نہیں ہے وہ اگر جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ ہی جھوٹ بولتا ہے اس لیے زیادہ گناہ گار سمجھا جاتا ہے، یوں ہی فقیر اگر تکبر کرے تو بدترین جرم ہے کیونکہ حکومت اور دولت والوں کے پاس غرور وتکبر کے اسباب موجود ہیں مگر فقیر کے پاس تکبر کے اسباب بھی موجود نہیں پھر بھی وہ تکبر کرتا ہے تو محض دلی خباثت

کی وجہ سے کرتا ہے جیسا کہ بعض لوگ معمولی نوکری، معمولی کام نہیں کرتے، زکوٰۃ و خیرات قبول نہیں کرتے، خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا رکھتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں اور بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے رہتے ہیں اور اسی تلاش میں اولاد بوڑھی ہو جاتی ہے مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے میں بہت برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، یہ سب صورتیں اس فرمان عالی میں داخل ہیں۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

درود ہو اس حکیم مطلق، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اس ایک کلمہ میں کیسی کیسی ہدایتیں ہیں۔

(مرآۃ المناجیح، کتاب الآداب، باب الغضب و الکبر، الفصل الأول، ج: 6، ص: 659)

بڑائی بندے کو زیب نہیں دیتی:

☆......: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَ الْعَظْمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

...... بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے، جو ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی مجھ سے چھیننا چاہے گا میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔

(سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب: ما جاء في الكبر، ج: 4، ص: 102، حديث نمبر: 4092)

اس حدیث شریف میں کبریائی کو چادر اور عظمت کو تہبند فرمانا محض ہم کو سمجھانے کے لیے ہے یعنی جو اپنی ذات و صفات کو بڑا سمجھے گا اور میرا مقابلہ کرے گا گویا میرا شریک بننا چاہے گا میں اسے دوزخ میں ذلت و حقارت کے ساتھ پھینک دوں گا، خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول کی عزت و عظمت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہی عطیہ اور نعمت ہوتی ہے۔

تین چیزیں نجات دیتی ھیں اور تین ھلاک کرتی ھیں:

☆......: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَّ ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ ...... تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں،

فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ وَ الْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَ السُّخْطِ وَ الْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَ الْفَقْرِ ...... لیکن نجات دینے والی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ظاہر اور پوشیدگی میں ڈرنا، خوشی اور ناخوشی میں سچی بات کہنا اور امیری وفقیری میں درمیانی چال چلنا،

وَ أَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَّ شُحٌّ مُّطَاعٌ وَّ إِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ ...... اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی یہ ہیں کہ وہ نفسانی خواہش جس کی پیروی کی جائے اور وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے اور انسان کا اپنے آپ کو اچھا سمجھنا اور یہ ان سب میں سخت تر ہے۔

(شعب الایمان، السابع و الأربعون من شعب الایمان و هو باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، فصل: فی الطبع علی القلب أو الرین، ج: 5، ص: 452، حدیث نمبر: 7252)

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین نجات دینے والی چیزوں کا ذکر فرمایا اور تین ہلاک کرنیوالی چیزوں کا ذکر فرمایا۔

سب سے زیادہ خطرناک چیز خود پسندی ھے:

مہلک اور خطرناک چیزوں میں سے آخری چیز خود پسندی ارشاد فرمائی، جس کے متعلق یہ فرمایا کہ:

وَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ ...... ان تین مہلک اور خطرناک چیزوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک چیز خود پسندی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اچھا جانے اور دوسروں کو حقیر سمجھے اور اپنی ہی بات منوائے خواہ کتنی ہی بری ہو اور دوسروں کی بات نہ مانے خواہ کتنی ہی اچھی ہو، اپنے آپ کو کامل سمجھنا اور دوسروں کو ناقص جاننا یہ تکبر کی ایک قسم ہے کیونکہ ہر عیب سے پاک صرف اللہ تعالیٰ ہے یا پھر اس کے انبیاء ورسل علیہم السلام، فرشتے اور بعض اولیائے کرام جن کو اللہ تعالیٰ ہر عیب سے محفوظ رکھے۔

عاجزی کرنے والے لوگوں کی نظر میں عظیم اور تکبر کرنے والا حقیر:

☆......: حضرت ابراہیم بن عابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پہ تشریف فرما ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! عاجزی اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ ...... جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اونچا کر دیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اپنے دل کا چھوٹا سمجھتا ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے۔

وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ ...... اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیچا کر دیتا ہے تو وہ لوگوں کی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے اور اپنے دل میں بڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

(شعب الایمان، السابع و الخامسون من شعب الایمان و هو باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، ج: 6، ص: 273، حدیث نمبر: 8140)

جیسا کہ آج دیکھا بھی جا رہا ہے کہ بعض لوگ تکبر کی وجہ سے اکڑ جاتے ہیں تو لوگ انہیں گالیاں دیتے ہیں اور انہیں برائی سے یاد کرتے ہیں۔ ابلیس شیطان اپنے آپ کو بہت ہی اونچا سمجھتا ہے مگر دنیا اس پر لعنت اور پھٹکار کر رہی ہے۔

تکبر کرنے والے کا عبرتناک انجام:

☆......: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بَيْنَا رَجُلٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ لَهٗ مُعْجِبَةٌ بِهَا نَفْسُهٗ إِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْأَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ...... تم سے پچھلی امتوں میں سے ایک شخص

تکبر سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنس دیا، پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔

(سنن النسائی، کتاب الزینة، باب:التغلیظ فی جر الازار، ج: 5، ص: 483، حدیث نمبر: 9679)

تکبر ستر سال کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے:

☆......: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الْعُجَبَ لَیَحْبِطُ عَمَلَ سَبْعِیْنَ سَنَةً ...... خود پسندی ستر (70) سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔

(کنز العمال، حرف الهمزة، الکتاب الثالث:فی الأخلاق، الباب الثانی:فی الأخلاق و الأفعال المذمومة، الفصل الأول:فی الأخلاق و الأفعال المذمومة علی ترتیب حروف المعجم، ج: 3، ص: 514، حدیث نمبر: 7669)

تکبر ایک بری خصلت:

☆......: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ کَانَ الْعُجَبُ رَجُلًا لَکَانَ رَجُلَ سُوْءٍ ...... اگر خود پسندی آدمی کی شکل میں ہوتی تو سب سے بدصورت آدمی ہوتا۔

(کنز العمال، حرف الهمزة،الفصل الأول:فی الأخلاق و الأفعال المذمومة علی ترتیب حروف المعجم، ج: 3، ص: 514، حدیث نمبر: 7670)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خود پسندی انسان کے لیے انتہائی خطرناک ہے جس سے دل میں تکبر پیدا ہوتا ہے جو جہنم میں داخل ہونے کا سبب بنتا ہے۔

تکبر، حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے دور کر دے گا:

☆......: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَ أَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا ......

بے شک قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوگا۔

وَ إِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَ أَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الثَّرْثَارُوْنَ وَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ وَ الْمُتَفَيْهِقُوْنَ ...... اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے قابل نفرت اور میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے جو واہیات بکنے والے، لوگوں سے مذاق کرنے والے اور "الْمُتَفَيْهِقُوْنَ" ہوں گے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے ہودہ بکواس بکنے والوں اور لوگوں سے مذاق کرنے والوں کو تو ہم نے جان لیا مگر یہ "الْمُتَفَيْهِقُوْنَ" کون ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْمُتَكَبِّرُوْنَ ...... ("الْمُتَفَيْهِقُوْنَ" سے مراد) ہر تکبر کرنے والا شخص ہے۔

(ریاض الصالحین، باب حسن الخلق، باب نمبر: 69، صفحہ نمبر: 233، حدیث نمبر: 631)

تکبر سے شکل بگڑ جاتی ہے:

☆ ...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ...... قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز ان پر غالب آ جائے گی،

فَيُسَاقُوْنَ إِلَى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمَّى: بُوْلَسَ، تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ الْخَبَالِ ...... پھر انہیں جہنم کے ایک قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا جس کا نام "بولس" ہوگا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آ جائے گی

اور انہیں جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔

(جامع الترمذی، کتاب: صفة القیامة و الرقائق و الورع، ج: 4، ص: 655، حدیث نمبر: 2492)

درج بالا احادیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ تکبر اور خود پسندی بہت بری چیز ہے اور خالق ومخلوق دونوں کی نگاہ میں اسے ناپسند سمجھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور ان کی نظر رحمت سے محرومی کا سبب بنتی ہے، تکبر اور خود پسندی اختیار کرنے والے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی سخت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں تکبر اور خود پسندی سے اپنے نفوس وقلوب کو پاک رکھنے کی توفیق وہدایت عطا فرمائے۔

شیطانی وسوسوں سے دل کی پاکیزگی

☆......: شیطان جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے

☆......: شیطان مسلمان پر چاروں طرف سے حملہ آور ہوتا ہے

☆......: مرشد کامل کی نگاہ کرم کا اثر

☆......: کامل ایمان

☆......: عجیب خیالات کا آنا

☆......: دلی وسوسوں معاف ہیں

☆......: وسوسے سے بچنے کا علاج

☆......: شیطان پیچھا کرتا ہے

شیطانی وسوسوں سے دل کی پاکیزگی:

دل انسانی جسم کا ایک اہم اور مرکزی عضو ہے، جسم کے اعضاء سے صادر ہونے والے افعال میں بنیادی کردار دل کا ہوتا ہے، اگر دل نفس و شیطان کی شرارتوں اور وسوسوں سے محفوظ اور پاک ہو جائے تو جسم کے تمام اعضاء درست سمت چلتے ہیں اور جب دل فاسد اور خراب ہو جائے تو جسمانی اعضاء بھی غلط حرکت کرتے ہیں، چونکہ دل کے فساد اور بگاڑ میں شیطانی وسوسوں کا بہت زیادہ عمل دخل ہے اور وسوسوں کے ذریعے شیطان انسانی دل پر تسلط اور قبضہ کر لیتا ہے اور دل میں بشری صفات یعنی شہوت، غضب، حرص، لالچ وغیرہ موجود ہیں جن کی وجہ سے شیطان دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔

شریعت مطہرہ میں برے خیالات اور بری سوچ کو وسوسہ کہتے ہیں، عام طور پر وسوسے ہر ایک کو آتے ہیں، لیکن کچھ لوگ وسوسوں کے متعلق سوچ سوچ کر انہیں اپنے اوپر مسلط کر لیتے ہیں اور پھر خود ہی تکلیف میں آ جاتے ہیں اور ایک یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی میں آگے بڑھتا ہے اسی قدر شیطان کی مخالفت اور دشمنی بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ طرح طرح کے مکر و فریب کے جال بچھاتا چلا جاتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے دلا کر گندے خیالات ذہن میں لا کر مسلمان کو پریشان کرتا رہتا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو اسے نیکی کی دعوت دیتا ہے اور اس فرشتے کو ملہم اور دعوت کو الہام کہتے ہیں، اس کے مقابلے میں انسان کے دل پر ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے جو برائی کی طرف دعوت دیتا ہے اس شیطان کو وسواس اور دعوت کو وسوسہ کہتے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب شرح عجائب القلب، بیان: تسلط الشیطان علی القلب بالوساوس، ج: 3، ص: 27)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں ایسا کوئی نہیں جس پر ایک ساتھی شیطان اور ایک ساتھی فرشتہ مقرر نہ ہو۔

لوگوں نے عرض کی کہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ اِیَّایَ اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ فَلا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ ...... مجھ پر بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مدد دی جس سے وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اور اب وہ مجھے بھلائی کا ہی مشورہ دیتا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب: صفة القيامة و الجنة و النار، باب: تحريش الشيطان و بعثه سر اياه لفتنة الناس، ج: 8، ص: 139، حديث نمبر: 7286)

حضرت سیّدنا یحیٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! شیطان فارغ ہے اور تو مشغول ہے، وہ تجھے دیکھتا ہے مگر تو اسے نہیں دیکھتا، تو نے اسے بھلایا ہوا ہے مگر اس نے تجھے نہیں بھلایا، تیرے اندر ہی شیطان کے کئی یار و مددگار ہیں اس لیے شیطان سے لڑائی کر کے اس کو مغلوب کرنا ضروری ہے، ورنہ تو اس کی شرارتوں اور ہلاکتوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

شیطان جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ھے:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ...... بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

(صحيح البخارى، كتاب: بدء الخلق، باب: صفة ابليس و جنوده، ج: 3، ص: 1195، حديث نمبر: 3107)

شیطان مسلمان پر چاروں طرف سے حملہ آور ھوتا ھے:

اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تو اس نے انسان سے دشمنی کا اعلان کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

قَالَ فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ. ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ.

ترجمہ: اس (شیطان) نے کہا کہ قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔ پھر میں ضرور ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں سے اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

(القرآن الکریم، سورۃ الأعراف، سورت نمبر: 7، آیات نمبر: 17 - 16)

اس آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ شیطان کس قدر انسان کا دشمن ہے اور اسے سیدھے راستے پر چلنے سے روکنے کے لیے چاروں طرف سے حملہ کرتا ہے اور صراط مستقیم پر چلنے نہیں دیتا اور اکثر لوگوں کو بھٹکا دیتا ہے مگر جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوتے ہیں ان پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ. إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ...... (شیطان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ) مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان تمام بندوں کو ضرور گمراہ کروں گا مگر ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں ان کو گمراہ نہیں کر سکتا۔

(القرآن الکریم، سورۃ ص، سورت نمبر: 38، آیات نمبر: 83 - 82)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور مخلص بندوں پر شیطان غالب نہیں آ سکتا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے زندگی کے شب و روز گزارتے ہیں اور شیطان کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کے داؤ، پیچ سے باخبر رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ شیطان بہت زیادہ مکار اور چالاک ہے اور ہر ایک کو اس کی نفسیات کے مطابق وسوسوں کا شکار بناتا ہے جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ شیطان عالموں کے دل میں عالمانہ وسوسے اور صوفیوں کے دل میں عاشقانہ وسوسے، عوام کے دل میں عامیانہ وسوسے ڈالتا ہے یعنی جیسا شکار ویسا جال! بہت دفعہ گناہوں کو ایسا سجا کر پیش کرتا ہے کہ انسان گناہ کو عبادت سمجھ لیتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب الوسوسۃ، الفصل الأول، ج: 1، ص: 87)

لہٰذا ہر مسلمان کو خواہ عالم ہو یا جاہل شیطان کے وسوسوں اور حملوں سے بچنے کی تدابیر معلوم کرنی چاہئیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے شیطانی حملوں سے بچنے کی پناہ مانگنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ:

وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنَ . وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ

...... اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(القرآن الکریم، سورۃ المؤمنون، سورت نمبر: 23، آیات نمبر: 98-97)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم امت کے لیے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تا کہ امت محمدیہ بھی شیطانی وسوسوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ...... (اے سننے والے!) اگر شیطان تجھے کوئی وسوسہ دے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ، بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الأعراف، سورت نمبر: 7، آیت نمبر: 200)

اس آیت کریمہ میں شیطانی وسوسہ کا قرآنی علاج ذکر کیا گیا ہے کہ جب وسوسہ آئے تو فورا'' اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ '' پڑھ لیا کریں اس سے شیطان بھاگ جائے گا۔

شیطانی حملوں سے بچنے کے لیے ایک یہ بھی ذریعہ ہے کہ کسی اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندے کی صحبت، معیت اور نسبت قائم کی جائے تا کہ اس برگزیدہ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ شیطانی حملوں سے محفوظ فرمائے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ...... اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(القرآن الکریم، سورۃ التوبۃ، سورت نمبر: 9، آیت نمبر: 119)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور تقوی کی دولت سمیٹ لینے کے باوجود بھی نیک

بندوں کی معیت اور صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا تا کہ مقبولان بارگاہ کی نسبت سے ایمان اور تقویٰ کی دولت کے ساتھ ساتھ شیطانی حملوں سے محفوظ رہ سکے۔

مرشد کامل کی نگاہ کرم کا اثر:

مرشد کامل کی روحانی توجہ بھی شیطانی وسوسے کا علاج ہے جیسا کہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ جب ان کے نزع کا وقت قریب آیا تو ان کے پاس شیطان آیا، چونکہ اس وقت شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح بندے کا ایمان سلب ہو جائے اور اگر اس وقت بندہ ایمان سے معاذ اللہ پھر گیا تو پھر کبھی نہیں لوٹے گا۔

چنانچہ اس شیطان نے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم نے تمام عمر مناظروں، مباحثوں میں گزار دی ہے کیا اللہ تعالیٰ کو بھی پہچانا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک ہے۔

شیطان نے کہا کہ اس پر کیا دلیل ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل قائم کی۔

اس شیطان نے اس دلیل کو توڑ دیا، پھر آپ نے دوسری دلیل قائم کی شیطان نے اس کو بھی رد کر دیا یہاں تک کہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تین سو ساٹھ دلیلیں قائم کیں لیکن شیطان نے ایک ایک کر کے سب توڑ دیں۔

اب امام صاحب کو سخت پریشانی ہوئی دریں اثناء آپ کے مرشد گرامی حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے، وہاں سے آپ نے اپنے مرید رازی کو آواز دی کہ یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔

اس آواز سے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی ہوگئی کہ شیطان کے وسوسوں کو ٹال دینا اور ان کے پیچھے نہ لگنا، ایک علاج ہے اور وسوسوں پر توجہ نہ دینا، بہت عمدہ علاج ہے۔

کامل ایمان:

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کبھی کبھی بہت برے اور خطرناک وسوسے اور خیالات ذہن میں

آتے رہتے ہیں اوران وسوسوں کے ذریعے شیطان بندہ مومن کو بہت تنگ اور پریشان کرتا ہے لیکن بندہ مومن کو خیالات فاسدہ کو فوراً ذہن سے نکال دینا چاہئے، زیادہ پریشان بھی نہیں ہونا چاہئے کہ یہ بھی ایمان کی ایک علامت اور نشانی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ: ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بیان کرنا بہت برا معلوم ہوتا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ قَدْ وَجَدْتُمُوْهُ ...... کیا تم نے یہ بات پائی ہے؟

تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ جی ہاں!،

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ ...... یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب :بیان الوسوسة فی الایمان و ما یقوله من وجدها، ج: 1، ص: 83، حدیث نمبر : 357)

عجیب خیالات کا آنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک ہم میں سے کوئی ایک اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہے کہ وہ بولنے سے زیادہ جل کر کوئلہ ہو جانے کو پسند کرتا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَی الْوَسْوَسَةِ ...... "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے ان خیالات کو وسوسہ بنا دیا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب التکلیف، ج: 1، ص: 360، حدیث نمبر : 147)

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے ایسے خیالات کو وسوسے میں داخل فرمایا جن پر کوئی پکڑ نہ رکھی، وہ کریم بندے کی مجبوری اور معذوری جانتا ہے۔

(مرأۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب الوسوسۃ، الفصل الثانی، ج: 1، ص: 86)

دلی وسوسوں معاف ھیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِہٖ صُدُوْرُھَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَکَلَّمْ ......

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری امت سے ان کے دلی خطرات (وسوسوں) سے درگزر فرما دی ہے جب تک اس پر کام یا کلام نہ کریں۔

(صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخطأ و النسیان فی العتاقۃ و الطلاق و نحوہ و لا عتاقۃ الا لوجہ اللہ، ج: 2، ص: 894، حدیث نمبر: 2391)

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

برے خیالات اور وسوسوں پر پکڑ نہیں یہ اس امت کی خصوصیت ہے، پچھلی امتوں میں اس پر بھی پکڑ تھی، خیال رہے کہ برے خیالات اور ہیں جبکہ برا ارادہ کچھ اور، برے ارادے پر پکڑ ہے حتی کہ ارادۂ کفر کفر ہے، اس کی مزید تفصیل میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو برا خیال دل میں بے اختیار واچانک آجاتا ہے اسے ہاجس کہتے ہیں یہ آنی فانی ہوتا ہے، آیا اور گیا، یہ پچھلی امتوں پر بھی معاف تھا اور ہم کو بھی معاف ہے لیکن جو دل میں باقی رہ جائے وہ ہم پر معاف ہے ان پر معاف نہ تھا، اگر اس کے ساتھ دل میں لذت اور خوشی پیدا ہوا سے "ھم" کہتے ہیں اس پر بھی پکڑ نہیں اور اگر ساتھ ہی کر گزرنے کا ارادہ بھی ہو تو وہ عزم ہے اس کی پکڑ ہے۔

(مرأۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب الوسوسۃ، الفصل الأول، ج: 1، ص: 81)

وسوسے چاہے جتنے ہی آئیں اور کتنے ہی خطرناک ہوں ان سے ایمان برباد نہیں ہوتا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ایمان کے بارے میں وسوسے آنا تو کمال ایمان کی علامت ہے کیونکہ چور، ڈاکو وہیں جاتے ہیں جہاں دولت اور خزانے زیادہ ہوتے ہیں تو جہاں ایمان کی دولت ہوگی

وہاں شیطان زیادہ تنگ کرے گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وسوسوں کو برا ضرور سمجھنا چاہئے۔

وسوسے سے بچنے کا علاج:

امام اہل سنت، مجدد دین وملت حضرت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وسوسے کا بہترین علاج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وسوسے کی نہ سننا اس پر عمل نہ کرنا، اس کے خلاف کرنا، اس بلائے عظیم کی عادت ہے کہ جس قدر وسوسے پر عمل ہو اسی قدر بڑھے اور جب قصداً اس کا خلاف کیا جائے تو باذنِ اللہ تعالیٰ تھوڑی مدت میں بالکل دفع ہو جائے۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج: 1، ص: 1043)

شیطان پیچھا کرتا ہے:

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

مَا وَسَاوَسَۃُ بَاوَلَعَ مِمَّنْ یَرَاھَا یَعْمَلُ فِیْہِ ...... شیطان جسے دیکھتا ہے کہ میرا وسوسہ اس میں کارگر ہوتا ہے، سب سے زیادہ اسی کے پیچھے پڑتا ہے۔

(مصنف ابن شیبۃ، کتاب الطھارات، باب: من کان یکرہ أن یتفقد احلیلہ، ج: 1، ص: 179، حدیث نمبر: 2054)

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی وسوسوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

دنیا کی محبت اور حرص وہوس سے دل کی پاکیزگی

☆...... قرآن وسنت کی روشنی میں دنیا کی حقیقت

☆...... قرآن مجید کی روشنی میں دنیا کی حقیقت

☆...... احادیث مقدسہ کی روشنی میں دنیا کی حقیقت

☆...... دنیا کی حقیقت

☆...... دنیا ایک حقیر چیز ہے

☆...... دنیا کس چیز کا نام ہے

☆...... دنیا سے محبت باعث ہلاکت ہے

☆...... انسان ایک اجنبی مسافر

☆...... حدیث شریف کے چند مطالب ومفاہیم

☆...... حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک مجاہدہ

☆...... انجمن جلالیہ رضویہ کا ہدف

☆...... حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کا اپنے مریدین کو نصیحت

دنیا کی محبت اور حرص وہوس سے دل کی پاکیزگی:

آج کا مسلمان دنیا کی محبت اور مادہ پرستی کی گردوغبار میں پراگندہ ہو چکا ہے اور نفسانی خواہشات ولذات میں گم ہوکر مقصد زندگی فراموش کر چکا ہے اور دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے اپنی حقیقی اور ابدی زندگی اور اس کی دائمی نعمتوں سے بے پرواہ ہو چکا ہے اور جہالت کے سبب قیامت کے دن سے غافل ہو چکا ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے کہ:

أَنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ وَّقَلْبُكَ سَاهِيْ
ذَهَبَ الْعُمَرُ وَالذُّنُوْبُ كَمَا هِيْ

ترجمہ: اے انسان! تو غفلت میں ہے اور تیرا دل مقصد حیات فراموش کر چکا ہے، تیری عمر گزر چکی ہے اور گناہ ابھی تک باقی ہیں۔

(معجم السفر، حرف النون، صفحہ نمبر: 392)

قرآن و سنت کی روشنی میں دنیا کی حقیقت:

جب تک دنیا کی حقیقت سمجھ نہیں آئے گی آخرت کی تیاری نہیں ہو سکے گی کیونکہ دنیا کی محبت مسلمان کے لیے انتہائی مہلک اور خطرناک ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ قرآن وسنت اور تعلیمات سلف صالحین کی روشنی میں دنیا کی حقیقت اور اس کی تباہ کاریوں سے آگاہی حاصل کریں تاکہ اس کے خطرات ونقصانات سے دنیا وآخرت میں محفوظ رہ سکیں۔

قرآن مجید کی روشنی میں دنیا کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ...... جان لو کہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود، آرائش، تمہارا آپس میں لڑائی مارنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔

(القرآن الکریم، سورۃ الحدید، سورت نمبر: 57، آیت نمبر: 20)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دنیا کی زندگی کو کھیل کود قرار دے کر واضح کر دیا کہ اس کی حقیقت کھیل کود کے علاوہ کچھ نہیں ہے، جیسے کھیل کود کی حیثیت کچھ نہیں ایسے ہی دنیا کی زندگی کی حیثیت کچھ نہیں۔

واضح رہے دنیا کی زندگی سے مراد وہ زندگی ہے جو نفس امارہ کے لیے صرف کی جائے، اس صورت میں اس کے سارے کام لغو اور کھیل تماشا ہیں مگر جو زندگی توشہ آخرت جمع کرنے کا ذریعہ بنے وہ دنیا کی زندگی نہیں بلکہ آخرت کی زندگی قرار پاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ:

وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ...... دنیا کا جینا نہیں مگر دھوکے کا مال۔

(القرآن الکریم، سورۃ الحدید، سورت نمبر: 57، آیت نمبر: 20)

معلوم ہوا کہ دنیا کی وہ زندگی جس میں آخرت کی کامیابی کے لیے اعمال صالحہ نہ کیے جائیں وہ سراسر دھوکہ ہے اور جو دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتا رہا وہ دھوکے میں رہا۔

احادیث مقدسہ کی روشنی میں دنیا کی حقیقت:

دنیا کی حقیقت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات عالیہ اور اپنے عمل مبارک سے دنیا کی حقیقت کو واضح فرمایا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے، جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس پر نشان بن چکے تھے۔

میں (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے عرض کی کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے نرم بستر کا اہتمام کریں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَالِیْ وَ لِلدُّنْیَا ...... میرا اور دنیا کا آپس میں تعلق کیا ہے؟ مجھے نرم بستر کی ضرورت نہیں کیونکہ وَ مَا اَنَا وَ الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَکَھَا ...... میرا

اوراس دنیا کا آپس میں صرف اتنا تعلق ہے جتنا ایک سوار دوران سفر درخت کے سائے میں تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے۔

(شعب الایمان، الحادی و السبعون من شعب الایمان و هو باب فی الزهد و قصر الأمل، ج: 7، ص: 311، حدیث نمبر: 10415)

انسان دنیا میں مسافر کی طرح ہے اور اس کی منزل آخرت ہے اور دنیا میں چند روزہ عارضی قیام کرتا ہے اور حقیقی گھر کی طرف کوچ کر جاتا ہے، لہذا انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے باشعور، بامقصد اور باکردار زندگی بسر کرنی چاہئے۔

دنیا ایک حقیر چیز ہے:

حضرت مستورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

وَ اللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ اِلَيْهِ ...... اللہ کی قسم نہیں ہے دنیا آخرت کے مقابلے میں مگر ایسی جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث المستورد بن شداد رضی الله عنه، ج: 4، ص: 229، حدیث نمبر: 18041)

یہ بھی فقط سمجھانے کے لیے ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں صرف انگلی کے ساتھ لگے ہوئے چند قطرے یا پانی کی تری جیسی ہے جبکہ باقی سمندر آخرت ہے، ورنہ فانی اور متناہی کو باقی، غیر متناہی سے وجہ نسبت اتنی بھی نہیں جو بھیگی انگلی کی تری کو سمندر سے ہے، کوئی بھی عقلمند سمندر کی وسعت کے مقابلے میں پانی کے چند قطروں کو اہمیت نہیں دے گا، ایسے ہی آخرت کو چھوڑ کر دنیا سے محبت نہیں کرے گا۔

دنیا کس چیز کا نام ہے:

اہل علم وفضل فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز دنیا ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور غافل انسان کی

نماز بھی دنیا ہے جو وہ نمود و نمائش اور ریاکاری کے لیے پڑھتا ہے جبکہ عقلمند کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا بلکہ جینا، مرنا دین ہے کہ یہ امور سنت نبوی ہیں، جو زندگی دنیا میں ہو مگر آخرت کے لیے ہو وہ مبارک ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

آب در کشتی ہلاک کشتی است

آب اندرز یر کشتی کشتی است

ترجمہ: کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے۔

لہٰذا یہ فرق کرنا ضروری ہے کہ دنیا کے لیے زندگی باعث ہلاکت ہے اور دنیا میں زندگی آخرت کے لیے ہو تو باعث نجات ہے۔

دنیا سے محبت باعث ہلاکت ہے:

دنیا سے محبت اور رغبت رکھنا باعث ہلاکت ہے جیسا کہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَوَ اللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَ لٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تَبْسُطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بَسَطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَ تُھْلِکُکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ ...... اللہ کی قسم! میں تم پر فقر و فاقہ کا خوف نہیں کرتا لیکن میں تم پر اس بات کا خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے گی جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی تو تم اس میں رغبت کر جاؤ گے جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے گی جیسے انہیں ہلاک کیا۔

(صحیح البخاری، أبواب الجزیة و الموادعة، باب: الجزیة و الموادعة مع أهل الذمة و الحرب، ج: 3، ص: 1152، حدیث نمبر: 2988)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ فقیری خطرہ نہیں، امیری خطرناک اور فتنہ ہے، فقیری عارضی ہے اور امیری انسان کی دائمی زندگی کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ڈرانا احتیاط کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پاک کو دنیاوی ناجائز رغبت اور ہلاکت یعنی کفر وطغیان سے محفوظ رکھا ہے اور وہ حضرات امیری میں بھی فقیری کر گئے۔

انسان، ایک اجنبی مسافر:

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کندھوں سے پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَ عِدْ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ

...... اے ابن عمر! دنیا میں ایک اجنبی یا مسافر کی طرح ہوجا اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کر،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نصیحت کے بعد اوروں کو بھی یہی تلقین کرتے رہے کہ:

إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَ خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ ...... اے انسان! جب تو شام کرے تو صبح کی انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کی انتظار نہ کر، اپنی صحت کی حالت میں اپنی بیماری کیلئے عمل کر اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے بعد کیلئے توشہ تیار کر۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (کن فی الدنیا کانك غریب أو عابر سبیل، ج: 5، ص: 2358، حدیث نمبر: 6053)

گویا کہ ہر صبح کو اپنی زندگی کا آخری دن اور ہر شام کو زندگی کی آخری شام شمار کر اور اپنی صحت اور تندرستی کی حالت میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر اور زندگی سے آخرت کو سنوار لے۔

قرآن وسنت کی تصریحات سے دنیا کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ دنیا فانی ہے اور اس کے مقابلے میں آخرت باقی اور دائمی ہے اور دنیا کی زندگی ایک سفر ہے منزل نہیں، ایک پل ہے گھر نہیں اور انسان اس زندگی میں مسافر ہے مقیم نہیں۔

حدیث شریف کے چند مطالب و مفاہیم:

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس حدیث شریف سے چند مطالب اور مفاہیم بیان کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆...... جو انسان اپنے اہل خانہ اور دوست احباب کے ساتھ اپنے شہر میں مقیم ہے اس کی نسبت مسافر کی طرح ہے جو اپنے گھر، اہل وعیال اور عزیز واقارب سے دور ہے، اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق اور توکل زیادہ ہوتا ہے چونکہ اعتماد اور بھروسے کے ظاہری اسباب سے دور ہونے کی وجہ سے اس کا تمام تر بھروسہ ذات خداوندی پر ہوتا ہے اور اسی سے ہر مشکل و مصیبت میں چھٹکارے کی امید رکھتا ہے، اسی طرح انسان کو دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق گہرا اور مستحکم رکھنا چاہئے اور تمام حاجات ومشکلات میں حقیقی مددگار اور کارساز اسے جان کر ہمہ وقت اسی پر توکل اور بھروسہ رکھنا چاہئے۔

☆...... انسان کو دنیا میں مسافر کے ساتھ اس لیے بھی تشبیہ دی گئی ہے کہ مسافر اپنے ساتھ سفر میں صرف ضرورت کی ہی چیز رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ دوران سفر سارا مال ومتاع بلاضرورت اپنے ساتھ اٹھائے تو نہ اس کو اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی بہ آسانی سفر طے کر سکتا ہے، اسی طرح بندۂ مؤمن کو دنیا کی زندگی میں اتنا ہی مال ومتاع حاصل کرنا چاہئے جو حقیقی منزل آخرت تک رسائی اور کامیابی کیلئے معاون ہو، اگر دینی غرض کے سوا بلاضرورت مال ودولت کو جمع کرنے کی ہوس وحرص میں دولت کے انبار لگالے اور انہیں امور آخرت کی بہتری کیلئے صرف نہ کرے تو اسے آخرت میں دنیاوی نعمتوں اور تمام مال واسباب کا حساب دینا ہوگا جو بہت ہی مشکل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ...... تمہیں قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

(القرآن الکریم، سورۃ التکاثر، سورت نمبر: 102، آیت نمبر: 8)

لہذا جس طرح سفر میں زیادہ سامان مسافر کیلئے تکلیف دہ ہوتا ہے اسی طرح مال ودولت کی کثرت بھی قیامت کے دن دقت کا باعث بنے گی، سوائے اس کے کہ رزق حلال کمایا اور اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی ہو۔

☆...... چونکہ مسافر دوران سفر راستے کو منزل نہیں بلکہ منزل تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتا ہے اور

ہدف اور غرض منزل ہوتی ہے راستہ نہیں ہوتا، اسی طرح انسان کو دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہئے اور دنیا کو اپنا ہدف اور منزل نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اصل ٹھکانہ آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھنا چاہئے۔

☆...... جس طرح مسافر دوران سفر فکر مند رہتا ہے کہ میں نے اتنے کلومیٹر سفر طے کر لیا اور منزل تک پہنچنے میں اتنے کلومیٹر باقی ہیں، اسی طرح انسان کو دنیا کی زندگی میں ہمیشہ یہ احساس دامن گیر رہنا چاہئے کہ میں نے زندگی کے اتنے ماہ وسال گزار دیئے ہیں اور چونکہ انسان موت کے مقرر وقت سے بے خبر ہے، اس لئے ہر لحظہ موت کی تیاری میں مصروف رہنا چاہئے۔

☆...... جس طرح مسافر دوران سفر اسٹیشن سے گزرتے وقت ضرورت کی ہر وہ چیز لیتا ہے جس سے سفر بہ آسانی طے پاتا ہے، اسی طرح دنیا کی زندگی میں انسان بھی صحبت صالحین اور مجالس علمائے ربانیین سے استفادہ کرتا ہے تاکہ دنیا کی زندگی بھی اچھی گزرے اور منزل پر بھی بہ آسانی پہنچنے میں کامیاب ہو سکے۔

☆...... جیسے مسافر کو دوران سفر مختلف صعوبتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ ...... سفر عذاب کا ہی ایک حصہ ہے۔

(صحیح البخاری ، أبواب العمرة ، باب :السفر قطعة من العذاب ، ج : 2 ، ص : 639، حدیث نمبر : 1710)

اور دوران سفر مشکلات پہ صبر کے سوا کوئی بھی چارہ نہیں ہوگا، اسی طرح مومن کو دنیا کی زندگی میں وصول الی اللہ یعنی بارگاہ خداوندی تک پہنچنے کیلئے مختلف تکلیفوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بندہ خدا ان مصائب و آلام میں صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر اطاعت خدا اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کمر بستہ رہتا ہے اور اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے اور:

''وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا '' کا یہی مفہوم ہے (اور جو ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو صحیح راستے کی جانب راہنمائی کرتے ہیں)

(القرآن الکریم، سورۃ العنکبوت، سورت نمبر : 29، آیت نمبر : 69)

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک مجاھدہ:

حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر مجاہدہ کیا اور اپنے متعلقین کو مجاہدہ کی تلقین فرمائی اور فرمایا کرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم میرے شیخ کامل حضرت پیر سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری کیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہی مجاہدہ سکھایا ہے کہ:

ہرکہ کارش از برائے حق بود
کار او پیوستہ بارونق بود

ترجمہ: جس کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتا ہے اس کا کام ہمیشہ بارونق ہوتا ہے، لہٰذا کوئی کام مجاہدہ سے خالی نہ ہو۔

☆...... جیسے جو آدمی اپنا گھر اور وطن کو چھوڑ کر غریب الوطنی کی زندگی بسر کرتا ہے اور لاکھوں روپے خرچ کر کے بیرون ملک جاتا ہے اور اگر عرصہ دراز کے بعد گھر واپس آئے اور اہل خانہ و دوست احباب بڑی امیدیں لگائے بیٹھے ہوں کہ وہ بہت کچھ کما کے واپس پلٹے گا لیکن اس کے برعکس اگر وہ خالی ہاتھ واپس آئے تو ندامت اور شرمندگی کے سوا اسے کچھ بھی میسر نہ ہوگا، اسی طرح انسان دنیا (دارالعمل) میں کچھ کمانے اور آخرت کیلئے توشہ تیار کرنے آیا ہے اگر دنیا سے نیک اعمال کمائے بغیر خالی ہاتھ واپس آخرت کو چلا جائے تو اسے بروز محشر شدید ندامت اور شرمندگی ہوگی، لہٰذا اس دنیا کی زندگی میں انسان کو اعمال صالحہ کا زادراہ تیار کرنے میں مصروف رہنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

انجمن جلالیہ رضویہ کا ھدف:

انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان یہ ہدف رکھتی ہے کہ صوفیائے عظام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سیرت و کردار کو فروغ دے کر نفسانی خواہشات اور دنیاوی حرص کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ جب تک دل دنیا کی محبت اور نفسانی خواہشات سے خالی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت نصیب نہیں ہوتی۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انسان دنیا میں رہے لیکن دنیا اس میں نہ آئے۔

اولیائے کرام کے آستانوں اور خانقاہوں سے قال اللہ تعالیٰ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صدائیں بلند رہیں اور لوگوں کو روحانی تربیت اور تزکیۂ نفس کیلئے دنیا کی حرص وہوس آسائشوں اور آلائشوں سے دور رکھا گیا۔

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کا اپنے مریدین کو نصیحت:

ہمارے رہبر و رہنما حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہٗ اپنے ارادتمندوں کو یہی فرمایا کرتے تھے کہ:

''دنیا کی شکایت نہ ہو، احوال دینیہ درست رکھنے میں کوشاں رہیں، دنیا میں تو وقت پاس ہو ہی جاتا ہے، آخرت کی بہتری کی فکر کریں'' (مکتوب بنام: صوفی محمد نذیر احمد، بھلوال ضلع سرگودھا)

اور مکتوب کے اختتام پر یہی وعظ و نصیحت آموز کلمات تحریر کرواتے تھے کہ:

اللہ بس، ماسوی اللہ ہوس، دنیا یوم چند، آخر کار با خداوند

مصنف کتاب ایک نظر میں

از: محمد رفاقت علی جلالی

رکے تو چاند، چلے تو ہواؤں جیسا ہے
وہ شخص دھوپ میں دیکھو تو چھاؤں جیسا ہے

وہ شخص کتنا خوش قسمت ہوتا ہے کہ اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن سب کوشش کے باوجود اس کی کوئی خامی نہ تلاش کر سکیں، جس سے وہ اسے نیچا دکھا سکیں، خامی تو ہر انسان میں کوئی نہ کوئی ہوتی ہے لیکن جو لوگ عظمت کے کردار کے ساتھ زندہ رہتے ہیں، اہم معاملات میں دوٹوک رائے رکھتے ہیں، ہر مشکل وقت میں جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں، نہ جھکتے ہیں اور نہ بکتے ہیں، اصولوں کی پاسداری کرتے ہیں ایسے لوگ ہی دنیا میں سرخرو و کامیاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کے مخالفین ان سے خائف رہتے ہیں، ان کی جرأت وحق گوئی سے ڈرتے ہیں لیکن ان کی اصول پسندی کی وجہ سے ان کا احترام کرتے بھی نظر آتے ہیں، ایسی عزت واحترام کم لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے، ایسے خوش نصیب حضرات کی لسٹ میں میرے ممدوح کا نام بھی ہے۔

آج کے پرفتن دور میں یہود ونصاریٰ اور اسلامی لبادے میں دشمنان اسلام مختلف سازشوں اور حربوں سے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خلاف طرح طرح کی مذموم اور گھٹیا حرکتیں کر رہے ہیں، ایسے میں ان علماء کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے جو ایک طرف تو دین اسلام کے سچے مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہوں، جو قرآن وحدیث کا ادراک رکھنے کے ساتھ ساتھ عصری تعلیمات سے آراستہ ہو کر میدان عمل میں نکل کر جدت پسندوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دین اسلام اور وطن کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کریں، ایسے ہی لوگوں میں استاذ العلماء، مفکر اسلام، عظیم مذہبی سکالر، آبشار علم وحکمت حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی صاحب کا بھی شمار ہوتا ہے اگر میں یوں اس کا نقشہ پیش کروں تو بیجا نہ ہوگا کہ اگر حب الوطنی کو ایمان میں، راست بازی کو کردار میں، حق گوئی کو بے باکی میں، جرأت کو اظہار میں، مروت کو اخلاق میں اور استقامت کو نظریات میں مدغم کر دیا جائے تو پھر خانہ ذہن میں دین محمدی کے اس عظیم مجاہد کا نام ابھرتا ہے جسے دنیا "آبشار علم وحکمت" کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے قرآن وحدیث اور فقہی مسائل کا گہرا ادراک رکھنے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کر رکھی ہے آپ عہد حاضر میں ایک منفرد و بلند مرتبہ ومقام کے حامل مخلص، محنتی اور باکردار شخصیت کے مالک ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں سے نواز رکھا ہے، اگر آپ تقریر کے لیے منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو آپ عالمانہ اور محققانہ انداز بیاں سے اہل ایمان کی دینی اور فکری آبیاری کرتے ہیں اور آپ کو مسند تدریس پر دیکھیں تو تشنگان علم وحکمت آپ کی مسند کی طرف جوق در جوق اپنی پیاس کو بجھاتے نظر آئیں گے، تحریر کے میدان میں آپ کی اردو وعربی کتب ومضامین اپنی مثال آپ ہیں، آپ ایک سنجیدہ قلم کار کے ساتھ ساتھ غیر جانب دار محقق، منصف مزاج، درد دل رکھنے والے مبلغ اور مصلح ہیں۔ بقول شاعر:

علم و دانش پر ہے یوں اس کا وجود
جس طرح ہو چاند جلوہ گر اندھیری رات میں

زہد وتقویٰ اور ذوق عبادت انہیں اپنے دور کے عظیم صوفی بزرگ، عالم اسلام کے ممتاز روحانی پیشوا، استاذ العلماء، قیوم زماں، قبلہ حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین اول درگاہ مقدسہ بھکھی شریف کی صحبت وبیعت اور خدمت اقدس میں رہنے سے نصیب ہوا۔ آپ کو اعزاز حاصل ہے کہ آپ اپنے کثیر دینی وملی مصروفیات کے باوجود

فارغ التحصیل ہونے کے بعد کریما سے لیکر دورہ حدیث شریف تک تدریس فرمائی ہے اور آپ اب بھی دورہ حدیث شریف کی تدریس کے ساتھ ساتھ ہمہ وقت دین اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کبھی ٹی۔ وی چینلز پر نام نہاد روشن خیالی اور لادینیت کے خواب دیکھنے والوں کو خبردار کرتے دکھائی دیتے ہیں، منبر محراب کی جلوہ گری آسان بات ہے مگر وقت کے فرعونوں اور مغربی سوچ رکھنے والے درندہ صفت انسانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا اور بڑے بڑے عہدوں کو پاؤں کی نوک پر ٹھکرا دینا آسان کام نہیں، یہ مرتبہ ان لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے جو اپنے کردار میں مخلص ہوتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

یاد رہے کہ کسی بھی قوم کا اصل اثاثہ، اصل ورثہ زرنگار محلات نہیں ہوتے کیونکہ وہ کھنڈرات بن جاتے ہیں، صاحب تخت وتاج نہیں ہوتے کیونکہ تختوں کا تختہ ہو جاتا ہے، بلکہ قوم وملت کا اصل اثاثہ، اصل ورثہ ملت کے وہ افراد ہوتے ہیں جو ظلم وجبر اور جمود کے موسم میں سچ کے علم بردار ہوتے ہیں، حق کے پرستار ہوتے ہیں، قبلہ ڈاکٹر صاحب کی پوری زندگی حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنے، کلمہ حق بلند کرنے اور اتباع رسول ﷺ کا نمونہ پیش کر کے اس کی دعوت دینے میں گزر رہی ہے، ناموسِ رسالت ﷺ کا مسئلہ آتا ہے تو آپ اس دن ٹی۔ وی چینلز اور اخباری فورمز پر اس بات کو بار بار دہراتے ہیں کہ حکمرانو! ہوش کے ناخن لو اور ناموس رسالت ﷺ کو ایمان اور غیرت کا حصہ سمجھو اور اگر ناموسِ رسالت ﷺ کا تحفظ کرنا جرم ہے تو ہم اس جرم کو بار بار کریں گے۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب ایک طرف تو ناموس رسالت ﷺ پر بھونکنے والوں پر برق بن کر گرتے ہیں اور دوسری طرف اس مرد مجاہد نے ملک میں موجود اسلام اور نظریہ پاکستان کے غداروں کے خلاف علم بلند کر رکھا ہے۔ آپ نے نہ صرف تقریر وتحریر اور تدریس وتبلیغ پر اکتفا کیا بلکہ آپ نے علماء وفضلاء کی ایسی جماعتیں بھی تیار کی جو ہر معاملے میں ہراول دستے کا کردار نبھانے کے ساتھ ساتھ اپنے ہر دل عزیز ومخلص استاذ گرامی کو سلام عقیدت پیش کرتی ہوئی حصول منزل کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔ ایک طرف شرعی بورڈ پاکستان کے اجلاس میں علماء وطلباء کو فتویٰ نویسی کے لیے تیار کرتے ہیں دوسری طرف نظام المساجد کونسل کے تحت مساجد کے قیام اور آباد کاری کیلئے اراکین کی سرپرستی کرتے دکھائی دیتے ہیں، وہ پاک سرزمین پر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ، تعلیم قرآن وسنت کی ترویج واشاعت اور اتحاد اہلسنت کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے اور اصلاح معاشرہ اور دینی مدارس وجامعات کے قیام اور شاندار تعلیمی ماحول قائم کرنے اور مساجد کے قیام، تحفظ اور آباد کاری کیلئے سرگرم عمل ہیں، آپ کی ہمہ جہت صفات کو دیکھتے ہوئے بزبان شاعر یہی کہا جا سکتا ہے:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ذیل میں مختصر طور پر استاذی المکرم قبلہ ڈاکٹر صاحب کے کارہائے نمایاں پیش کیے جا رہے ہیں۔ چند صفحات پر آپ کے کارناموں کا احاطہ کرنا بس کی بات نہیں کیونکہ:

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کیلئے

نام و پیدائش: محمد ظفر اقبال جلالی ولد حافظ جان محمد کی ولادت 10 نومبر 1979ء کو نین رانجھا تحصیل وضلع منڈی بہاؤالدین (پنجاب) میں ایک باکردار اور مذہبی گھرانے میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے قرآن پاک ناظرہ، پہلے تین پارے اور چند سورتیں اپنے والد گرامی سے حفظ کیں اور اپنے گاؤں کے سکول سے مڈل بھی پاس کیا۔

حفظ قرآن کریم: دینی تعلیم کیلئے عصر حاضر کی عظیم درسگاہ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف میں حفظ قرآن کریم کی سعادت قاری نذیر احمد جلالی صاحب سے نصیب ہوئی۔

درس نظامی کی تعلیم: تکمیل حفظ قرآن کے بعد آپ نے اسی جامعہ میں درس نظامی کے لیے داخلہ لیا، درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ اپنے مرشد گرامی کے فیض و برکات سے بھی مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت ثانی صاحب جب نماز فجر کے لیے طلباء کو اٹھاتے تو بیدار ہوتے ہی پہلی نظر اپنے مرشد کامل کے حسین چہرے پر پڑتی، یہ حضرت ثانی صاحب کی خاص نگاہ تھی کہ آپ نے دورہ حدیث شریف سمیت درس نظامی کے جملہ امتحانات میں تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے تحت ثانویہ عامہ، خاصہ، عالیہ اور عالمیہ میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا؟ کیونکہ

نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

عصری اعلیٰ تعلیم: آپ نے راولپنڈی بورڈ سے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے ساتھ ساتھ فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا جبکہ بی۔اے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے کیا۔ اس کے بعد انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں ایم۔ فل "اثر الشقافة العربية في المدائح النبوية الاردية للشيخ احمد رضا خان " کے عنوان سے رجسٹرڈ کروایا، جس کا تقریری امتحان دسمبر 2003ء کو ہوا، جس میں آپ نے A گریڈ سے کامیابی حاصل کی اور اس پر ایم۔ فل مقالے کی شاندار کامیابی کو سراہتے ہوئے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی نے سلور جوبلی کے موقع ہوائی جہاز کا ٹکٹ پیش کیا اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے میڈل اور ایوارڈ پیش کیا، اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام میں ہی جامعہ ازہر مصر سے آئے ہوئے عرب فاضل اساتذہ کرام اور ماہرین عربی زبان و ادب سے آپ کو استفادہ کرنے کا موقع ملا، اس کے بعد پی۔ایچ۔ڈی کا تحقیقی کام دی یونیورسٹی آف فیصل آباد میں سرانجام دیا۔ جس میں آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی کے اشعار پر مبنی "اثر القرآن والسنة في شعر الامام احمد رضا خان دراسة تحليلية ونقدية لشعره الاردی والعربي والفارسی" کے عنوان سے مقالہ تحریر فرمایا۔ اس مرحلے میں بھی آپ نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اے گریڈ سے کامیابی حاصل کی اور دی یونیورسٹی آف فیصل آباد کے پہلے سٹوڈنٹ بنے جس نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، آپ کی اعلیٰ کارکردگی کو سراہتے ہوئے یونیورسٹی کی طرف سے ایک لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا۔ آپ نے پی۔ایچ۔ڈی عربی زبان کے ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی نگرانی میں مکمل کی۔ اس مقالہ کی باقاعدہ تقریب رونمائی 24 جنوری 2012ء سالانہ مجددین کانفرنس پر ہالیڈے ان میلوڈی اسلام آباد ہوٹل میں جانشین حافظ الحدیث صاحبزادہ پیر سید نوید الحسن شاہ صاحب مشہدی کے دست مبارک سے ہوئی۔

زیارت حرمین شریفین: آپ کو پہلی مرتبہ اپنے والد گرامی کی معیت میں اور دوسری مرتبہ والدہ صاحبہ کے ساتھ عمرہ شریف جبکہ تیسری مرتبہ حج بیت اللہ کیلئے حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی۔

مناصب اور کار ھائے نمایاں: پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی صاحب کی ملک وقوم کو دی جانے والی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کا ذاتی کردار ایک مکمل کتاب کی مانند ہے، ذیل میں چند مناصب اور کارہائے نمایاں کو ذکر کیا جاتا ہے:

خطیب: مرکزی جامع مسجد نور مدینہ 8/4-I میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

پرنسپل جامعہ اسلام آباد: جامعہ غوثیہ رضویہ آئی ایٹ فور (جامعہ اسلام آباد) میں پرنسپل کی ذمہ داریوں کو انتہائی لگن، محنت، خلوص اور احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں 30 دینی مدارس قرآن وسنت کی تعلیم عام کرنے

کے لئے قائم ہو چکے ہیں اور جن میں دینی تعلیم کے شعبہ جات کے ساتھ تین سالہ "درس نظامی شام کلاسز" بھی جاری و ساری ہیں۔

شیخ الحدیث جامعہ اسلام آباد: جامعہ اسلام آباد میں دورہ حدیث شریف کے طلباء کو صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی شریف، شرح معانی الآثار، مشکوۃ شریف کے اسباق پڑھا رہے ہیں۔

مفتی جامعہ اسلام آباد: شرعی بورڈ پاکستان کے تحت اسلام آباد میں قائم دارالافتاء سینٹرز کے ذریعے ملک اور بیرون ملک سے آنے والے فتاویٰ کی اہم ذمہ داری بھی حسن وخوبی سے نبھا رہے ہیں۔

اسسٹنٹ پروفیسر: جامعہ اسلام آباد میں فرسٹ ٹائم جبکہ سیکنڈ ٹائم اسلام آباد کالج فار بوائز G-6/3 میں آپ 18 گریڈ میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر تدریسی فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

درس قرآن: مرکزی جامع مسجد نور مدینہ، 8/4.I اسلام آباد میں بعد از نماز عشاء درس قرآن شریف دیتے ہیں۔

درس حدیث شریف: مرکزی جامع مسجد نور مدینہ آئی ایٹ فور اسلام آباد میں بعد از نماز فجر درس حدیث شریف سے دن کا آغاز کرتے ہیں۔

امیر تحفظ ناموس رسالت ﷺ محاذ: توہین رسالت پرمبنی خاکوں، توہین آمیز فلم اور گستاخانہ کلچر کی بیخ کنی کیلئے آپ کی قیادت میں تمام شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے غلامان رسول ﷺ کا مشترکہ پلیٹ فارم "تحفظ ناموس رسالت محاذ" قائم ہوا جس کے تحت ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کیلئے آپ بمع اپنے تلامذہ و متعلقین کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔

سربراہ شرعی بورڈ پاکستان: شرعی بورڈ پاکستان کے سربراہ کی حیثیت سے علمائے کرام اور منتہی طلباء کو فتویٰ نویسی کی تربیت اور پیش آمدہ مسائل میں ملک وقوم کی رہنمائی کرتے ہیں اور تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کا سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔

بانی نظام المساجد کونسل پاکستان: آپ نے نظام المساجد کونسل کا قیام عمل میں لاکر مساجد کے قیام، تحفظ اور آبادکاری کیلئے اہل اسلام کو ایک منظم نیٹ ورک مہیا کیا جس کے تحت تقریباً 70 مساجد آباد ہو چکی ہیں۔

سرپرست اعلیٰ I.S.F: طلباء کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے طلباء تنظیم "اسلامک سٹوڈنٹس فیڈریشن (I.S.F)" کے عہدیداران کی راہنمائی کرتے ہیں۔

چیئرمین اسلام آباد علماء کونسل انٹر نیشنل: آپ کی زیر سرپرستی جامعہ اسلام آباد کے فارغ التحصیل علماء، فضلاء اور جامعہ سے وابستہ علماء کی بین الاقوامی تنظیم "اسلام آباد علماء کونسل انٹرنیشنل" ملک اور بیرون ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ، مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، علوم ومعارف قرآن وسنت کی ترویج واشاعت، اتحاد اہلسنت اور اصلاح معاشرہ کیلئے مجاہدانہ کردار ادا کر رہی ہے۔

مدیر اعلیٰ مجلہ مدینۃ العلم: فروغ علم اور طلباء کی تحقیقی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے آپ کی ادارت میں مجلہ "مدینۃ العلم" شائع ہو رہا ہے۔

مرکزی جنرل سیکرٹری انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان: درگاہ مقدسہ بھکھی شریف کی تبلیغی، روحانی اور اصلاحی تحریک "انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان" کے مرکزی جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے مختلف خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مدیر مسئول ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف: درگاہ مقدسہ بھکھی شریف کا ترجمان، فقہ وتصوف کا نقیب "ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف" کے آپ مدیر مسئول ہیں اور اسی ماہنامہ کے سلسلہ "عرفان الحدیث" کے انچارج بھی ہیں۔

ماخذ و مراجع

القرآن الكريم.

كتب التفسير:

روح البيان (تفسير حقي):الامام اسماعيل حقي بن مصطفى الحنفي، ط:دار احياء التراث العربي.

مفاتيح الغيب:الامام فخر الدين أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن التيمي الرازي، ط:دار احياء التراث العربي، بيروت، سنة الطبعة: 1420هـ.

كتب الحديث:

الأدب المفرد:الامام أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري، ط:دار الحديث، القاهرة، سنة الطبعة: 1426هـ.

جامع الترمذي:الامام أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، ط:دار الاحياء التراث العربي، بيروت.

رياض الصالحين:الامام أبو زكريا يحيٰى بن شرف النووي الدمشقي، ط:قديمي كتب خانه، كراتشي، سنة الطبعة: 1409هـ.

سنن ابن ماجه:الامام أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، ط:دار الفكر، بيروت.

سنن أبي داؤد:الامام أبو داؤد سليمان بن أشعث السجستاني، ط:دار الكتاب العربي، بيروت.

السنن الكبرى:الامام أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخراساني البيهقي، ط:دار الكتب العلمية، بيروت، سنة الطبعة: 1424هـ.

سنن النسائي الكبرى:الامام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي، ط:دار الكتب العلمية، بيروت، سنة الطبعة: 1411هـ.

شعب الايمان:الامام ابو بكر أحمد بن الحسين البيهقي، ط:دار الكتب العلمية، بيروت، سنة الطبعة: 1410هـ.

صحيح ابن حبان:الامام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي، ط:مؤسسة الرسالة، بيروت، سنة الطبعة: 1414هـ.

صحيح البخاري:الامام أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري، ط:دار ابن كثير، اليمامة بيروت، سنة الطبعة: 1407هـ.

صحيح المسلم:الامام أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيشابوري، ط:دار الجيل بيروت.

كنز العمال في سنن الأقوال و الافعال:الامام علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي

البرهان فوری، ط:مؤسسة الرسالة، سنة الطبعة: 1401ھ.
مجمع الزوائد و منبع الفوائد:الامام نور الدين على بن أبى بكر الهيثمى، ط:دار الفكر، بيروت، سنة الطبعة: 1412ھ.
مراة المناجيح شرح مشكاة المصابيح:حكيم الأمة المفتى محمد أحمد يار خان النعيمى، ط:ضياء القرآن پبلى كيشنرز، لاهور.
المستدرك على الصحيحين:الامام أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابورى، ط:دار الكتب العلمية، بيروت، سنة الطبعة: 1411ھ.
مسند أبى يعلى الموصلى:أبو يعلى أحمد بن على بن المثنى الموصلى التميمى، ط:دار المأمون للتراث، دمشق، سنة الطبعة: 1404ھ.
مسند امام أحمد بن حنبل:الامام أبو عبد الله أحمد بن حنبل الشيبانى، ط:مؤسسة قرطبة، القاهرة.
مسند الشهاب:الامام أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر القضاعى، ط:مؤسسة الرسالة، بيروت، سنة الطبعة: 1407ھ.
مشكلة المصابيح:الامام محمد بن عبد الله الخطيب التبريزى، ط:المكتب الاسلامى، بيروت، سنة الطبعة: 1405ھ.
المعجم الأوسط:أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى، ط:دار الحرمين، القاهرة، سنة الطبعة: 1415ھ.
المعجم الصغير:أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى، ط:المكتب الاسلامى، دار عمار، بيروت، سنة الطبعة: 1405ھ.
المعجم الكبير:أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى، ط:مكتبة العلوم والحكم، الموصل، سنة الطبعة: 1404ھ.

كتب التصوف:

احياء علوم الدين:الامام أبو حامد محمد بن محمد الغزالى، ط:دار المعرفة، بيروت.
ذم الهوى:أبو الفرج عبد الرحمن بن أبى الحسن الجوزى، ط:كتب العلمية، بيروت.
الزواجر عن اقتراف الكبائر:الامام أبو العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن على بن حجر الهيتمى الأنصارى، ط:دار الفكر، بيروت، سنة الطبعة: 1407ھ.
الزهد و يليه الرقائق:الامام أبو عبد الله عبد الله بن المبارك المرزوى، ط:دار الكتب العلمية، بيروت.

الصمت و آداب اللسان: الامام أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد الدنيا، ط: دار الكتاب العربي، بيروت، سنة الطبعة: 1410هـ.

مدارج السالكين بين منازل اياك نعبد و اياك نستعين: أبو عبد الله محمد بن أبي بكر أيوب الزرعي، ط: دار الكتب العربي، بيروت، سنة الطبعة: 1393هـ.

مكارم الأخلاق: أبو بكر عبد الله بن محمد القرشي، ط: مكتبة القرآن، القاهرة، سنة الطبعة: 1411هـ.

كتب الأدب:

روضة العقلاء و نزهة الفضلاء: أبو حاتم محمد بن حبان البستي، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، سنة الطبعة: 1397هـ.

معجم السفر: أبو طاهر أحمد بن محمد السلفي، ط: المكتبة التجارية، مكة المكرمة.

اعلان

حضرت ثانی سرکار قیوم زماں استاذ العلماء

پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ

کا

سالانہ عرس

زیر سرپرستی

جگر گوشہ قیوم زماں استاذ العلماء

پیر طریقت قاسم فیضان سرہند و بریلی

پیر سید مفتی

محمد نوید الحسن مشہدی

سجادہ نشین درگاہ مقدسہ بھاکھی شریف

ہر سال 21 اگست صبح 9 بجے تا نماز ظہر

درگاہ مقدسہ جلالیہ بھاکھی شریف

ضلع منڈی بہاؤ الدین میں منعقد ہوتا ہے

اعلان

غوث زماں، حضرت حافظ الحدیث والقرآن، مفتی اعظم پاکستان

حضرت

پیر سید محمد جلال الدین مشہدی

حضرتِ اعلیٰ درگاہِ مقدسہ جلالیہ بھکھی شریف

عرس کا سالانہ

زیرِ سرپرستی

جگر گوشہ قیوم زماں استاذ العلماء

پیر طریقت قاسم فیضان سرہند و بریلی

پیر سید مفتی

محمد نوید الحسن مشہدی

سجادہ نشین درگاہ مقدسہ بھکھی شریف

ہمیشہ ماہِ نومبر کی 17,18

تاریخ کو ہوا کرے گا

سترہ تاریخ کو شروع

اور اٹھارہ تاریخ کو ختم شریف ہو گا۔ (ان شاءاللہ)

فتاویٰ بھکھی شریف

از افادات

پیر سید محمد جلال الدین مشہدی

سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی



مفتی اصغر علی رضوی جلالی

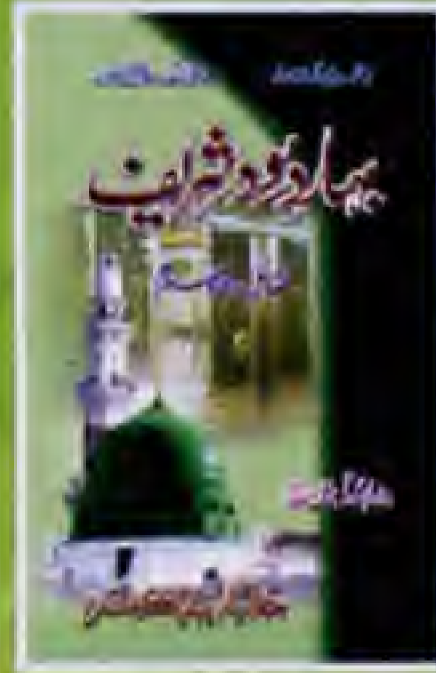
پروفیسر حافظ محمد اسلم جلالی

ناشر جلالیہ پبلی کیشنز



جلالیہ پبلیکیشنز

کی دیگر کتب


















جلالیہ پبلیکیشنز

درگاہ مقدسہ نقشبندیہ قادریہ جلالیہ بھکھی شریف
0333-4217708,0300-5546640